U1

1U

کلیات سودا

جلد اول

بترتیب جدید

مصنفہ

سر آمد شعرائے ہندوستان بلبل شیوا زبان فخر المتقدمین و المتاخرین

مرزا رفیع سودا مرحوم باضافہ سوانح عمری و تصویر مصنف

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہو کر شایع ہوئی

۱۹۳۲ء

فہرست کُلیّات سودا جلد اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

میرے خیال مین تو شاید ہندوستان مین ایک شخص بھی ایسا نہوگا جس کو شعر و شاعری سے ...ی لگاؤ ہو اور وہ میر و مرزا کے نام اور اُنکے مرتبۂ شاعری سے پورے طور پر واقف نہو - کوئی مکمل ...ہ کا تذکرہ ایسا نہوگا جہان اِن دونون باکمالون کے اوصاف حمیدہ کا بیان نہو - اور کوئی علم ادب ...اہر نہوگا جو اُنکی تعریف و تحسین مین رطب اللسان نہو - اِس لئے اِن بزرگون کے مراتب شاعری ...ر مدارج سخندانی پر کوئی رائے زنی کرنا تضیع اوقات نہ بھی ہو تو بھی کوئی نئی بات نہین ہے - ...مگر زمانہ کا دستور اور رسم و رواج کبھی کبھی کسی امر زاید کے کرنے پر بھی مجبور کرتا ہے - اس لئے مجھے بھی کہنا پڑتا ہے کہ ع

میکنم سعی گو مکرر باش

کلیات سودا جو نئی ترتیب و تدوین سے مرتب ہوا ہے میرے سامنے ہے اسلئے - مجھے اسوقت جو کچھ لکھنا ہے وہ مرزا رفیع سودا ہی کے متعلق لکھنا ہے - اور جو کچھ ضرورت ہے وہ اِسی ...تاب اوج کمال کے سوانح حیات بیان کرنے کی ہے -

آپ کا نام مرزا محمد رفیع تھا - اور سودا تخلص فرماتے تھے - اگرچہ خود اِن کا مولد و موطن سواد جنت نشان ہندوستان ہی تھا - مگر آپکے آبا و اجداد خطۂ کابل کے رہنے والے تھے - چنانچہ اُنکے والد ماجد مرزا محمد شفیع ایک تجارت پیشہ بزرگ تھے - جو تجارت ہی کے سلسلہ مین ...ل سے سفر کرکے ہندوستان پہونچے - اور مختلف بلاد کی سیر کرتے ہوئے خطۂ پاک دلّی میں وارد ہوئے - اُسوقت کی دلّی آج کی دلّی نہ تھی - رونق - خوشحالی - فراغبالی - دولت ثروت - مکنت در و دیوار سے برس رہی تھی عیش و عشرت اور رنگین مزاجیون کی بہتات فضائے عالم پر دُھوان دھار گھٹا بنکر چھائی ہوئی تھی - ذرہ ذرہ نو واردان بساط قرب کے لئے خاک دامنگیر بنجاتا - اور ہمیشہ کے لئے اپنے سایۂ عاطفت مین رہنے کے واسطے

مجبور کرتا تھا - اور بڑے بڑے مضبوط ارادہ رکھنے والے یہ کہہ کہہ کر ہمیشہ کے لئے یہین بیٹھ جاتے تھے کہ ؎

بہند گشتہ زمین گیر ناتوانی ما   بہ شب رسید مگر روز زندگانی ما

مرزا محمد شفیع خواہ واپسی کا کتنا ہی زبردست ارادہ کرکے آئے ہون - مگر دلی کی آب و ہوا کچھ ایسی راس آئی کہ مقیم ہوگئے اور ہمیشہ کیلئے یہین مقیم ہوگئے اور بالآخر دلی ہی کو یہ شرف نصیب ہوا کہ مرزا رفیع سودا عالم وجود مین آئے - اور فلک فضل وکمال علم وادب کے تارون مین اور ایک درخشان تارے کا اضافہ ہوا جسکے طلوع نے اپنے حد کمال پر پہونچکر دوسرے ستارون کو ایسا ماند کردیا کہ آفتاب و ذرہ کی نسبت بھی دشوار ہوگئی -

یہ افسوس ہے اور سخت افسوس ہے کہ کسی تذکرہ نویس نے تصریح کے ساتھ اس مولود مسعود کا سال ولادت قلمبند نہین کیا - مگر پھر بھی اپنی کسی تحقیقات کی بنا پر مولنا آزاد نے آبحیات مین مرزا کا سنہ ولادت گیارہ سو پچیس ۱۱۲۵ لکھا ہے - دوسری شہادتون کے فقدان کیوجہ سے اسپر اعتماد و وثوق کرتے ہوئے بھی ایک قسم کی خلش تجسس وتلاش باقی رہجاتی ہے - پھر بھی یہ واقعہ ہے کہ مرزا رفیع نے دلی ہی مین جنم لیا - یہین آنکھ کھولی - یہین تعلیم وتربیت پائی - یہین کی آب وہوا مین انکی نشو ونما ہوئی یہین کے رسم ورواج - یہین کے عادات - یہین کی تہذیب وروش کے خوگر ہوئے اور یہین کے طور وطریق اور یہین کی وضع قطع - یہین کی زبان انکی طبیعت ثانیہ بنی -

اردو کی شاعری کی زاد بوم کوئی جگہ سہی - اس سے بحث نہین - مگر یہ ضرور ہے کہ جب سے ولی دکھنی دلی مین آئے اور انکے دیوان ریختہ کا شہرہ عالمگیر ہوا - تو دلی کے ایک ایک بچہ کے دلمین اردو کی شاعری کے ذوق وشوق کی آگ بھڑک اٹھی تھی - اور نہ معلوم کتنے بزرگ اسکی طرف متوجہ ہوگئے تھے ظاہرا جنکے دم سے ہنگامۂ شعر وسخن گرم تھا ہمارے سامنے چند ہین جنمین شاہ مبارک آبرو - شرف الدین مضمون مرزا جان جانان مظہر - شیخ احسن اللہ بیان - شاکر ناجی - غلام مصطفے یکرنگ کا نام قابل ذکر ہے مگر کون کہہ سکتا ہے کہ دلی سے غدار شہر مین بھی پانچ سات بزرگ ہونگے جو ایک وقت مین سرگرم کار تھے - ہرگز نہین بلکہ زمانہ کی دستبرد نے جن نامون کو محفوظ چھوڑ دیا ہے وہ یہ ہین - اور خدا جانے کیسے کیسے اور کہان کہان کے لوگ ہونگے - اور کتنے ہونگے جنکا آج کوئی نام بھی نہین جانتا خاک مین ملے اور خاک ہوکر رہ گئے ہاے ؎

مقدور ہو تو خاک سے پوچھون کہ اے لئیم ‏ ‏ تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

مولانا حالی نے یہ شعر نہین کہا بلکہ دلی کی حقیقت بیان کردی ہے کہ ؎

چپے چپے مین ہین یان گوہر یکتا تہ خاک ‏ ‏ دفن ہوگا نہ کہین اتنا خزانا ہرگز

سودا نے بھی اسی ہنگامہ مین آنکھ کھولی۔ اور نہ معلوم از خود یا اثر صحبت سے شعر و سخن کی طرف متوجہ ہوئے۔ اُسوقت کے مشہور و معروف استاد وہی لوگ تھے جن کا ہم نے ابھی ذکر کیا گو ہمارا مقدور یہ نہین کہ ہم انمین سے کسی ایک کو ترجیح دین۔ مگر سودا کے انتخاب نے پہلے سلیمان قلی خان وداد کو بہتر سمجھا اور پھر شاہ حاتم کو ترجیح دی جو پہلے رمز اور پھر حاتم تخلص کرنے لگے تھے۔

نہ معلوم سودا نے اپنے اُستاد کی ہدایت سے سودا تخلص اختیار کیا۔ یا خود ہی اس لفظ پر مائل ہوئے مگر مولنا آزاد دہلوی نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ یا تو سودا اس لئے تخلص رکھا کہ سودا یا جنون تمنائے عشق ہے جس پر ایشیائی شاعری کا دارو مدار ہے۔ اور یا پھر باپ کی سوداگری کی رعایت سے رکھا گیا۔ کہ اُس کے جز و اول مین لفظ سودا داخل ہے آخر مین یہ بھی کہا ہے کہ صنعت ایہام گھاتے ہین ہاتھ آئی میرے نزدیک یہ بات کچھ زیادہ اعتنا کے قابل نہین ہے۔ مولانا نے یہان اور بہت سے لطیفے لکھے ہین ایک لطیفہ یہ بھی لکھدیا۔

مرزا کی مشق و ترقی کا یہ عالم تھا کہ دن دونی رات چوگنی ہوتی جارہی تھی اور چند ہی روز مین اسدرجہ پر پہونچگئی تھی کہ جب شاہ حاتم نے اپنے دیوان کی تدوین کی اور شاگردون کے نام لکھے تو سب سے پہلے نہایت فخر و مباہات کے ساتھ مرزا ہی کا نام لکھا ہے۔ حالانکہ اُنکے مشہور و معروف شاگرد اور بھی تھے۔

مرزا کی اس روز افزون عروج اور ترقی کی کئی وجھین ہوئین۔ ایک تو خود مرزا کی رسا طبیعت اور ذکاوت خداداد۔ دوسرے اُستاد کی سعی بلیغ اور انتہائی توجہ۔ تیسرے اُستاد زمانہ سراج الدین علی خان آرزو کی صحبت شبانہ روز۔ چوتھے دلی جو خود اسوقت مخزن علم و ہنر بنی ہوئی تھی۔ اور جس کا ذرہ ذرہ شاعر کیا۔ شاعر گر تھا۔

زمانہ کی روش اور وقتی رسم و رواج کو سیلاب سمجھئے کہ جدھر جاتا ہے تنکون کو بے اختیارانہ اپنے ساتھ بہالیجاتا ہے۔ یہی حال اسوقت کے شاعرون کا تھا۔ کیونکہ ہونے کو تو اردو رائج ہو گئی تھی اور لوگ مرزا عبدالقادر بیدل۔ قزلباش خان امید۔ وغیرہ کے

وقت سے اس زبان میں مضمون آرائیاں کر رہے تھے مگر ابتک رجحان طبیعت فارسی ہی کی طرف زیادہ تھا۔ دس غزلیں فارسی کی کہتے تھے تو برائے نام ایک آدھ اردو کی بھی کہہ لیا کرتے تھے۔ اور گو اردو گوئی کی ترقی ہوتے ہوتے سودا کے عہد تک بہت کچھ ہو چکی تھی مگر پھر بھی اوّل اوّل مین انکی توجہ فارسی گوئی ہی کی طرف زیادہ تھی۔ فارسی کہتے تھے اور بہت کچھ کہتے تھے۔ مگر خان آرزو نے خدا معلوم کیا سمجھ کر انھین سمجھایا کہ فارسی کہنے سے اپنی زبان مین شعر کہنا اچھا۔ آدمی دوسری زبانون مین برسون بھی مشق کرے تو بھی درجۂ استادی پر پہونچنا محال ہے۔ انکی سعادتمندانہ ارادت نے بھی بگوش ہوش اس نصیحت کو سنا اور اسیوقت سے زیادہ تر اپنی توجہ اردو کی طرف منعطف کر دی۔ پھر بھی چونکہ فارسی کا ان پر بہت کچھ اثر پڑ چکا تھا اس لئے فارسی مین بھی کچھ نہ کچھ کہتے رہے۔

انکے اردو کے کلام کا چند ہی روز مین زبردست شہرہ ہو گیا۔ انکے دل سے نکلکر لوگون کی زبانون پر پہونچا اور رفتہ رفتہ بیاضون۔ اور حافظہ کی یادداشتون مین جگہ پانے لگا۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

رفتہ رفتہ سربرارائے سلطنت یعنی شاہ عالم بادشاہ کے کانون تک بھی انکے کمال کا شہرہ پہونچا وہ خود بھی شاعر تھے۔ فارسی کے شعر نہایت عمدہ کہتے تھے۔ کلام سنکر بیحد مشتاق ہوئے اور یہ اشتیاق یہانتک بڑھا کہ ایکدن مرزا کو بلایا اور شاگرد ہو گئے۔ کچھ دنون تک اصلاح و مشورہ کا سلسلہ رہا۔ مگر یہ رشتہ استادی و شاگردی کچھ ایسے برے اور منحوس وقت مین قایم ہوا تھا کہ زیادہ دنون تک قایم نہ رہ سکا۔ بادشاہ تو بادشاہ نازک مزاج۔ نازک طبیعت۔ دیر آشنا۔ زود رنج۔ کسی بات پر بگڑ بیٹھے۔ یہ بھی بانکے تھے جب سے یہ رنجش ہوئی انھون نے بھی دربار کی آمد و رفت یک قلم بند کر دی۔ ظاہر ہے کہ بادشاہ کا استاد ہونا ہی کیا کچھ کم فخر کی بات ہے اسپر جو اور فواید پہونچتے رہے ہونگے وہ مزید برآن۔ اس لئے انکو بھی اسکا احساس ہونا چاہئے تھا۔ اور یقینی طور پر ہوا ہو گا۔ مگر پھر کہنا پڑتا ہے کہ اسوقت کی دلی ایسی نہ تھی۔ جہان کوئی اہل کمال خستہ حال اور پریشان پھرتا رہے۔ اور کوئی اسکی بات نہ پوچھے۔ خوشحالی کا دور دورہ تھا۔ عیش و عشرت کی ہوائین چل رہی تھین۔ سیکڑون رئیس تھے۔ قدردان تھے۔ اہل فن کی خدمت کو لینے لئے فخر سمجھنے والے تھے۔ اسی لئے ان کو احساس بھی نہوا۔ موجون قدرشناسون کی دریادلی نے مالامال کر دیا۔ اور کیا ہوا کیا نہ ہوا اسکی انکو کبھی پروا بھی نہ ہوئی۔

اب وہ وقت آگیا تھا کہ اُنکے کمال کی شہرت دلّی سے نکلکر فیض آباد پہونچی ۔ جہاں اودھ کا حکمران صوبہ دار نواب شجاع الدولہ نائب سلطنت بنا بیٹھا تھا ۔ اور جسکے دامن دولت سے ہزاروں امیر و غریب ۔ ہنرمند اور بے ہنر وابستہ تھے ۔ چنانچہ اُنھوں نے سودا کی تعریف سنی تو از راہ قدردانی و شفقت فیض آباد قدم رنجہ کرنے کے لئے لکھا ۔ مگر مرزا کو دلّی مین کیا کمی تھی کہ اسکو چھوڑکر غربت کی خاک پھانکتے ہوئے اودھ کا رخ کرتے ۔ اور گوشہ صبر و توکل کو حرص و ہوس کی نذر کرتے ۔ فرمان طلب کو سُنکر خوش تو ہوئے مگر پھر بھی از راہ استغنا بات کو ٹال گئے اور کہتے ہین کہ جواب مین یہ رُباعی لکھ بھیجی ؎ رباعی

سودا پئے دنیا تو بہر سو کب تک — آوارہ ازین کوچہ بآن کوکب تک
حاصل یہی اس سے نا کہ دنیا ہووے — بالفرض ہوا یہ بھی تو پھر تو کب تک

مگر زمانہ کی تلوّن مزاجیوں ۔ اور تغیرات عالم کی نیرنگیوں کو روکنے والا کون ہے ۔ یکایک انقلاب کے تیز و تند جھونکے آئے ۔ ہندوستان کے سکون مین ایک تلاطم برپا ہوا ۔ مرہٹون کی دست درازیوں اور ہنگامہ خیزیوں نے ملک کے ملک کو میدان جدال و قتال بنا دیا ۔ دلّی پایہ تخت تھی ۔ مگر وُہ بھی ان حملوں سے مصئون و محفوظ نہ رہ سکی ۔ ادھر قتل و غارت کا بازار گرم ہوا ۔ اُدھر بادشاہ گردی ہوئی ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بڑے بڑے بھرے پُرے گھروں مین جھاڑو پھر گئی ۔ ہزاروں دولتمند اس گردش آسمان کے شکار ہوکر نان شبینہ کو محتاج ہو گئے ۔ سینکڑوں آبرو والوں نے اپنی جانین اس ہنگامہ دار و گیر کے نذر کر دین بہت سے شریف اپنی عزت و آبرو بچانے کے لئے گھر کا دروازہ بند کرکے بیٹھ رہے ۔ اور ہمیشہ کے لئے عزلت گزین ہو گئے بہت سوں نے گھر چھوڑا ۔ در چھوڑا ۔ مال و متاع پر لات ماری اعزا و اقارب سے منھ موڑا ۔ اور رات کی سیاہ چادر سے اپنا منھ چھپائے ہمیشہ کیلئے ترک وطن کر کے کہین کو نکل گئے بڑے ۔ بڑے دلاوروں کے عزم و استقلال مین فرق آگیا ۔ بہت سے اہل اللہ گوشہ نشینی کو خیرباد کہنے پر مجبور ہو گئے نہ امیر رہے ، نہ دولتمند ۔ نہ قدر نہ قدردان ۔ نہ جوہر نہ جوہر شناس پھر ایسے عالم مین سودا کا قیام دلّی مین کیونکر ممکن تھا ۔ نہ معلوم کتنے دوستوں ۔ کتنے قدردانوں ۔ کو رونا پڑا ۔ اور کتنے رتبہ دانوں کا ماتم کیا اس حالت کشمکش مین بھی کچھ دن گزر گئے ۔ مگر کب تک اور کہاں تک ۔ آخر ترک وطن کی فکر دامن گیر ہوئی نتیجہ یہ کہ دلّی اور دلّی والوں کو خیرباد کہا اور اسی عالم پریشانی مین صحرائے غربت کی خاک اُڑاتے فرخ آباد پہونچے ۔ اُسوقت ان کا

سن تقریبًا ساٹھ برس بتایا جاتا ہے۔
فرخ آباد مین اسوقت نواب احمد بخش خان بنگش مسند آرائے حکومت تھے۔ اور نواب مہربان خان رند انکے دیوان اعلےٰ تھے۔ مہربان خان ایک تو یونہی علم و ہنر کے قدردان تھے مگر اس قدردانی پر شعر و سخن کے شوق نے اور بھی چار چاند لگا دئے تھے۔ پھر بھلا یہ کیونکہ ممکن تھا کہ سودا سا اہل کمال فرخ آباد پہونچتا اور یہ انکو ہاتھون ہاتھ نہ لیتے۔ چنانچہ انھون نے مرزا کی اتنی قدر کی کہ یہ بھی وہین اقامت گزین ہو گئے۔ زیادہ تر یہ رابطہ محبت اسوجہ سے قائم ہوا کہ رند میر سوز کے علاوہ انکے بھی شاگرد ہوئے۔ اسی بنا پر یہ چند سال فرخ آباد مین رہے۔ اور عزت و اطمینان کی زندگی بسر کرتے رہے۔ نواب مہربان خان بھی انپر ہمیشہ مہربان رہے اور یہ بھی انکی جود و عطا۔ محبت و مروت کی تعریفین کرتے رہے۔ چنانچہ نواب موصوف کی مدح کے بعض قصاید اب بھی انکی کلیات مین موجود ہین۔
گردش تقدیر نے پھر زور باندھا۔ اور آسمان پھر انقلاب دکھانے لگا کہ یکایک ۱۱۸۵ھ مین نواب احمد بخش خان کا انتقال ہوا۔ اور وہ دفتر کا دفتر گاؤ خورد ہو گیا۔ مرزا نے بھی سامان سفر درست کیا۔ اور فرخ آباد کو الوداعی سلام کر کے اپنے قدیمی محسن اور قدرشناس نواب شجاع الدولہ مرحوم کے پاس فیض آباد چلے آئے اور یہان زمرہ ملازمین یا مصاحبین مین، داخل ہو گئے۔
نواب شجاع الدولہ کے انتقال کے بعد عنان حکومت نواب آصف الدولہ بہادر کے قبضہ اقتدار مین آئی۔ اور اب مرکز سلطنت لکھنؤ قرار پایا۔ تو مرزا کو لکھنؤ آنا پڑا۔ یہان بھی دلی والے لوگون کی بدولت شعر و شاعری کا ستارا عروج پر تھا۔ مصحفی۔ قمرالدین منت۔ وغیرہ موجود تھے۔
یہ کون کہہ سکتا ہے کہ مرزا کی شاعری نے یہان آکر عروج پکڑا۔ اور اپنے حد کمال پر پہونچی۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ ساٹھ پینسٹھ برس کی عمر والے پختہ مشق کی شاعری اسوقت تک بچہ سے جوان اور جوان سے بڑھی بھی ہو گئی ہو گی جس نے مختلف دربارون مین رسوخ پیدا کر کے اپنا سکہ بٹھا دیا۔ وہ کونسی مشق سخن کا محتاج رہا ہو گا۔ اور کونسا ایسا معرکہ اور ہنگامہ ہو گا جو اسکو پیش نہ آیا ہو گا۔ مگر با اینہمہ یہ کہنے کی گنجایش ضرور ہے کہ یہان آکر انکی شاعری نے جدید معرکہ آرائیون کی صورت اختیار کر لی جنکا تفصیل کے ساتھ ہم آئندہ چلکر ذکر کرین گے

سردست اُنکے کلام پر ایک مفصل تبصرہ کرنے کی ضرورت ہے۔
سب سے پہلے اِن کا مجموعی کلام دیکھکر نقاد کو جس اعتراف کی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ ہے کہ وہ بغیر کچھ سوچے سمجھے یہ کہدے کہ مرزا نے ایک ہمہ گیر طبیعت پائی تھی۔ اور بتمام اصناف سخن پر پورے طور سے قادر تھے۔ اُسکے بعد فرداً فرداً تمام اصناف کلام کو جانچیے پھر چونکہ شاعر کے مجموعہ سخن مین سب سے زیادہ نظر ڈالنے والی چیز غزلیات کا حصہ ہوتا ہے۔ جو اگرچہ ضرورت کے لحاظ سے سب سے ادنیٰ درجہ کی چیز ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ شاعر کو جسقدر جگر کاوی غزلیات مین کرنی پڑتی ہے اتنی کسی صنف مین نہین کرنی پڑتی۔ قصیدے اور رباعیات و مثنوی وغیرہ بھی اگرچہ بڑے پایے کی چیزین ہین۔ مگر انکا نمبر اسکے بعد دیگرے رکھا جائے گا۔ سردست ہم مرزا کی غزلون پر ایک نگاہ ڈالتے ہین۔ اور بتاتے ہین کہ مرزا تغزل کے رنگ مین کہانتک کامیاب ہین۔

چونکہ مرزا کا زمانہ اُردو کی شاعری کے سب سے بڑے رکن یعنی ولی سے بہت زیادہ دور نہین ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے تغزل کے اسلوب پر ایک نظر عمیق ڈال لی جائے۔ کیونکہ یہ اُنکے رموز کلام کے انکشاف مین پوری پوری مدد کرے گا۔ اردو شاعری کے آغاز کی تحقیقات اسوقت قطب شاہیون تک پہنچ گئی ہے اور یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ سلطان محمد قلی قطب شاہ جو ۱۵۸۰ء مین تخت سلطنت پر رونق افروز ہوئے وہ اردو مین شعر کہتے تھے اور معانی تخلص فرماتے تھے۔ اسیطرح محمد قطب شاہ۔ عبداللہ قطب شاہ بھی اردو کے شاعر تھے۔ مگر باوجود اسکے کہ انمین سے بعض کے دیوان بھی دستیاب ہو گئے ہین۔ اور انکے زمانے کے دوسرے شعرا مثل ابن نشاطی۔ مولانا وجہی۔ تحسین الدین۔ ملا قطبی۔ جنیدی۔ طبعی۔ نوری۔ فائز۔ شاہی مرزا وغیرہ کی اردو شعر گوئی اور اردو کی تصنیفات کا بھی پتہ چل گیا ہے عادل شاہیون دور حکومت کے شعرا مشاہیر۔ رسمی۔ نصرتی۔ ہاشمی۔ دولت۔ شاہ ملک۔ شاہ امین وغیرہ کے حالات و تصانیف بھی معلوم ہو گئے ہین۔ پھر بھی ہم ولی دکھنی ہی کو شاہراہ اردو کا رہرو اوّل تسلیم کرتے ہین۔ کیونکہ دکّن مین جس نے اِس ادبی قالب مین روح پھونکی وہ ولی ہی تھا۔ اور سب سے پہلے اہل دلی نے جس کا اتباع کیا اور اس کا فخر اسی باکمال کو حاصل ہوا۔ اور اسمین بھی شک نہین ہے کہ قدما کی نسبت انکی زبان زیادہ لوچدار۔ زیادہ صاف۔ زیادہ قابل اعتنا۔ زیادہ قابل استناد۔ زیادہ قابل اعتماد ہے اِن کا رنگ تغزل

اگرچہ اہل فارس کی نکالی ہوئی راہون سے جُدا تو نہین ہے۔ مگر پھر بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی آب و ہوا نے بھی اُسپر اچھّا خاصہ اثر کیا ہے۔ اسپر بھی وہی حسن و عشق کی رنگین حکایات وہی عاشقانہ شکایات۔ وہی شب ہجر اور روز وصال۔ وہی وصل کی خوشی اور جدائی کا ملال۔ معشوقون کی ستم رانیان۔ عشاق کی پریشانیان۔ رقیبون کا فائز المرام ہونا۔ اور اپنا محروم و ناکام ہونا۔ مجنون و فرہاد کی سعی تقدیرین۔ مانی و بہزاد کی کھینچی ہوئی تصویرین۔ یوسف و زلیخا کا حال۔ شیرین و لیلےٰ کا جمال۔ بلبل کی فریاد قمری کی افتاد۔ رندون اور وحشیون کے کارنامے۔ چارہ گرون اور واعظون کے عصا اور عمامے سب جگہ نظر آتے ہین یہ سب کچھ ہے مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ ایک بہت ہی بھولا بھالا آدمی باتین کر رہا ہے۔ ذرّہ بھر اپنا حال نہین چھپاتا۔ جو کچھ دل مین ہے وہی زبان پر ہے۔ بناوٹ۔ تکلف۔ تصنع۔ آورد نام کو بھی نہین بعض جگہ ایسا ہے کہ بات مین بات نکلتے ہین۔ مگر وہ بھی سادی۔ کچھ شیرین کچھ پھیکی۔ کلام مین عمق۔ جذبات مین گہرائی کہین نام کو بھی نہین۔ جذبات سادہ کے علاوہ تصوف کے مضامین بھی ہین۔ مگر اکثر جگہ پڑھکر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یا کوئی صوفی حقایق معرفت بیان کر رہا ہے۔ اور یا کوئی واعظ منبر پر وعظ کہتا ہے۔ یا کوئی مناجاتی سربسجدہ ہو کر خدا سے کچھ التجائین کر رہا اور گڑگڑا کر دعائین مانگ رہا ہے۔ مین ان سب کی مثالین بیکار سمجھکر نہین دیتا۔ ورنہ اُنکا دیوان کافی طور پر میرے دعوے کی تصدیق کرتا۔ ولی ہی کی طرح انکے معاصرین مثل سراج دکھنی اور داؤد وغیرہ کا کلام بھی۔ صاف صاف اور سادہ سادہ آورد سے مبرا و منزّہ ہے۔ صنعتون۔ ذومعنی لفظون سے پاک ہے یون سمجھئے کہ ایک صاف چٹیل میدان ہے جسمین گرد و غبار کا کہین نام بھی نہین۔ ہان اگر کوئی بات آج کے نقطہ نظر سے جدا ہے تو یہ ہے کہ اکثر ایسے الفاظ پائے جاتے ہین جو آج متروک کے درجے سے بھی کئی درجے آگے ہین۔

اسکے بعد دوسرا دور وہ ہے جسمین شاہ حاتم۔ شاہ مبارک آبرو۔ مرزا مظہر جان جانان شرف الدین مضمون۔ یقین۔ اور تابان ایسے بزرگ ہین۔ جنھون نے حقیقت مین اردو شاعری کی داغ بیل ڈالی اور جنکو ولی اور ولی کے معاصرین ہی کے برابر درجہ دیا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ ان حضرات نے زبان اُردو کو صاف بھی کیا۔ اور اسمین سے اپنے پیشروون کے استعمال کئے ہوئے وہ الفاظ بھی نکال ڈالے جو اُسوقت کے مذاق سلیم پر گران گزرتے تھے۔ یا جنمین دکھنیت یا بھاشا کا اثر زیادہ تھا۔ اور سب سے زیادہ اسمین شاہ حاتم نے حصہ لیا جسکا ذکر اُنھون نے

اپنے دیوان کے دیباچے مین کیا ہے۔ زبان کے علاوہ شاعری مین بھی ندرت آفرینیان کین صنایع بدایع کا استعمال بھی شروع کیا۔ رنگینی مین اضافہ کرکے اُس پھیکے پن کو جو قدیم دواوین مین پایا جاتا تھا دور کردیا۔ اور شعر مین جذبات کو اس خوبصورتی اور خوبی سے کھپایا کہ اکثر شعر جذبات محبت کی صحیح تصویر بن گئے۔ معنی آفرینی۔ لطیف استعارون اور تشبیہون سے کام لیکر کلام کو گل گلزار بنایا۔ غرضکہ اپنی سعی بلیغ سے اس پھیکتے پودے کی وہ آبیاری کی کہ اُسکی نو دمیدگی ہی سے اُسکی برومندی کا پتہ چلنے لگا۔ ہان اگر کوئی نقصان ہوا تو یہ کہ اور صنعتون کے ساتھ ساتھ صنعت ایہام کا بڑا زور ہوگیا۔ پورے پورے شعرون کی بنا ذو معنی الفاظ پر رکھی جانے لگی۔ اور بعض جگہ فحش الفاظ سے بھی گریز نہین کیا گیا۔

اسی زمانے کے قریب قریب بلکہ اس سے ملا ہوا زمانہ میر و سودا کا بھی ہے کیونکہ حاتم بقول مصحفی ۱۹۶ ؁ھ اور مرزا ۱۹۵ ؁ھ مین فوت ہوے۔ مگر مرزا کی شاعری کا رتبہ بلاشک اتنا ہے کہ ایک ایک لفظ فخر و مباہات کے ساتھ کہہ رہا ہے ع رتبۂ شاگردی من نیست اُستاد مرا۔ یہی سبب ہے کہ شاہ حاتم نے اپنے شاگردون کی فہرست مین بے حد فخر و مباہات کے ساتھ مرزا کا نام لیا ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ میر تقی میر سا زبردست نقاد اگرچہ اپنے تذکرے مین شاہ حاتم کو مرد جاہل و تمکن لکھتا ہے۔ مگر سودا کو استاد زمانہ اور سرآمد شعرا مانتا ہے۔ اسی سے اُستاد اور شاگرد کا فرق اور زبان۔ ادب۔ اور شعر کی خدمت کا صاف صاف اندازہ ہوجاتا ہے۔

دیوان غزلیات اُردو

اوّل تو اُس زمانے کی روش ہی یہ تھی کہ جو کچھ لکھا جائے وہ اُن جذبات اور واردات قلبیہ پر محمول ہو کہ۔ جو دلپر گزرین وہی قلم کی زبان سے اَدا ہون یہی روش اوسوقت کے عام شعرا کی ہے اور غیر مشہور سے غیر مشہور شاعر کے یہان بھی ضرور کچھ نہ کچھ شعر ایسے مل جاتے ہین جو نشتر بنکر دلمین اُترتے ہین۔ پھر علی الخصوص ایسے مشہور و معروف اُستاد جنکا ایک زمانہ لوہا مانے ہوئے ہے۔ اُن کا کلام کیونکر واردات قلبیہ سے خالی ہوسکتا ہے۔ سر سے پاؤن تک جذبات ہی جذبات۔ اور ادھر سے اُدھر تک واردات ہی واردات ہین۔ ہاے کیا خوب کہا ہے۔

اتنا تو فیض عشق سے کامل ہوا ہون مین	سر سے لگا کے پاؤن تلک دل ہوا ہون مین

سودا کے دیوان ریختہ مین جذبات عشق کی ایسی ایسی مکمل تصویرین پائی جاتی ہین جو بڑے بڑے مصور کے یہان بھی نہین ملتین جنھین دیکھتے ہی دل پر حزن و ملال کی بجلیان گر جاتی ہین - اور زبان سے بے ساختہ اُف اُف کی صدا نکلنے لگتی ہے - اثر و تاثر اُنکے کلام مین اُتنا ہی ہے جتنا کہ میر تقی اور میر درد کے یہان ہے - ہان اگر کوئی فرق ہے تو یہ ہے کہ میر صاحب حزن و یاس کے جذبات کے سوا اور کسی چیز سے سروکار ہی نہین رکھتے اور سودا کو رفعت مضامین - اور شوکت الفاظ - ندرت بیان معنی آفرینی کی طرف بھی اُتنا ہی لگاؤ ہے - جتنا کہ جذبات کیطرف - اُن کے یہان یہ سب چیزین ملی جُلی ہین - کہین کہین صرف جذبات ہی کی طرف توجہ ہوتی ہے تو اُسوقت میر درد - یا میر تقی سے کم نہین رہتے - اسی فرق نے بعض نقادون کو دھوکا دیا ہے - جسکی بنا پر اُنھون نے کہدیا ہے کہ سودا کے کلام مین اتنا درد نہین ہے جتنا خواجہ صاحب یا میر صاحب کے یہان ہے اس سے انکار نہین کیا جا سکتا لیکن یقینی اُن بلند نظر نقادون سے یہ غلطی ہوئی کہ اُنھون نے اس بات پر مطلق توجہ نہین کی کہ مرزا کے یہان درد کے علاوہ دوسری چیزین بھی ہین - اور اسی کثرت مشاغل نے اُنکے کلام مین یکسانیت پیدا نہین ہونے دی - ورنہ انکا دیوان بھی سرتاپا ویسا ہی ہوتا جیسا کہ میر تقی مرحوم کا ہے - تھوڑے سے شعر چُنکر لکھتا ہون - دیکھنے والے انصاف کرینگے تو ضرور کہدینگے کہ میر تقی - میر سوز - اور خواجہ میر درد کا رنگ ہے -

اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن
جب آنکھ کھُلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

ہم تو قفس مین آن کے خاموش ہو رہے
اے ہم صفیر فائدہ ناحق کے شور کا

کبھو مین بات بن روئے نہین کی اُس سے پر اُن نے
نہ پوچھا یون سبب کیا ہے ترے ہر بار رونے کا

یہ سمجھے تو اب کہ سودا کا،
دل تری گفتگو نہ سمجھے گا
حق کے سمجھائے سمجھے تو سمجھے
تیرے سمجھائے تو نہ سمجھے گا

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤن گا

ظالم مین کہہ رہا تھا تو اس خون سے درگزر — سودا کا خون ہے یہ چھپایا نجائے گا

گو نہ دے شیشۂ گردون مے گلرنگ مجھے — خون دل سے تو مرا جام ہے معمور سدا

دوستو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہے — عشق کے ہاتھ سے رہتا ہے یہ رنجور سدا

سودا سے یہ پوچھا مین دل مین بھی کسیکو دون — وہ کرکے بیان اپنا روداد بہت رو دیا

دیر و حرم کو دیکھا اللہ رے فضولی — یہ کیا ضرور تھا جب دل کا مکان بنایا

تجھ بن عجب معاش ہے سودا کا ان دنون — تو بھی ٹک اسکو جاکے ستمگار دیکھنا

جب سے ہوئی ہے قابل شمشیر کمر — چھاتی پہ میری مرہم زنگار ہی رہا

بے جرم و گناہ قتل عاشق — مذہب مین ترے صواب دیکھا

سودا پھر آج تیری آنکھین بھر آیان ہین — عالم کے ڈوبنے مین کل کچھ بھی رہ گیا تھا

جب بادہ خون دل ہو تو سیر چمن کجا — ساقی وہ نوبہار وہ شیرا کہان کجا

اس چمن مین جب تلک ہم نشہ مستی مین تھے — عمر کا اپنی پر از خون جگر پیمانہ تھا

دہر بانٹے تھا متاع دو جہان اے سودا — بے نوائی نے مرے اسکو گوارا نہ کیا

مشکل پڑے گا پھر تو بجھانا جہان کو — جو ٹک زیادہ عشق کا شعلہ بھڑک گیا

آہ و فغان کی آج جو آتی نہین صدا — شاید جہان سے ترا بیمار اٹھ گیا

تو جہان مین اے گل گلزار کیا ہے غم — سمجھا جو تیرے کوچہ سے اک خار اٹھ گیا

غیرونکو دیکھ بیٹھے ہوے بزم مین تری — جب کچھ نہ بس چلا تو مین ناچار اٹھ گیا

ہون تو چراغ راہ ہنر زیر آسمان — لیکن خموش ہوکے سر شام رہ گیا

کر قطع ہاتھ پہلے پھر فکر رفو کا — ناصح جو یہ گریبان تو نے سیا تو پھر کیا

صرف ردیف الف مین سے یہ چند اشعار ایک سرسری نظر مین انتخاب کرکے لکھدینا۔ نمونے کے لئے بہت کافی ہین۔ اور اگر کہین پورے دیوان کا انتخاب کیا جائے تو میرے عقیدے مین ایک چھوٹا کلیات تیار ہونا دشوار نہین ہے۔ اسی اندازہ کے لئے مولنا آزاد نے آب حیات مین کچھ شعر میر و سودا کے ایسے لکھدئے ہین۔ جنکے مضمون قریب قریب ایک ہی ہین بعض لکھتا ہون۔

میر — گلا مین جس سے کرون تیری بیوفائی کا — جہان مین نام نہ لے پھر وہ آشنائی کا

سودا ے گلا لکھون مین اگر تیری بیوفائی کا — لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا

میر ے چمن مین گل نے جو کل دعوے جمال کیا — جمال یار نے منھ اُسکا خوب لال کیا
سودا ے برابری کا ترے گل نے جب خیال کیا — صبا نے مار تھپیڑا منھ اُس کا لال کیا

میر ے رات ساری تو کٹی سنتے پریشان گوئی — میر جی کوئی گھڑی تم بھی تو آرام کرو
سودا ے سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات — اب آئی سحر ہونے کو ٹک تو کہین مر بھی

اب ذرا مضمون آفرینی کے بھی دو چار شعر دیکھ لیجیے جسمین مضمون کے ساتھ ہی ساتھ بلند نظری بھی شامل ہے۔

حباب آسا کیا ہے کار استغنا تمام اپنا — نکالا رو سفید آخر مین اس صفحہ پہ نام اپنا
اگر سمجھو تو خاکستر صبا کے ہاتھ بھیجون مین — نہین گویا زبان شعلہ دون کسکو پیام اپنا
پوچھے ہے پھول پھل کی خبر اب تو عندلیب — ٹوٹے جھڑے۔ خزان ہوئے بھولے پھلے گئے
عجز و غرور دونون اپنی ہی ذاتین ہین — ہم عبد سے جدا کب معبود جانتے ہین
نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون — مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
ناتوان مرغ ہو نہین اے رفقائے پرواز — اتنا آگے نہ بڑھو تم کہ رہا جاتا ہون
سودا وہ کون سا ہے بھلا اس چمن مین گل — ٹکڑے جگر کے جس کے گریبان پہ نہین

اسیطرح۔ روانی۔ تشبیہات واستعارات۔ لطیف تلمیحات۔ وغیرہ اُنکے یہان اپنی اپنی جگہ پر موجود ہین اور اُسکے ساتھ ہی شوکت الفاظ اور معانی آفرینی کے وہ فرمانروا ہین۔ اور فرمانروا بھی ایسے کہ معاصرین مین انکا کوئی مدمقابل نہین ہے۔ زبان نہایت صاف وشستہ ہے۔ حتی کہ بعض شعرون کو آجکل کے فصیح الکلام شعرا کے کلام مین ملا دین تو شاید ہی کوئی بڑا ادیب یہ سمجھ سکے کہ یہ کلام آج کا نہین ہے۔

اسکے علاوہ سنگلاخ زمینون مین شعر کہنا اور اُنکو سر سبز کر دکھانا بھی سودا کا طرۂ امتیاز ہے۔ پتھر سے پتھر زمین کو لیتے ہین اور پانی کرکے بہا دیتے ہین۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک زبردست ورماہر پیراک دریا کے اوپر پیرتا ہوا چلا جارہا ہے اور اُسکا کف پا بھی تر نہین ہوتا۔ دیکھیے

سمجھے تھے ہم جو دوست تجھے اے میاں غلط | تیرا نہیں ہے جرم ہمارا گمان غلط
ساقی نہو تو سیر چمن کا ہے کیا مزا | جانا بغیر بادہ سوے بوستان غلط

ناصح نہ اُنسے بک جو ہین آگاہ راز عشق | وہ کر چکے ہین دین و دل و جان نیاز عشق

حسن کے بازار مین کیا ہی جزا شیائے فراق | دے کے نقد دل بحمر نہ ہارسود لئے فراق

سنبل و زلف سیہ کاکل و شب چارون ایک | غمزہ و ناز و ادا جنبش لب چارون ایک

کس رنگ مین دیکھا نہ ترے رنگ کا جلوا | سب رنگ مین ہے تو یہ ترا سب سے برنگی

مرغ دل کے جو شکاری ہین اگر صید حرم | بکنے آوے تو خریدین نہ وہ فتراک کے مول
پوٹ لیتے ہین دُر دیدہ نمناک کے مول | مژۂ تر کو تبان لیوین نہ خاشاک کے مول

اس قسم کے سیکڑون شعر اُنکے دیوان غزلیات مین ہین - اور بعض بعض غزلین ایسی بھی ہین جو باوجود مشکل زمین مین ہونے کے از سرتا پا کیفیات حالیہ مین ڈوبی ہوئی ہین - غرضکہ اُن کی طبیعت ہمہ گیر ہے جسکا جلوہ اُنکے دیوان مین اچھی طرح نظر آتا ہے - ہان اگر اُنکے یہان نہین ہین تو دو باتین نہین ہین - ایک تو یہ کہ تانیث و تذکیر کی پابندی بہت کم کیجاتی ہے - کوئی لفظ کہین مونث ہے اور کہین پھر اُسکو مذکر کہتے ہین - دوسرے تصوف کا رنگ اُن کے یہان بہت ہی کم ہے - اِن دونون باتون کا نہونا کچھ تعجب انگیز نہین - پہلی کمی یعنی تذکیر و تانیث وغیرہ کی پروا نکرنا تو اس لیئے ہے کہ زبان اسوقت تک اس درجہ پر ہرگز نہ پہونچی تھی کہ قواعد کی حدود مین آجاتی - دوسری بات یعنی مذاق تصوف کی کمی بالکل سامنے کی بات ہے سودا ایک ہشاش بشاش خوش و خرم آدمی تھے قاعدہ کے موافق مذہبیات سے اُنکو کچھ بہت زیادہ علاقہ نہونا چاہئے اور ہونا چاہئے تو اتنا ہی کہ اُسمین اونکی طبیعت کا رنگ اصلی فنا نہو جائے - تصوف نام ہے دنیا سے قطع تعلق کا یگانون سے بیگانگی کا - اور انکے یہان اس کا نام بھی نہ تھا - وہ دوستون - ہم جلیسون مین زندگی گزارنے والے تھے اسپر طبیعت قدرتی طور پر شوخ پائی تھی پھر بھلا کیون تصوف کے جال مین

اُلجھتے - اور یون تو پھر زمانہ کی ہوا ہی تھی - ڈھونڈھنے والے ڈھونڈنے بیٹھتے ہین تو اس وقت کے شعر بھی دیوان سے نکال ہی لیتے ہین - مگر اسکو اُنکے کلام کی خصوصیات مین داخل نہین کر سکتے البتہ شعر کو ایہام وغیرہ کی زد و ن سے بچاکر اُنھون نے اتنا صاف کیا ہے کہ وہ اُنکے لئے مخصوص چیز بن گئی ہے - ہندی کے کڈہب اور بے جوڑ الفاظ کو اردو کے ساتھ ایسا ملا دیا ہے کہ زمانہ گزر گیا - روشین بدل گیئن - مذاق بدل گئے - مگر آج بھی وہ جوڑ اپنی جگہ سے نہین ہلتے - تمام کلام نہایت سنگین اور ٹھوس ہے - اور اسمین معنی آفرینی استعارات و تشبیہات کی گلکاریان ندرت پر ندرت کا کام دیتی ہین -

مدحیات

مدحیات مین زیادہ تر قصاید ہین بعض مثنویان بھی ہین - قصیدون کے متعلق سودا کے واسطے اتنا لکھا جا چکا ہے کہ زمانہ اُن کا معترف رہے - اور اسمین اب اگر کچھ لکھنے کی گنجایش ہے تو یہ ہے کہ لکھا جائے کہ میر تقی میر یا اپنے تمام معاصرین سے اُنکے قصاید بڑھے ہوئے ہین تو کیون ہین - اور اُنمین کونسا ایسا جادو ہے کہ جو ادیب اُٹھتا ہے وہ یہی کہتا ہوا اُٹھتا ہے کہ سودا قصیدہ گوئی کا وہ مرد میدان ہے کہ اُسکا خاک ہندوستان نے جواب پیدا نہین کیا - یہ سب کو معلوم ہے - مگر یہ کوئی نہین بتاتا کہ اسکی وجہ کیا ہے - نظر سرسری مین مین نے جو کچھ اسکی وجہ دریافت کی ہے وہ یہ ہے (۱) اُنکے بڑے حریف میر تقی میر ہی ہو سکتے تھے - مگر میر صاحب قصیدہ گوئی کے میدان مین سودا کے پیش پیش ہونے کی وجہ یہ ہے کہ قصیدہ چاہتا ہے مضامین مین شگفتگی - الفاظ مین شوکت اور بلندی - خیال مین عُلو - اور ندرت - برعکس اسکے میر تقی میر علیہ الرحمتہ - قانع متوکل خاموش - متالم - پژمردہ مزاج - پھر بھلا وہ کیونکر سودا کے قدم بہ قدم چل سکتے تھے - (۲) دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ قطب شاہیون کے عہد سے دکنی شاعری کا خاکہ تیار ہوا اور اُسی پر اُردو کی بنا رکھی گئی - مگر کوئی شخص ایسا نہین پیدا ہوا جسنے صرف قصیدہ گوئی پر توجہ کی ہو - سودا پہلے وہ شخص تھے جو اس میدان مین اس انہماک اور اس طمطراق کے ساتھ وارد ہوئے کہ دنیا اُنکی شان و شوکت کو دیکھکر داد دینے پر مجبور ہو گئی - اور اُسی کا یہ اثر ہے کہ آجتک اُستاد ماننے پر مجبور رہے (۳) سودا کے قصاید مین سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جدت ہے، اور وہ اپنے معاصرین یا متقدمین کی طرح بار بار ایک ہی مضمون کو دُہرانے اور کہی ہوئی بات کو بار بار کہنے کے خوگر نہین ہین دنیا کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ نئی بات کی قدر کرتی

ہے اس لئے سودا کے قصیدون کی قدر نہونے کے بھی کوئی معنے نہ تھے۔(۴) چوتھی وجہ یہ ہے اور غالبًا سب سے اہم وجہ ہے یہ کہ سودا کے قصاید مین ہجویات بھی شامل ہین۔ اور ہجو کا مشہور ہونا ایک مسلّم اور بدیہی بات ہے۔ پھر ہجو بھی سودا کی کہی ہوئی ہجو۔ جسمین۔ ظرافت۔ استہزا۔ تمسخر۔ حتیٰ کہ فحش سے بھی احتراز نہین۔ خود نقال بنے ہین اور اسی بھیس مین جسکو چاہا ہے شہدا بناکر رکھدیا ہے۔ اسی لئے عوام و خواص کو اُن سے دلچسپی ہوئی اور وہ دنیا بھر مین مشہور ہوگئے۔ ورنہ محامد کے قصاید خواہ کیسے ہی بلند کیون نہون اسقدر مقبول اور مشہور نہین ہوسکتے مدح گوئی مین اگرچہ سودا کا درجہ عرفی اور انوری کا سا ہے۔ پھر بھی قصاید مین انکا رنگ دنیا سے جدا بلکہ یون کہیے کہ انکی دنیا ہی جُدا ہے۔

وہ جس کی مدح کرتے ہین تو اس شان سے کہ جو خوبیان یہ بیان کرتے ہین وہ سب بلکہ اُن سے کچھ زیادہ ممدوح مین نظر آنے لگتی ہین۔ خیال کی بلندی مین الفاظ کی شوکت۔ مضامین کی برجستگی اور تلاش۔ تشبیب کا اُٹھان۔ ندرت آفرینی یہ سب چیزین ملکر نہ معلوم اُنکے قصیدون کو کہان سے کہان پہونچادیتی ہین۔ اور وہ کچھ سے کچھ بنجاتے ہین۔ اسکے بعد سب سے بڑی خوبی مخلص اور گریز مین دیکھی جاتی ہے۔ وہ بھی اُنکے یہان اُسی درجہ کی ہے جس درجہ کے وہ ہین۔ مین چاہتا تھا کہ سودا کے چند قصایدسے کچھ مخلص چنکر نمونے کے طور پر پیش کرون۔ پھر سوچتا ہون کہ کلیات پڑھنے والون کے سامنے ہے وہ خود ہی سمجھ لین گے۔ دُعا کے ساتھ اختتام بھی قصیدے کی خوبی کا ایک اہم جزو ہے سودا اُسکے بھی مشاق ہین۔

سودا کے بعض قصیدے ایسے بھی ہین جہان اُنھون نے تمہید اور تشبیب سب کو بالائے طاق رکھدیا ہے۔ اور سرے ہی سے مدح گوئی کا آغاز کیا ہے۔ مگر پھر بھی قصیدے کی آن بان کو ہاتھ سے نہین جانے دیا۔

ہجویات

ہجویات کا بڑا حصہ قصیدون اور مخمس مسدسون وغیرہ مین شامل ہے۔ لہذا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ قصیدے اچھے ہین تو ہجو بھی وہی شان رکھتی ہوگی۔ مگر قصاید کی پابندی کو ہٹا کر دیکھا جائے تب بھی کہا جاسکتا ہے کہ ہجویات کا دفتر گو اُنکے حریفون کے لئے کتنا ہی دل آزار ہوا اور وہ اُنکے لکھنے سے کیسے ہی اخلاقی مجرم بنے ہون۔ مگر آج ہمارے لئے وہ ایک اعجوبہ روزگار سے کم نہین

ہے۔ اُنکی لکھی ہوئی ہر ہجو ایک تیز تلوار کی مانند ہے اسکا وار کبھی اُدچھا پڑتا ہی نہین ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ جب وہ وار بھرپور پڑتا ہے تو کام کئے بغیر رہ نہین سکتا۔ برق خاطف ہے کہ جہان گرتی ہے میدان کے میدان کو جلا کر خاک سیاہ کرجاتی ہے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہجویات مین طعن۔ طنز تشنیع۔ پھبتی۔ فقرے۔ آوازے سبھی کا ملاؤ ہوتا ہے۔ پھر خصوصیت سے اُس شخص کے یہان جو اِن سب چیزون کے استعمال پر صحیح طور سے قادر بھی ہو۔ میرے خیال مین وہ عرب کے امراء القیس۔ فارسی کے سوزنی اور شفائی۔ عالی۔ اور روما کے جو دنیالس ایسے مشہور ہجوگو سے کسیصورت مین کم نہین ہین۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ اونکا یہ حربہ صرف انسانون۔ یا محض اپنے معاصرین ہی کے لئے مخصوص نہین ہے۔ بلکہ وہ اسکا استعمال ہر جگہ اُسی خوبی سے کرتے ہین جیسا کہ مخصوص جگہون مین۔ کہین کسی لڑکی کو عرق شرم مین غوطے دئے ہین اور کہین کسی گھوڑے کو گدہا بنا کر رکھ دیا ہے۔ تضحیک روزگار اُن کا قصیدہ اس کا ایسا شاہد ہے جسکے دیکھنے کے بعد کہنا پڑتا ہے کہ ہجو گوئی سودا کے لئے پیدا ہوئی تھی اور سودا ہجوگوئی کے لئے۔

انشا کیطرح وہ قابل ہون یا نہون۔ اور اُتنی زبانون پر انکو عبور ہو یا نہو۔ مگر یہ ماننا پڑتا ہے کہ وہ انشا کی طرح بے معنی ہجویات۔ یا پھکڑ وغیرہ کہکر یہ کہنے کے مستحق نہین ٹھہرتے جیسا کہ انشا کی نسبت کہا گیا ہے کہ انکی شاعری کو ظرافت یا تمسخر نے تباہ کردیا۔ بلکہ برعکس اُسکے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ جس صنف سخن مین کچھ کہتے ہین اُسکے پورے پورے اہل معلوم ہوتے ہین۔

مثنویات

سودا کی مثنویات اگرچہ ۲۴ ہین اور یہ تعداد ایسی ہے کہ کوئی نقاد اسکو نظرانداز نہین کرسکتا جہان جہان اُنکے طبیعت کے دریائے زخار مین روانی پیدا ہوئی ہے وہان اُنہون نے تخیل کا طوفان بپا کردیا ہے جس سے اُنکے قادر الکلامی کی توثیق ہوتی ہے مگر سچ پوچھئے تو وہ انکے قصاید کے سامنے کوئی بڑا درجہ نہین رکھتین۔ اور گلزار نسیم۔ یا میر حسن۔ شعلہ عشق۔ زہر عشق۔ مثنوی قلق وغیرہ کے مقابل ہین نہین لائی جاسکتین اور یون تو کامل کے کلام کا ایک ایک حرف اوسکا کمال ہی ہے پھر بھی انھون نے بعض مثنویون مین بڑے بڑے کمال دکھائے ہین اور انکو اُنکے دامن کمال سے علیحدہ نہین کہا جاسکتا۔

رُباعیات

اصناف نظم مین رباعی کی صنف بھی ایک ممتاز اور بلند ترین درجہ رکھتی ہے - آجکل نہ سہی مگر پہلے لوگ جیسے غزل کے کہنے مین مہارت حاصل کرتے تھے اسیطرح رباعیات کہنے مین بھی پوری پوری دستگاہ اور مشق بہم پہنچاتے تھے - علی الخصوص سودا کے زمانہ مین - چنانچہ خواجہ میر درد کی رُباعیان اسکی شاہد ہین اسی لحاظ سے سودا کے یہان انکا نہ پایا جانا کوئی معنی نہین رکھتا اور گو اُن رُباعیات مین خیّامیت یا سرمدیت نہین ہے پھر بھی وہ بجاے خود بہت بڑی چیز ہین جنمین مدحیہ - ناصحانہ - فخریہ - عاشقانہ اور ہجو سبھی قسم کی رباعیان شامل ہین - اور بعض خصوصیت کے ساتھ قابل دید و داد ہین -

تضمین و گرہ بند

تضمین و گرہ بند مین سودا کو خاص ملکہ ہے - اور انھون نے جو جو تضمین لکھی ہین وہ بے مثل اور لاجواب ہین -

مرثیے اور سلام

مرثیے اور سلام کی ترقی دیکھکر آزاد نے یہ لکھدیا ہے کہ انکا ذکر کرتے ہوئے شرم آتی ہے - مگر مین نے سودا کے مرثیون کو ایک ایک حرف کرکے پڑھا تو مجھے تو اُن کے ایک ایک مرثیہ سے عقیدت ہوگئی کیونکہ مین نے جہانتک غور کیا اُنکے ہر مرثیہ سے خلوص کی بو آرہی ہے اور اُسی خلوص نے ہر شعر ہر مصرع بلکہ ہر لفظ مین نشتر پوشیدہ کردیے ہین - وہ مسدس کی صورت مین نہین ہین مگر اس سے کیا ہوتا ہے جیسے ہین بہت خوب ہین - مولانا آزاد نے دبے دبے الفاظ مین یہ بھی کہا ہے کہ اُن کے یہان اس صنف مین غلطیان ہین - مگر مین نے تو جیسا اُنکے دوسرے کلام کو پایا اسیطرح انکو بھی اِسکے انکار نہین کہ غلطیون سے و پاک ہین - مگر سچ یہ ہے کہ جنکو آزاد نے غلطیان کہا - اور جنھین مین آج فرد گزاشتون کے نام سے موسوم کرون وہ فرد گزاشتین نہ تھین بلکہ اُس زمانہ مین اتنی چھان بین بھی نہ تھی اور اگر تھی تو وہ ان غلطیون کو غلطیان نجانتے تھے -

متفرقات

متفرقات کلام مین - واسوخت - لغزیات مناظر فطرت اخلاقیات وغیرہ سبھی کو شامل سمجھئے مگر سب مین سودا کا کمال نظر آتا ہے - مگر دیوان فارسی کو مین کوئی درجہ نہین دے سکتا آزاد مرحوم نے اُسے صائب کا رنگ بتایا ہے مگر شاید یہ خیال وہم کی حد سے آگے نہین بڑھتا - انکا فارسی کلام تو مشقون سے زیادہ وقیع نہین ہے - اور اسبارہ مین ہمین مصحفی کے اس قول سے بالکل اتفاق ہے - "آخر آخر خیال شعر فارسی ہم پیدا کرد - مگراز فہم و عقلش این امر بعید بود کہ کرد"۔ مگر بہر صورت یہ بھی ایک کلام ہے - اور اُنکے زور طبع کا نمونہ ہے - اُنھون نے اس دیوانکی اکثر غزلین لکھنؤ کے قیام کے زمانے مین کہی تھین - اور یہ ردیف وار کر کے داخل دیوان اردو کردی تھین - جسکو مصحفی نے لکھا ہے کہ یہ اُنھین کی ایجاد ہے -

اس قدر وضاحت کے بعد یہ امر صاف ہوجاتا ہے کہ سودا ایک قادر الکلام مستند شاعر تھے اور اپنے زمانے کے فخر تھے - انکا کلیات جہانتک مجھے معلوم ہے پہلے مطبع مصطفائی مین طبع ہوا تھا - مگر وہ بہت زیادہ غلط ہے پھر بھی رطب و یابس فحش اور غیر فحش کلام کا مجموعہ ہے - غالباً اُسیکو دیکھکر پہلی مرتبہ مطبع ہذا مین بھی طبع ہوا کیونکہ پہلا چھپا ہوا دیوان نہ صرف حرف بحرف اُس سے ملتا ہے بلکہ سائز کی حیثیت سے بھی اُسیکے برابر ہے - البتہ بعد کو ضرورت کا اقتضا سمجھکر کسی مصحح نے حکما یا بلا حکم اس مین سے وہ شعر نکالدیے جو فحش اور قابل گرفت ہین - جس دیوان کی تصحیح کا مجھے اتفاق ہوا وہ یہی نسخہ تھا جسکو ان کانٹون سے پاک کردیا گیا تھا -

یون تو اب قلمی کتابین بہت کم ملتی ہین مگر بعض بعض شعراء کا کلام تو بالکل ہی ناپید ہوگیا ہے اور آج اگر ہم کوئی قلمی نسخہ انکا تلاش کرتے ہین تو سینکڑون دقتون کے بعد پتہ چلتا ہے کہ فلان صاحب کے پاس ہے اسکے بعد انکے غمزہائے بیجا اٹھانا پڑتے ہین - اور پھر بھی اکثر جگہ سے انکار ہوجاتا ہے چنانچہ اسکی تصحیح کے وقت انھین دقتون سے دوچار ہونا پڑا - بعض صاحبون نے تو بالکل انکار ہی کردیا - مگر ہمت نہین ہاری اور آخر دو نسخے قلمی - ایک مطبع مصطفائی کا مطبوعہ ایک قدیم نسخہ کشمیری حاصل کر کے اسی سے اس نسخہ کی تصحیح کی گئی ہے - تمام نسخون مین اختلاف ہے اور اختلاف بھی بہت شدید - اسی لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ جسکو ترجیح سمجھی گئی ویسا ہی بنایا گیا - اور جو غلطی قدیم نسخون مین بھی موجود تھی اسکو اُسیطرح چھوڑدیا - اور سمجھ لیا گیا

کہ یہ صرف ہمارے نزدیک غلطی ہے ممکن ہے کہ خود سودا کے نزدیک صحیح ہو۔اور یا ہم نہ سمجھ سکے ہون اور کوئی سمجھ لے۔

ترتیب کے لحاظ سے یہ موجودہ صورت بہت بہتر ہے جو آپ ملاحظہ فرمارہے ہین۔اس طرح سے ابتک کہین یہ کلیات طبع نہین ہوا۔اس سے یہ فائدہ ہوا کہ جو چیز آپکو ڈھونڈنا ہو فوراً نکال سکتے ہین اور ایک ہی قسم کا تمام مواد ایک جگہ جمع مل سکتا ہے ورق گردانی کی ضرورت نہین ہے کتابت مین بھی خصوصیت سے توجہ ہوئی ہے۔حاشیہ جو قدیم زمانے کا طریقہ تھا بالکل نکال دیا اسی لئے اسکی دو جلدین کر دی گئین کیونکہ ایک جلد بہت ضخیم ہو جاتی۔بہرحال جس صورت مین یہ پیش کیا گیا ہے غالبًا بہترین صورت ہے۔

عبدالباری آسی

[illegible]

بعنوان چمن پیرائی باغ سخن و تازگی بخش نہال گل و ریحان

یعنی

کلیات سودا

جلد اول

مطبع نامی گرامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع سے مزین ہو کر مقبول جہاں ہوا

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

مقدور نہین اوسکی تجلی کے بیان کا
جون شمع سراپا ہو اگر صرف زبان کا

پردے کو تعین کے در دل سے اٹھا دے
کھلتا ہے ابھی پل مین طلسمات جہان کا

ٹک دیکھ صنم خانۂ عشق آن کے اے شیخ
جون شمع حرم رنگ جھمکتا ہے بتان کا

اس گلشن ہستی مین عجب دید ہے لیکن
جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا

دکھلائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار
لیکن نہین خواہان کوئی وان جنس گران کا

سودا جو کبھو گوش سے ہمت کے سنے تو
مضمون یہی ہے جرس دل کی فغان کا

ہستی سے عدم تک نفس چند کی ہے راہ
دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہان کا

دلا دریاے رحمت قطرہ ہی آب محمدؐ کا
جو چاہے پاک ہو پیرو ہو اصحاب محمدؐ کا

محمدؐ علم کا گھر ہے علی اوسکا ہی دروازہ
غلام اسکا ہو تو جو کلب ہو باب محمدؐ کا

قدر رعنا جب اپنا خم کیا پھر نماز اون نے
ہوا اوسوقت ساجد کعبہ محراب محمدؐ کا

زمین و آسمان ہون کیون نہ روشن نور سے اسکے
کہ ہے اک پرتو خورشید مہتاب محمدؐ کا

کہا پیر خرد نے موجب خم پشت گردون کا
یہ بختی بارکش رہتا ہے اسباب محمدؐ کا

ادا کسکی زبان سے ہو سکے شکر اسکی نعمت کا
دو عالم ریزہ چین حق نے کیا قاب محمدؐ کا

ہوا ہے کیا کچھ اہل بیت پر سودا نہ دم مارا
خدا بن کون ہے آگاہ آداب محمدؐ کا

ہر سنگ مین شرار ہے تیرے ظہور کا — موسیٰ نہین کہ سیر کرون کوہ طور کا
پڑھیے درود حسن صبیح و ملیح پر — جلوہ ہر ایک پر ہے محمدؐ کے نور کا
توڑون یہ آئینہ کہ ہم آغوش عکس ہی — ہووے نہ مجھکو پاس جو تیرے حضور کا
بیکس کوئی مرے تو جلے او سپہ دل مرا — گویا ہے یہ چراغ غریبان کی گور کا
ہم تو قفس مین آن کے خاموش ہو رہے — اے ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا

سودا کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو
آوازۂ دہل ہے خوش آیند دور کا

ساقی سے کہہ کہ ہے شب مہتاب جلوہ گر — دے بسمہ پوش ہو کے تو ساغر بلور کا
رنگ اُڑتا ہے دیکھ اُسکے تئین لالہ رخانکا — کرتی ہے بہار اُسکے تو اب کام خزانکا
جز جوہری کیا جانے کوئی قدر جواہر — سمجھے ہے سخن رس ہی سخن میری زبانکا
گالی دی مجھے اون نے دعا غیر نے اسکو — محرم نہین نادان وہ اِس اشفاق نہانکا
رنگینی اشک اپنے پہ حیران ہون کہ دامن — رنگین نہ کسی رنگ سے ہو آب روانکا
ہے ناز و ادا اسکی مین سو طرح کا ہتیار — قاتل نہین محتاج مرا تیغ و سنانکا
سودا سے کہا کیون تو ہوا عشق سے تارک — ہے نہین سبب ترک کی مشتاق بیانکا

سنکر یہ کہا یار اٹھایا نہین جاتا
ناطاقتی شیب سے اب ناز بتانکا

کعبہ جاوے پوچھتا کب ہے چلن آگاہ کا — اٹھ گیا جیدھر قدم رتبہ ہے بیت اللہ کا
کفر کی میری تجلی ہے نظیر شمع طور — پوجون ہون جس بت کو مین اک نور ہے اللہ کا
عشق کی بھی منزلت کچھ کم خدائی سے نہین — ایک سا احوال یان بھی ہے گدا و شاہ کا
دزد اور ٹھگ ناز رہزن حسن راہ عشق مین — نقد جان و جنس دل کے دخل کیا نرباہ کا
عشق وہ گھر ہے جہان ہفتاد و دو ملت کو راہ — تنگ جون دیر و حرم کب در ہے اس درگاہ کا
کوچہ گردی مین عجب عزت ہے اے عزلت نشین — پانؤن پڑ کر خار سہلاتا ہے مجھکو راہ کا
شمع رو کہتا اُسے سودا ہے تاریکی عقل — شمع کا عکس اُسکے عارض پر کلف ہے ماہ کا

کس سے بیان کیجئے حال دل تباہ کا
سمجھے وہی اسے جو ہو زخمی تری نگاہ کا

مجکو تری طلب ہی یار تجکو ہے چاہ غیر کی
اپنی نظر مین یان نہین طور کوئی نباہ کا

دین و دل قرار و صبر عشق مین تیرے کھو چکے
جیتے جو اب کی ہم بچے نام نہ لینگے چاہ کا

زمزمہ پر رکھے ہی تو مرغ چمن کے گوش دل
نالہ کبھی سنا تو کر اپنے بھی داد خواہ کا

حسن ترے کا اے صنم ہے کہ و مہ پہ نقش آج
تیری ادا پہ شیفتہ دل ہے گدا و شاہ کا

وصل بھی ہو تو دل مرا غم کو نچھوڑے ہجر کے
یہ تو ہمیشہ ہے رفیق وصل ہے گاہ گاہ کا

سودا سنا ہے یتنے یہ ادسپہ ہوا تو مبتلا
رشک سے جسکے پھر پیکے داغ جگر ہے ماہ کا

چھٹنا ضرور مگھر پہ ہے زلف سیاہ کا
روشن بغیر شام نہ چہرہ ہو ماہ کا

جلکر تو اے پتنگ گرا پاے شمع پر
ہون داغ عذر دیکھکے تیرے گناہ کا

جون سایہ اس چمن مین پھرا مین تمام عمر
شرمندہ پا نہین مرا برگ گیاہ کا

تاراج چشم ترک بتان کیون نہو یہ دل
غارت کرے ہے ملک کو فرقہ سیاہ کا

اے آہ شعلہ بار ترا کیا کہون اثر
رتبہ رکھے نہ کوہ ترے آگے کاہ کا

حاضر ہے تیرے سامنے سودا اگر اسکو قتل
مجرم یہ سب طرح سے ہے پر یک نگاہ کا

ہمارے نالۂ سوزانسے ہے یہ ڈھنگ آتش کا
کہ اسکے ذکر مین اڑتا ہے منھ سے رنگ آتش کا

ہماری احتیاط اُسکے تئین منظور ہے سطرح
محافظ جسطرح رہتا ہے یار و سنگ آتش کا

مجھے دو دن فلک تین گھر مین رکھکر تنگ آیا ہی
سمندر سے نہین دیکھا کہ ہو دل تنگ آتش کا

مشابہ یار کے توسن سے اب کسکو بتاؤ مین
طرح بجلی کے مین دیکھا نہین سر جنگ آتش کا

دل نالان مجنون کیسی گرمی ہو کہان اُسمین
بیابے ناقہ لیلی باندھ دے گو زنگ آتش کا

فرنگی کوئی آب تیغ کے عہد یسے بر آدین
اگر باندھین پہاڑ آکر وہ رو زجنگ آتش کا

وہ چوب کشتی لشکستہ ہون اس بحر مین جسکا
ڈبانا عار پانی کو جلانا ننگ آتش کا

اگر تھا دل یہ داغ عشق کو وہ طور پر جاکر
کیا کیون ڈھونڈنے پہ موسی نے آہنگ آتش کا

سمور و قاقم و سنجاب ہے سرمایہ منعم کو
رکھیں ہیں آسرا غربا بے لنج و لنگ آتش کا

ند سے دل آتشین رخسار پہ سودا تو اب کیونکر
وہ شعلہ دیکھکر مین ہو گیا جیت بنگ آتش کا

رطوبت داغ دل سیر کی ہے گرداب آتش کا
فسون عشق نے زہرہ کیا ہے آب آتش کا

جہنم سے ڈراتا کیا ہے میخواروں کو اے زاہد
کہ چوب خشک سے بہتر نہیں کچھ باب آتش کا

نہ پہونچا میرے اشک گرم سے آسیب مژگان کو
بہا خاشاک کے سایہ تلے سیلاب آتش کا

چمن مین ذکر گر اوس چہرۂ گلنار کا آوے
تو ہر بلبل ہو جون پروانہ پھر بیتاب آتش کا

جلاتی ہے جگر بن یار اتنا میخوری سودا
پیے ہین جام گویا بزم مین حباب آتش کا

اسیری کی جو لذت سے پڑا ڈھب آشنائی کا
ہزار ورد مرے دل سے ہوا رخصت رہائی کا

تماشاے نوا دکھلاتی اے صیاد پر تیرے
نگاہ سرمہ سا موجب ہے اپنی بینوائی کا

ہوا جاتی رہی وعدون ہی مین تو شکنہائی کے
جواب بھی سو نہ ہو ملکر تو جاڑا ہے دو لائی کا

براے چشم بیمار بتان موزونسے موزون ہے
جو ہر مصرع ہو میل سرمہ دیوان شفائی کا

کمال کفر ہے اے شیخ ایسا کچھ کہ اس بت نے
پرستش سے مرے پیدا کیا جلوہ خدائی کا

عجب قسمت ہماری ہے کہ جبکی شمع الفت سے
چراغ دل کیا روشن سو ہے داغ آشنائی کا

عجب شانہ کے طالع ہین کہ اسکے ہاتھ کی سودا
پڑی ہے کو تہی اُس زلف کی موجب رسائی کا

گلا لکھون مین اگر تیری بیوفائی کا
لہو مین غرق سفینہ ہو آشنائی کا

زبان ہے شکر مین قاصر شکستہ بالی کے
کہ جن نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

دماغ جھڑ گیا آخر ترا نہ اے مزود
چلا نہ تیشہ سے کچھ بس تری خدائی کا

مرے سجود کی دیر و حرم سے گذری قدر
رکھون ہون دعوی ترے در پہ جبہہ سائی کا

کبھو نہ پہونچ سکے دل سے تا زبان محرف
اگر بیان کرون طالع کی نارسائی کا

دکھاؤنگا تجھے زاہد اس آفت جان کو
خلل دماغ میں تیرے ہے پارسائی کا

طلب نہ چرخ سے کر نان راحت اے سودا
پھرے ہے آپ وہ کاسہ لیے گدائی کا

ڈرے دن ہون بہ نہ جاوے شہر بند ھکر تار روتے کا
نظر آتا ہے پھر آنکھوں مین کچھ آثار رونے کا

جو ندکو را اوس سے کرتا ہے کوئی غمخوار رونیکا
تو کہتا ہے کہ چپ رہ ہے اوسے آزار رونیکا

سبب اس چشم کافر کے ہے کیا ہر بار رونیکا
کہ باندھا صورت زنار اوسنے تار رونیکا

نہ تھا کچھ کام چشم تر سے ناحق ملکے خوبانسے
کیا ہے شغل تین پیدا دل بیکار رونیکا

جو ہین آتش نفس ہی اشک انکو موجب تر ہین
گلے مین یہنون ہون جون شمع ہر شب تار رونیکا

کہے خون جگر گہ اشک گاہے لخت دل یارو
کسو نے بھی کہین دیکھا ہے یہ بستار رونیکا

کرین پاک اسکو کبتک ہم کہ چشم زخم سا یارو،
رکھے ہے ڈھب ہمارا دیدۂ خونبار رونیکا

مین اپنے حال پر ہنستا ہون ورنہ ہر گھڑی ظالم
محبت مین ترے سامان ہے کیا تیار رونیکا

کبھو مین بات بن پڑے نہین کی اس سے پر اون نے
نہ پوچھا یون سبب کیا ہی ترے ہر بار رونیکا

نہ ڈھایا کونسا گھر سیل نے مجھ اشک کے سودا
گواہ اب تک تو ہے میرے در و دیوار رونیکا

دل مرا پند گو نہ سمجھے گا
پند تیری نکو نہ سمجھے گا

تجھسا دانا ہزار حیف کہ تو
یہ نسمجھا کہ وہ نہ سمجھے گا

یہ زخود رفتہ اب حق اپنے مین
مرنے جینے کو دو نہ سمجھے گا

بچنے کو آگ سے سمندر کو
کچھ نصیحت کرو نہ سمجھے گا

شمع سے دور رہنے کو ہر چند
کہو پروانے کو نہ سمجھے گا

مہ سے ٹکڑے نہ ہونے کو یہ کتان
کوئی کہہ کہہ تھکو نہ سمجھے گا

عشق مین گل کے بارہ مرغ چمن
طوطی کچھ ہی بکو نہ سمجھے گا

یہ سمجھ لے تو اب کہ سودا کا
دل تری گفتگو نہ سمجھے گا

حق نے سمجھائے سمجھے تو سمجھے
تیرے سمجھائے تو نہ سمجھے گا

شب کو جو چھپا مہ تو سحر کہنے یہ لاگا
داغی یہ غلام آج مرا رات سے بھاگا

پہونچے نہ حلاوت کو کبھو اسکی دہن کے
قنادنے گو پستہ کو شیرینی مین پاگا

اتنا نہ ستم کر جو اٹھون خواب عدم سے
یون محشریان بولین عجب فتنہ یہ جاگا

تو رشتۂ عمر اپنی سے مانے جو مری بات
مت حرص و ہوا باندھ کہ بودا ہی یہ تاگا

کل سیر چمن کو جو گیا تھا طرف باغ
گلگشت کو ادھر سے جو مین نکلے تو لاگا

پیچھے سے تو دامن کے تئین خار نے کھینچا
اور سرو کھڑا ہو کے لگا روکنے آگا

جلوے کو بہار اوسکے کوئی پہونچے ہے سودا
گو لالہ و گل باغ مین سو بار کرین ناگا

دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا
پہونچے کب اسکو ہاتھ ہمارے غبار کا

سوزِ نسیم آج ہے آلودہ گرد سے
دل خاک ہوگیا ہے کسی بیقرار کا

خون جگر شراب تر شح بہ چشم تر
ساغر مرا اگر و نہین ابر بہار کا

چشم کرم سے عاشق وحشی اسیر ہو
الفت ہے دام آہوے دل کے شکار کا

سودا شراب عشق نہ لیتے تھے ہم نہ پی
آخر مزا نہ پایا اب اُسکے خمار کا

جب خیال آتا ہے اس دلمین ترے اطوار کا
سر نظر آتا نہین دھڑ پر مجھے دو چار کا

دیکھتا ہون یار مین جسگھر مین تجکو جلوہ گر
گھر کو وہاں حکم ہے خار سر دیوار کا

عاشقون کو شیخ دین و کفر سے کیا کام ہے
دل نہین وابستہ اپنا سبحہ و زنار کا

ٹک دکھا دے اپنی ساقی چشم میگون تو اُسے
محتسب ہوجائے بندہ خانۂ خمار کا

بسکہ پوچھون ہون مین اپنی چشم خون آلود کو
جامہ کا ہر ایک تختہ سیر ہے گلزار کا

آخدا کیو اسطے اس بانکپن سے درگذر
کل مین سودا یون کہا دامان گہکر یار کا

تند ہو بولا وہ بانکا چھوڑ دامن کو مرے
راست ہوتے بھی کہین دیکھا ہے خم تلوار کا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پھر پئین تو مزا ہے شراب کا

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

کہتا ہے آئینہ کہ سمجھ تربیت کی قدر
جن نے کیا ہے سنگ کو ہمرنگ آب کا

تھا کسکے دل کو کشمکش عشق کا دماغ
یارب بُرا ہو دیدۂ خانہ خراب کا

زاہد سبھی ہے نعمت حق جو ہے اکل و شرب
لیکن عجب مزا ہے شراب و کباب کا

غافل غضب سے ہو کے کرم پہ نظر رکھ
پُر ہے شرار برق سے دامن سحاب کا

قطرہ گرا تھا جو کہ مرے اشک گرم سے
دریا مین ہے ہنوز پھپھولا حباب کا

اے برق کس طرح سے مین حیران ہون تیرے پاس
نقشہ ہے ٹھیک دل کے مرے اضطراب کا

سودا نگاہ دیدۂ تحقیق کے حضور
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہے آفتاب کا

جو چلن چلتے ہو تم کیا اس سے حاصل ہوئیگا
خون سے بہتون کی غبار اس راہ کا گل ہوئیگا

کیون نہ کہتے تھے دلا شیرین لبون کو منہ نہ لگا ایکدن تجھکو یہ شربت زہر قاتل ہوئیگا
چاک پر تیرے جو پھرتا ہی یہ کوزہ ای کلال یہ کبھو ہمسے کسی سرگشتہ کا دل ہوئیگا
شرح اپنی بیقراری کی لکھینگے ہم اگر نامہ بر اپنا پر پروانہ بسمل ہوئے گا
یان جفا و جور کا ہم تم نہ سمجھینگے حساب دفتر محشر مین سب باقی و فاضل ہوئیگا
صبر ہو وہ گران جسکا تو وہ عزم سفر کر کے تجھ در سے سبک پہلی ہی منزل ہوئیگا
سہج مین دنیا تو ہم چھوڑینگے لیکن زاہدا چھوڑنا تیری طرح ڈاڑھی کا مشکل ہوئیگا
کر ہی گوش فہم عالم ورنہ کہتی ہی بہار جو گل آیا اس چمن مین ایکدن گل ہوئیگا
زیادہ یک شب سے نہین بیقدر حیرانی مری آئینہ تو صبحدم تیرے مقابل ہوئے گا
تجھ پہ گر خون دو عالم کا ہو دعویٰ بیگناہ بول اُٹھے قاضی نہین دعویٰ یہ باطل ہوئیگا
شیخ کو لائے تھے سودا اسلئے ہم یار پاس طبع کو اُسکے تفنن اس سے حاصل ہوئیگا
سو وہ اب ہمچشم ٹھہرا ہے ہمارا یا نصیب تھا لکھا اپنا کہ ہم مین وہ بھی شامل ہوئیگا

ہم تو وہ سمجھے تھے دل مین پر خبر اسکی نہ تھی
یہ لگا لو ہو شہیدون بیچ داخل ہوئے گا

ملکے اوس بدخو سے ایدل جب تو رسوا ہوئیگا عہد و پیمان تجھکو تب معلوم اوسکا ہوئیگا
حق خدمت مین مری وعدہ کرو ہو قتل کا تمسے تو ہوگا ہی کچھ اس سوا کیا ہوئیگا
دیکھکر تیور مرے طفلی مین کہتا تھا ادیب ایکدن مجنون صفت یہ سربصحرا ہوئیگا
مین دل نازک کی کرتا تھا بغل مین پرورش محتسب کو ہی گمان اس پاس شیشہ ہوئیگا
گریو نہین گر تا رہیگا میری مژگان سے سرشک سو جھتا ہی ایکدن یہ قطرہ دریا ہوئے گا
محو کو تیرے نہین ہی دین و دنیا کی تلاش کھو چکا سب کچھ وہ جن نے تجھکو پایا ہوئے گا

ابتو سودا کے تئین پروا نصیحت کی نہین
الفت خوبان سے گو رسوائے دنیا ہوئیگا

ہر مژہ پر ہی ترے لخت دل اس رنجور کا خون ہی سودا رہ یہ ثابت مری منصور کا
پوچھتے ہی پوچھتے گذری ہی مجکو ز فرشب چشم ہی یارب مری یا منہ کسی ناسور کا
آفتاب صبح محشر داغ پر دلکے مرے حکم رکھتا ہی طبیبو مرہم کافور کا
کیا کرونگا لیکے واعظ ہاتھ سے حورون کے جام ہون ہین ساغر کش کسیکی نرگس مخمور کا

کسقدر بنت العنب سے دل ہے سودا کا برا
زخم نے دل کے نہ دیکھا منہ کبھی انگور کا

نجانے حال کس ساقی کو یاد آتا ہے شیشے کا
کہ لیلے ہچکیاں چھوڑ انکلی جاتا ہے شیشے کا

مغان اس مغبچہ کی مین پرکھ جا ینکا بندہ ہون
روپے کوے کی سے قیمت مین تلا آتا ہے شیشے کا

تماشا ہے کسکی آنکھونسے پڑی ہے شکل ساغر کی
کہ خون دل اسے پینا ہینٹ بہاتا ہے شیشے کا

بیان بدمستی شب بزم مین ساقی جو ہوجاوے
ہمین مت کہیو کچھ منہ تو ہے کھلواتا ہے شیشے کا

نہین وہ صحبت میخانہ بہبری ہے ساقی کے
کبھی کوئی آن بیٹھے ہے جو دل آتا ہے شیشے کا

سر نین مین جھکی اتنی لی یہ ذکر جام زاہد کے
کہ جتنا شیخ کو مذکور انگلاتا ہے شیشے کا

نجانے یاد کر روتا ہے کسکے دل کے صدمہ کو
کہین ٹکڑا جو سودا کو نظر آتا ہے شیشے کا *

قدر وان بن ہے بہت حال برا شیشے کا
ساقیا بھیج کہ دل آب ہوا شیشے کا

ڈھاہتا کیون ہے عبث میکدۂ مستان کو
محتسب تجھکون مگر دیو لگا شیشے کا

یار کیا جانئے کس کسکے یہ منہ لگتا ہے
اپنے منہ سے تو کبھو منہ نہ لگا شیشے کا

شیشہ ٹوٹا تو لیا دل کو دیت ساقی نے
مجھ سوا کسنے دیا خون بہا شیشے کا

ہمسری گردن محبوب سے رکھتا ہے وہ
سودا اسواسطے گھونٹے ہے گلا شیشے کا

لگے ہے جام جو منہ دل ہے آب شیشے کا
لبونسے اسکو لگا لے ثواب شیشے کا

کیا ین کام نہ کرنے کا رات ساقی سے
خدا کرے کہ ہو خانہ خراب شیشے کا

عوض ہے دلشکنی کا بہت محال اے یار
جو شیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب شیشے کا

یہ گفتگو تو نہین خوب بزم مین ساقی
دہن تو باندھ لے ظالم شتاب شیشے کا

ہوا ہے غم سے مرا دل اب آب اے سودا
کہین تو بزم مین ٹوٹا حباب شیشے کا

تہی لانا مجالس مین نہیں دستور شیشے کا
عبث توڑیگا ساقی سر کوئی مخمور شیشے کا

پکڑ گردن لہو پیجاے ہن اک گھونٹ مین سارا
نہین چلتا ہے میخوارونسے کچھ مقدور شیشے کا

لگے ہے دیکھ تو کس کسکے منہ یہ آکے مجلس مین
نہ کر سنگ جفا سے محتسب نے ل چور شیشے کا

زبس مجھ حال پر جلتا ہے ساقی کی جدائی مین ۔۔۔ نہ مجھو بادہ ہے آتش سے دل معمور شیشے کا
فلک سے، در پئے ایذائے دل ہر ایک کے یا اشک ۔۔۔ کہ پنبہ سے کرے ہے بند یہ ناسور شیشے کا
کرے ہے اشک جاری چشم سے یہ وقت سجدہ کے ۔۔۔ عبادت مین نہایت خوب ہے دستور شیشے کا
نگاز نہار مت سودا ان آنکھون سے دل اپنے کو ۔۔۔ کہ ہر بدمست سے رکھنا بھلا ہے دور شیشے کا

باطل ہے ہمسے دعوا شاعر کو ہمسری کا ۔۔۔ دیوان ہے ہمارا کیسہ جواہری کا
چہرہ ترا ساکب ہے سلطان خاوری کا ۔۔۔ چیرہ ہزار باندھے سر پر جو وہ زری کا
مکھ پر یہ گوشوارہ موتی کا جلوہ گر ہے ۔۔۔ جیسے قران باہم ہو ماہ و مشتری کا
آئینہ خانہ مین وہ جسوقت آن بیٹھے ۔۔۔ پھر جسطرف کو دیکھو جلوہ ہے دان پریکا
جز شوق دل نہ پہونچون ہرگز بکوے جانان ۔۔۔ اے خضر کب ہون تیری محتاج رہبری کا
طالب ہین سیم و زر کے خوبان ہند سودا
احوال کون سمجھے عاشق کی بے زری کا

نہ بار خاطر یہ دل ہے گل کا نہ ناز بردار گلستان کا
برنگ شبنم ہے خود سبکبار سیر فرمائے لامکان کا
ہزار آب حیات چھڑکین مسیح اور خضر ملکے لیکن
اُٹھے نہ محشر تلک بھی پیارے شہید تیرے لب و دہان کا
چمن پہ ابر بہار سے اب شراب ٹپکے تو کیا عجب ہے
ہوا ہے رونا قبول ساقی جناب عالی مین میکشان کا
برنگ شبنم بآب و دانہ عبث ہے کرنا یہ ناز تجھکو
نہ خرمن گل رہے چمن مین نہ رخت و اسباب باغبانکا
کرے کیون سودا دل پریشان عبث ہے طول امل جہانکے
خیال زلف دراز گویا تلاش ہے عمر جاودان کا

تو ہی اے رات اس اب سوز تک اس چھاتی کا ۔۔۔ پنبۂ و داغ مین ہے ربط دیا باتی کا
کیونکہ وہ شوخ لکھی مجکو کتابت جن نے ۔۔۔ کھیل بھی ضد سے مرے چھوڑ دیا پاتی کا
آہ کسطرح تری راہ مین گھیرون کہ کوئی ۔۔۔ سدِ رہ ہو نہ سکے عمر چلی جاتی کا
یہ کہا شیخ نے شیطان سے کہ آ ہمسے مل ۔۔۔ آشنا مت ہو تو سودا سے خراباتی کا

کہا اُن نے کہ ہے میری تو سعادت اسمین
لیک ہے خوف مجھے آپ کی بد ذاتی کا

کھینچا نہ مین چمن مین آرام یک نفس کا
صیاد تیری گردن ہے خون اس ہوس کا

کب عشق کی حمیت یہ چاہتی ہے مجنون
ناقہ کے پانؤن اوپر تڑپے ہے دل جرس کا

ہون عندلیب لیکن رسوا ہون اس چمن مین
جس بیچ سبز ہوتا ہے ننگ خار و خس کا

مجھ صید ناتوان کے احوال کو نہ پوچھو
محروم ذبح سے ہون مردود ہون قفس کا

پروانہ شمع رو پر کیونکر نہووے سودا
شعلے کے گرد پھرنا اب کام ہے مگس کا

چمن ہے کسلیے گرفتار زلف و کاکل کا
کہ اسقدر ہے پریشان حال سنبل کا

قفس کے پاس نجا کر کے نام لو گل کا
ضرور کیا ہے کہ ناحق ہو خون بلبل کا

کبھو گذر نہ کیا خاک پر مرے ظالم
مین ابتدا ہی سے کشتہ ہون اس تغافل کا

فلک خوشی سے جو تو کچھ عوض کرے تو کرون
سوائے غم کے ہے مایہ مرے توکل کا

خبر شتاب لے سودا کے حالکی پیارے
نہین ہے وقت مریجان یہ تامل کا

جی مرا مجھسے یہ کہتا ہے کہ ٹل جاؤنگا
ہاتھ سے دل کے ترے اب مین نکلجاؤنگا

لطف اے اشک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون
رحم اے آہ شرربار کہ جلجاؤن گا

چین دینے کا نہین زیر زمین بھی نالا
سوتون کی نیند مین کرنیکو خلل جاؤن گا

قطرۂ اشک ہون پیارے مرے نظارے سے
کیون خفا ہوتے ہو پلکا لیتے ڈھلجاؤن گا

اس مصیبت سے تو مت مجکو نکال اب گھر سے
تو کہے آج ہی جا مین کہون کلجاؤن گا

میری صورت سے تو بیزار ہے ایسا تو دیکھ
شکل اس غم سے کوئی دن مین بدلجاؤن گا

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکلجاؤنگا

ساحل بحر جہان پر ہون کہ جون ہیزم خشک
ڈوبا پانی مین نہ تو آگ سے جل جاؤنگا

نطق کہتا ہے مرا آج یہ ہر ناطق سے
آنکھ ہو نظرا ابھی طوطے کیسے ملجاؤن گا

کہتے ہین وہ جو ہے سودا کا قصیدہ ہی خوب
اونکی خدمت مین لیے مین یہ غزل جاؤنگا

ہو یہ دیوانہ مرید اُس زلف چھٹ کس پیر کا
سلسلہ بہتر ہے سودا کے لیے زنجیر کا

زخم دل پاوے مرے سوز سخن سے التیام / جا کہ ملتا ہے زبان شمع سے گلگیر کا
گل مرے مشہد پہ کب بھیجے ہے وہ ابر کمان / طرح غنچہ کے کھلے جب تک نہ پیکان تیر کا
ایکدن نے مجھسے سلگ اُٹھتے نہ دیکھا کاروان / اے جرس حاصل کچھ اس فریاد بے تاثیر کا
توڑ کر بتخانے کو مسجد بنا کی تو نے شیخ / برہمن کے دل کی بھی کچھ فکر ہے تعمیر کا

سیم و زر کے آگے سودا کچھ نہیں انسانکی
خاک ہی رہنا بھلا تھا بلکہ اس اکسیر کا

ترے خط آنے سے دلکو مرے آرام کیا ہوگا / خدا جانے کہ اس آغاز کا انجام کیا ہوگا
عدو ترجیح اے خوبان کسیکو مجھپہ غربت مین / زیادہ مجھسے کوئی بیکس دنا کام کیا ہوگا
رہا کرنے کو لین ہم منت صیاد ہی ظالم / بس اتنا ہی نہ مر رہیے گا زیر دام کیا ہوگا
ہو جسکی چشم گردش سے یہ بیہوشی دو عالم کی / بھلا دیکھو تو پھر وہ ساقی گلفام کیا ہوگا
نے مجھے مت دیر سے تکلیف کر کعبہ کی اے زاہد / جو میرا کفر ایسا ہے تو پھر اسلام کیا ہوگا
مگر لائق نہیں اس دور مین ہم بادہ خواری کے / جو دیویگا تو اے ساقی ہمین بھی جام کیا ہوگا

کسی دیندار کافر کو خیال اتنا نہیں آتا
سحر کیا ہو چکی سودا کی دل پر شام کیا ہوگا

نہ کھینچ اے شانہ ان زلفونکو یان سودا کا دل اٹکا / اسیر ناتوان ہے یہ نہ دے زنجیر کا جھٹکا
صنم مین رات سنکر ہر کسی کے پانون کا کھٹکا / اُٹھایا سر کو بالین سے تو پھر دیوار سے ٹپکا
نہ آنکھو مین ترے جادو نہ ہرگز سحر زلفو نمین / یہ دل جس سے ہے دیوانہ محبت کا ہی وہ لٹکا
پرے رہ برق خار آشیان ہیر لیسے کہتا ہون / اُڑیگا دھجیان ہو کر ترا دامن جو یان اٹکا

نواحی مین ترے کوچے کی ہے یہ حال سودا کا
کہ جون چند آشیان گم کر کے بستی مین پھرے بھٹکا

اے دیدہ خانمان تو ہمارا ڈبو سکا / لیکن غبار یار کے دل سے نہ دھو سکا
تجھ حسن نے دیا نہ کبھو مفسد یکو چین / فتنہ نہ تیرے دور مین پھر نیند سو سکا
جون شمع تن ہوا شب ہجر اپنین صرف اشک / پر جسقدر مین چاہو تھا اتنا نہ رو سکا

سودا قمار عشق مین شیرین سے کوہکن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا

کس منھ سے پھر تو آپ کو کہتا ہے عشقباز
اے روسیاہ تجھسے تو یہ بھی نہو سکا

دل مت ٹپک نظر سے کہ پایا نجائیگا
جون اشک پھر زمین سے اُٹھایا نجائیگا

رخصت ہے باغبان کہ ٹک اک دیکھلین چمن
جاتے ہین وان جہانسے پھر آیا نجائیگا

کعبہ اگرچہ ٹوٹا تو کیا جائے غم ہے شیخ
کچھ قصر دل نہین کہ بنایا نجائیگا

آنیسے فوج خط کے نہو دل کو ان مخلصی
بندھوا ہے زلف کا یہ چھوٹا یا نجائیگا

بہو نچینگے اس چمن مین نہ ہم داد کو کبھی
جون گل یہ چاک جیب سلایا نجائیگا

آویگا وہ چمن مین نہ اے ابر جب تلک
پانی گلون کے منھ مین چوا یا نجائیگا

تیغ جفائے یار سے دل سر نہ پھیریو
پھر منھ وفا کو ہمسے دکھایا نجائیگا

زاہد گلے سے مستونکے باز آئیکا نہین
تا میکدہ مین لاکے جھکایا نجائیگا

عمامہ کو اوتار کے پڑھیو نماز شیخ
سجدیسے ورنہ سر کو اُٹھایا نجائیگا

ظالم مین کہہ رہا کہ تو اس خو سے درگذر
سودا کا قتل ہے یہ چھپایا نجائیگا

داماں داغ تیغ جو دھویا تو کیا ہوا
عالم کے دل سے داغ مٹایا نجائیگا

ہوا ہے یار کو یہ اشتیاق آئینہ کا
زشام تا بسحر ہے فراق آئینہ کا

ہوا ہون اسقدر اپنا کی شکل سے بیزار
کہ دیکھنا مجھے ہوتا ہے شاق آئینہ کا

تمھارے چہرے کو دیکھا ہے جب سے خوبان نے
کیا ہے دیدہ مقرر طلاق آئینہ کا

رہی ہے خانۂ چشم اپنے کی یہ شکل اُس بن
کہ جیسے آب سے پُر ہے رواق آئینہ کا

سوائے یار کی صورت نظر نہ آتا کچھ،
ہمین جو دید ہوا اتفاق آئینہ کا

دو چار ہوتے ہی کچھ کر دیا اُسے معذور
مرے تو دلپہ ہے روشن نفاق آئینہ کا

زیادہ اس سے نہیں کوئی عیب گو سودا
سمجھ میں اپنے جو آیا مذاق آئینہ کا

کرین شمار بہم دل کے یار داغون کا
تو آکہ سیر کرین آج اپنے باغون کا

ہمارے خانۂ دل کو ہے روشنی سے کیا
سوائے داغ نہین دخل یان چراغون کا

ابھی تو بزم میں آئے ہیں تیرے لے ساقی
کوئی دنوں تو مزہ لینے دے ایاغون کا

گیا میں گھر سے ترے اور آیسے ہین رقیب
مکان مرغ چمن آشیان ہے زاغون کا

سنی ہے ملنے کا سودا سے قصد مت کر یار
اُٹھا سکے گا تو کب ناز بدماغون کا

میرے سخن کو فہم کرے یون فہیم کا
قیمت شکن سدا ہے یہ دُرِ یتیم کا

میخانے میں ازل کے مرے واسطے زاہدا
دھویا ہے نقش ساقی نے امید و بیم کا

غنچہ کو دل کے یان ہے دمِ سرد سے شگفت
شرمندہ اس چمن میں نہیں میں نسیم کا

عالم کو مار رکھا ہے تین با قدِ دوتا
زاہد یہ کاٹ ہے تری تیغِ دونیم کا

جس سے ملے تو پہلے ہی مل اسکی جنس سے
وان اوسکی وضع پر ہے وتیرہ ندیم کا

ٹھہرا نہ گالیون سے تری کوئی بوالہوس
اک میں ہی رہگیا ہون دعاگو قدیم کا

واسوخت دل مریکی جو بو پوچھے ہے ہمنشین
دروازہ کس کے منھ پہ میں کھولوں جحیم کا

بو کرنے کو کہا ہے دیا جین طبیب نے
ضعفِ مزاج دیکھ کے تیرے سقیم کا

کھینچے ہے گہ بسوے ختن گہ سوے تتار
دامن نسیم زلف کے تیرے شمیم کا

پہنے اگر لباس گدائی حریر پوش
برچھی بدن پہ اُسکے روان ہو گلیم کا

سودا یقین کر اسکا دمِ فقر ہے غلط
بالیدہ ہووے جو کوئی ناز و نعیم کا

کیونکر ہو باغ جانا اُس میرزا منش کا
وان سرو میں نہیں ہے آداب کو رنش کا

اے برق چشم کم سے مت دیکھ دل جلوں کو
اک آہ میں اُڑا دین شعلہ تری تپش کا

آنکھوں کی اسکی مژگان یون دلپہ تُل رہی ہین
گرد ہے پر صف سپہ کو جون قصد ہو یورش کا

پیکان جو تن میں کھٹکے ہے سو علاج اسکا
کانٹے کا پر برہ کے چارہ نہیں خلش کا

ساقی پہونچ کہ تجھ بن یون جسم و جان ہے میرا
لبریز جون پیالہ اور ہاتھ مرتعش کا

ہے تیغ کی کمر میں دھکے کرے ہے پرزے
اے واے جسدن اُسکے ہو امتحان برش کا

کیا جانے کس طرح کا تو سنگدل ہے ورنہ
یان رشتۂ محبت ہے کوہ کی کشش کا

آ نکلے بھی خوبصورت اکثر ہوے نوکیلے
اُن سب سے بانکپن ہے اُسکا نئی روش کا

باتین کرو عدو سے سودا کو گالیان دو
قربان ہون آپ کی میں اس داد اور دہش کا

جوش طوفان دیدۂ نمناک سے کیا کیا ہوا
دیکھ لے دنیا میں مشت خاک سے کیا کیا ہوا

جو تجھے دیکھے کہے حور و ملک شمس و قمر
حسن تیرا دور تیرا اور اک سے کیا کیا ہوا

خواہش دل کا ادائے بخش سواندازِ ساتھ
اسکے صید بستۂ فتراک سے کیا کیا ہوا

پر تجلی شہرۂ آفاق جلوہ حسن کا
عشق بازون کی نگاہ پاک سے کیا کیا ہوا

قیس اور فرہاد و وامق پر جو گذرا سو سنا
مجھپہ دیکھو اُس بت بیباک سے کیا کیا ہوا

جوشش دریائے خون ہنگامۂ شور و فغان
دیدۂ تر سینۂ صد چاک سے کیا کیا ہوا

دور ساغر تھا ابھی یا ہے ابھی چشم پر آب
دیکھ سودا گردش افلاک سے کیا کیا ہوا

کہوں کیونکر بت رعنا مرا حور و بشر ٹھہرا
کہ جسکے نور کے سایہ سے یہ شمس و قمر ٹھہرا

نہ آنکھوں میں تھا اشک اور نہ سینہ مین جگر ٹھہرا
ٹپکتے ہو گیا وہ لعل وہ سلک گہر ٹھہرا

عبث تو گھر بناتا ہے مری آنکھوں میں اے پیارے
کسی نے آجتک دیکھا نہیں پانی پہ گھر ٹھہرا

کہوں کیا انقلاب اسوقت مین یار و زمانیکا
جسے سب عیب سمجھے تھے وہ نظروں میں ہنر ٹھہرا

عجب کیا ہو جو آہ آتشین دلسے مرے نکلے
ہوا باہر جو شعلہ سنگ سے ظاہر شرر ٹھہرا

یہ وہ نالہ ہے جو آہن دلونکو موم کرتا تھا
نکی تاثیر اُس ظالم کے دلمین بے اثر ٹھہرا

کہیں یہ بھی ستم دیکھا ہے یارو آشنائی مین
سمجھتے تھے جسے ہم نفع سو جی کا ضرر ٹھہرا

اشارے کیے بولا ہے ہوا رسوا ہے یہ سودا
قیامت اُسپہ آویگی جو تیرے قول پر ٹھہرا

قتل سے میرے عبث قاتل پھرا
اُسنے منہ پھیرا ہمارا دل پھرا

خاک ہے یہ عاشقونکی اے کلال
چاک پر اپنے نہ تو یہ گل پھرا

اُٹھگیا دل کا مرے اب اعتبار
یہ تو خوبان سے جہان کے دل پھرا

دیکھتے ہی خط چلا یون شاہ حسن
جسطرح معذور ہو عامل پھرا

بیٹھ رہ سودا تسلی دل کو دے
دربدر منت سے کیا حاصل پھرا

زخم کا دل کے ترو تازہ ہے انگور سدا
جاری رہتا ہے مری چشم کا ناسور سدا

جسکی ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھائل یارب
چشم زخم اُس سے زمانیکا ہے دور سدا

ہے انھیں شوق کسی دل کے لہو پینے کا
دیکھتا ہوں میں تری آنکھوں کو مخمور سدا

گو نہ دے شیشۂ گردون مے گلرنگ مجھے	خون دل سے تو مرا جام ہے معمور سدا
یار کی دیکھے تجلی جو تو موسیٰ کی طرح	سنگ رہ سے ترے نکلے شرر طور سدا
ایک شب آ کوئی دلسوز نہ رویا اسپر	شمع تک گور ہماری سے جلی دور سدا

دوستو سنتے ہو سودا کا خدا حافظ ہے
عشق کے ہاتھ سے رہتا ہے یہ رنجور سدا

پھرے ہے شیخ یہ کہتا کہ ہین دنیا سے منھ موڑا	الٰہی ان نے اب داڑھی سوا کس چیز کو چھوڑا
طپش نے اندنون دل کی نئی صورت نکالی ہے	لپکتا ہے پڑا رانکو یون پکتا ہے جون پھوڑا
صبا سے ہر سحر مجھکو لہو کی باس آتی ہے	چمن مین آہ گلچین نے یہ کس بلبل کا دل توڑا
بہت بیجا ہے رہنا سرکشی سے بزم ہستی مین	کہ مثل شمع رشتہ عمر کا ہر آن ہے تھوڑا
طلب مین ایک ہی بوسے کے تم کنیا گئے ہمسے	بس آگے کیا توقع ہے جو اتنے ہی مین منھ موڑا

نہ مل کم ظرف سے ہرگز بقول آبرو سودا
کسے برداشت ہے ناحق اٹھادے کون بکتوڑا

جو گذری مجھپہ مت اُس سے کہو ہوا سو ہوا	بلاکشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا
مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر	مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا
پہونچ چکا ہے سر زخم دل تلک یارو	کوئی سیو کوئی مرہم کرو ہوا سو ہوا
کہے ہے سنکے مری سرگذشت وہ بیرحم	یہ کون ذکر ہے جانے بھی دو ہوا سو ہوا
خدا کیواسطے آ ور گذر گنہ سے مرے	نہو گا پھر کبھو اے تندخو ہوا سو ہوا
یہ کون حال ہے احوال دلپہ اے آنکھو	نہ پھوٹ پھوٹ کے اتنا بہو ہوا سو ہوا

دیا اُسے دل و دین اب یہ جان ہے سودا
پھر آگے دیکھیے جو ہو سو ہو ہوا سو ہوا

اب تلک اشک کا طوفان نہوا تھا سو ہوا	تجھسے اے دیدۂ گریان نہوا تھا سو ہوا
جن نے دیکھا ترا مکھڑا کہا سبحان اللہ	قدرت حق سے نمایان نہوا تھا سو ہوا
خون دل چشم سے بہتا تھا مرے دامن تک	موج زن تا بگریبان نہوا تھا سو ہوا
قابل شانہ ہوئی زلف تری جسکے لیے	کبھی جو دل کہ پریشان نہوا تھا سو ہوا
خط کی خوبی ترے عارض پہ یہ کہتی ہے کہ مور	رونق ملک سلیمان نہوا تھا سو ہوا

داغ تجھ عشق کا جھمکے ہے مرے دل کے بیچ — مہر ذرہ میں درخشاں نہوا تھا سو ہوا

ابر مژگاں کے تصدق سے ترے اے سودا
سبز و خرم جو بیاباں نہوا تھا سو ہوا

کہاں نطق فصیح از طبع ناہنجار ہو پیدا — فغاں زاغ سے طوطی کی کب گفتار ہو پیدا
سخن ہمغز کا ہے جوں ہوا در لیے معنی میں — حباب ایسا نہیں جس سے در شہوار ہو پیدا
دل احمق سے مت امید رکھنا مرغ معنی کی — ہما بیضہ سے کیونکر بوم کے اے یار ہو پیدا
نہ طبع جمد سے سرزد کبھو ہوں معنی رنگیں، — جہاں میں تخم سے تھوہڑ کے کب گلزار ہو پیدا
سخن کو زادۂ طبع سخنور کہتے ہیں اوسکا — زبانو نیز بخوبی چاہیے اذکار ہو پیدا
خدا دیوے پسر تو قابل تحسین ہے ورنہ — پدر ہووے مورد نفریں جو ناہنجار ہو پیدا
کلام بے نمک کی شور انگیزی ہے ایسی کچھ — زمیں بولگاہ خلق میں جوں کھار ہو پیدا
اگر ملک عراق اک ماچہ خر سوار ہو آوے — عراقی کی پر اسمیں کاہے کو رفتار ہو پیدا

مخاطب اسکو ہی کرتے ہیں ارباب سخن سودا
کہ جسمیں کچھ بھی عقل و ہوش کا آثار ہو پیدا

دل اپنا چاہتا ہے وہ جنوں از غیب ہو پیدا — کہ شکل صبح اے ناصح زتار جیب ہے پیدا
ارادہ عشق سے پھر نہ کا بے فکر کفن مت کر — جہاں یہ رزم ہو اوسجا اجل لاریب ہو پیدا
غنیمت جانتے ہیں ہم تو ایام شباب اسکا — وہ اسکی قدر تب سمجھیگا جسدم شیب ہے پیدا

ہنر ہے گرچہ فن شاعری آفاق میں سودا
اگر ناداں کو ہو سوجھے تو اسمیں عیب ہے پیدا

تجھ قید سے دل ہو کر آزاد بہت رویا — لذت کو اسیری کی کر یاد بہت رویا
تصویر مری تجھ بن مانی نے جو کھینچی تھی — انداز سمجھ اسکا بہزاد بہت رویا
نالہ نے ترے بلبل نم چشم نہ کی گل کی — فریاد مری سنکر صیاد بہت رویا
جوئیں پڑی ہیں بہتیں دیکھا میں گلستاں میں — تجھ قد سے خجل ہو کر شمشاد بہت رویا
آئینہ جو پانی میں ہے غرق یہ باعث ہے — تجھ سخت دلی آگے فولاد بہت رویا

سودا سے یہ پوچھا میں دل میں بھی کسیکو دوں
وہ کرکے بیاں اپنا رو داد بہت رویا

ترکش اولینڈ سینہ عالم کا چھان مارا | مژگان کے بان نے تو ارجن کا بان مارا
آتے تجھے جو دیکھا تیر و کمان اُٹھا کر | کہنے لگا کہ یارو رکھیو دھیان ہمارا
دندان و لب یہ سادے تھا سمجھا مین لیکن | مستی دو اُنگلی ملکر کھایا جو پان مارا
کہتے ہین عشق جسکو مت پوچھ ہو وہ کیا ہی | اک زہر ہے کہ جن نے پیر و جوان مارا
پیوند ہو زمین کا یارب شتاب ناصح | سی سی مرا گریبان ان نے تو جان مارا
مہمان جو کوئی آیا گھر آسمان دنی کے | دو دن کھلا کے روٹی اُسکو ندان مارا
نالہ سے کسکے دل کے مانا پڑی تھی ظالم | فریاد نے جرس کے کیا کاروان مارا
سونے سے رات کروٹ اُن نے لی اور اپنی | آہ و فغان نے برہم سارا جہان مارا

سودا کو بات کرتے تجھسے کبھو نہ دیکھا
کہ کس گنہ پہ تو نے وہ بے زبان مارا

ساقی ہماری توبہ تجھپر ہے کیون گوارا | منت نہین تو ظالم ترغیب یا اشارا
یکبار ہی چھکا دے ساقی کہ فصل گل کو | عرصہ کہان کہ دے تین ساغر ہمین دوبارا

چمن مین صبح جب اُس جنگجو کا نام لیا | صبا نے تیغ کا آب روان سے کام لیا
کمال بندگی عشق ہے خداوندی | کہ ایک زن نے مہ مصر سا غلام لیا
چنی ہی شاخ سے جون گل پیالۂ مے سرخ | مین تیرے ہاتھ سے ساقی یہ سبز فام لیا
بسان طائر رنگِ حنا قدم لے کر | ہر ایک کبک نے پیالے ترا خرام لیا
سرشک چشم نہ تھا مین کہ اے فلک تو نے | نظر سے خلق کے گرتے نہ مجکو تھام لیا
معاش اہل چمن جائے رشک ہے سودا | کہ زندگی کا انھون نے مزا التمام لیا
کسی کا انمین سے محسود ہے نہ والی روم | حسد کسیکو نہ اوسپر کہ جن نے شام لیا
کہین نہ واسطے منصب کے ہین یہ مجرائی | سلام کرکے کسو سے نہ لاکھ دام لیا
کبھو مین انکو نہ دیکھا تلاش دنیا مین | کبھو نہ فکر تردد سے کوئی کام لیا

ادھر شروع ہوا صبح نغمۂ بلبل
ادھر بہار سے ہر ایک گل نے جام لیا

تاثیر عشق نے مژہ درد کھو دیا | اُن نے ندان دیکھ مرا حال رو دیا

نسخہ ترے مریض کا علنے کو جو دیا
بوسہ کا وعدہ اُسنے کر و جنکو دے رہے
ملنے کی دخت زر کی تو کھائی تھی مین قسم
تاراج و تاخت فوج کی خط کی کہون سو کیا
دیکھا مین جب گلیمن ترے ہار دست غیر
بوسہ کے ذائقہ کو نہین شہد و سم مین فرق

دیکھ اُن سے حرف حرف کو رو رو کے دھو دیا
کیون باتین بان بناتے ہو تم بس چلو دیا
زاہد نے زیج پڑکے اُسے پھیر ملو دیا
پلکین اُٹھا کے مُلک دلون کا بلو دیا
تار نگہ مین اشک کا دانہ پرو دیا
ہم پی گئے اُسے ہمین قسمت نے جو دیا

سودا ہے بے خلش یہ زخود رفتگی کی راہ
کانٹا نہ پا مین اُنکے فلک نے چبھو دیا

کرتا ہون سیر جب سے باغ جہان بنایا
اک نام تو سنا ہے دیکھا نہین کسونے
جتنے ہین خوبریان سب دلستان ہین لیکن
جنس وہم کو اول بزاز کھولتا ہی
صدقے ہین تیرے یارب ہمسو نکو کرکے پیدا
دیر و حرم کو دیکھا اللہ ری فضولی
تو مت بگاڑ اسکو اے باغبان کہ ہمنے
عالم کا قمری آسا ہے طوق بندگی کا

کیا جانے گل خدا نے تجھسا کہان بنایا
حق نے نشان عنقا تیرا دہان بنایا
اللہ نے تجھی کو اک جانستان بنایا
یوسف سے تو بہا مین تجکو گران بنایا
گلے کا آپ کو تین اک پاسبان بنایا
یہ کیا ضرور تھا جب دل کا مکان بنایا
نزدیک آتش گل آپ آشیان بنایا
قامت کو تیرے جیسے سرو روان بنایا

اکثر نشان بنے ہین عالم مین نام خاطر
تو نے سخن کو سودا اپنا نشان بنایا

صدمہ ہر چند ترے جور سے جان پر آیا
راست کیشون کی تف آہ سے ڈر اے گردش
موسم شیب مین بیفائدہ ہے لعب شباب
دل پرخون کو مرے غنچۂ تصویر کی طرح
چشم انجم پہ نہین ابر سے وہ روز سیاہ
رات کو دیکھ کے اے ماہ تجھے غیر کے ساتھ

نہ یہ شکوہ نہ کبھی میری زبان پر آیا
تیر پھرتا نہین جسوقت نشان پر آیا
کب ثمر دیوے ہے جو نخل خزان پر آیا
لب وا شد نہ کبھی راز نہان پر آیا
جو مرے دیدۂ خون ناب چکان پر آیا
طعنہ زن داغ مرے گل کی کتان پر آیا

ہوکے اوستاد دبستان سخن مین سودا
شعر کے قاعدہ دانان جہان پر آیا

پایا وہ ہم اس باغ مین جو کام نہ آیا — کچھ اپنے تئین جز ثمر خام نہ آیا

اے زمزمہ پرداز چمن نالہ کیہا را — وہ مرغ نہ سمجھے جو تہ دام نہ آیا

گو شکل کمان خانۂ گردون ہی منقش — پر اسمین نظر گوشۂ آرام نہ آیا

آراستہ جو بزم ہوئی دور فلک مین — وان جام بجز گردش ایام نہ آیا

بستان تو پر از بادۂ اقسام ہے لیکن — سایہ مین کسو نخل کے آرام نہ آیا

تیری بھی جوانی وہ بھی ناصح کہ تھا زور — قاضی کا ترے واسطے اعلام نہ آیا

مین تنگ ہون اتنا کہ بدرا اور بسر کے — لب پر کبھو مجلس مین مرا نام نہ آیا

ہے رنگ تماشائے جہان صورت خورشید — جو صبح کو دیکھا وہ نظر شام نہ آیا

ہر عید مہ نو نے کیا قصد کہ دیکھے — لیکن وہ کبھو تا لب بام نہ آیا

ہے طرفہ تمنا کہ رہون لب بلب اسکے — جس سے کہ کبھو بوسہ بہ پیغام نہ آیا

تیشہ سے بھی تھا کام بڑا ناخن غم کا — فرہاد تجھے دے وہ سر انجام نہ آیا

آفات ہی اے چرخ اٹھا جاتی ہے تونے — ظالم کسی گرتے کو تجھے تھام نہ آیا

تجھ بن جو گیا باغ مین سیر آب روان کو — پھر تیغ کا خاطر مین مرے کام نہ آیا

اسکا تو گلہ کیا ہے کہ بستان جہان مین — مجھ تک قدح بادۂ گلفام نہ آیا

یون منہ نہ دھوا اے صبح کہ آگے مرے سودا — جون لالہ پر از خون جگر جام نہ آیا

نورا خند ہنر کرنے مین دل کا مین گنوایا — جون آئینہ جوہر نے مجھے عیب لگایا

جلوے ترے ہم ہین صنم بزم جہان مین — گر شمع نہووے تو شب تار ہے سایا

کام آب کا لے خاک سے بھی روشنی طبع — آئینہ نے منہ گرد سے بھر عمر دھلایا

جو خاک نشین ہین نہ اونھین سمجھیو کم قدر — وہ دانہ ہے خرمن جسے ماٹی مین رلایا

ہے حسن مین یہ فیض کہ صحبت مین بتان کے — بدخلقی جسے کہتے ہین سونا نہ کہایا

صباغ خرابات جہان مین ہون کہ جتنے — نام اپنے بزرگون کا خم مے مین ڈبایا

کچھ کبر سے خاطر مین نہ لایا ہمین کوئی — رتبہ کسی خاطر مین ہمارا نہ سمایا

مین ننگ ہون اتنا کہ قبیلہ مین ہے کوئی — میراث کے بھی لینے کو وارث نہ کہایا

رونے نے کیا حال دل اس شوخ پہ روشن — سودا نے دیا عشق کا پانی سے جلایا

جام خالی سے جو ساقی نے مجھے ڈہنکایا
مین کہان بخشیے صاحب مجھے مین بھر پایا

پڑا دریا پہ جو اُس زلف سیہ کا سایا
کاٹا کالے کا بھی دیکھا ہے نہ یون لہرایا

مین بندھا تار نگہ کا ہی قفس مین آیا
دام صیاد تہ خاک نہ مین بچھوایا

لیلۃ القدر تھی یارو جو شب وصل تو کیا
آخر اُس شب نے مجھے روز سیہ دکھلایا

سمجھے تھا مین خطر راہِ محبت ناصح
میری تقصیر نہیں دل نے مجھے بہکایا

یہ تو دو چیز سے خالی نہین اے رشک بہار
داغ تجھ عشق کا لالہ کے ہے یا گل کھایا

ہمسری کی مہ نو نے جو ترے ابرو سے
بدر کر چرخ نے چہرے سے اُسے گھسوایا

مت کر اغماض خط آنے پہ کہ یہ حسد فاعنیب
ناز بردار و نحو تیرے خط رخصت لایا

رات جو رند ہوئے شیخ سے عمامہ طلب
شیخ نے کام بزرگی کے تئین فرمایا

گرچہ رویا مین ترے غم مین بہت سا لیکن
اپنے رونے کا مجھے رات تسلسل بھایا

خون کے ہر قطرے سے کہتا تھا یہی لخت جگر
تو مژہ تک بھی نہ پہونچیگا کہ مین یہ آیا

معنی خامہ زبان کا جو مرے رنگین ہے
حسن دُر د نگی مین بندش مین نہ اُسکے پایا

بے تصنع تجھے کہتا ہون یقین کر سودا
گل جدا شاخ سے جبدم کہ ہوا مرجھایا

آنکھون سے اشک جتنا آتا تھا شب نہ آیا
زخم جگر نے یارو پانی مگر چرایا

ہے داد خواہ بلبل اُس جنگجو پہ یارو
تیغ نگہ سے جسکے لوہو مین گل نہایا

عارض سے چہرہ ہو کر اُس سے ہوا ہی رسوا
لالہ نے خاندان کو داغ اپنا کیا لگایا

ہوتے جو غیر کے ہم مین وارد ہوا گھر اُسکے
پت رکھی کہ اُن نے آنکھون مین ہی دھرایا

جس مغبچے سے پیالا پیتے نہ تھے ہم اُن نے
دھفیے کی کھوپڑی مین پانی ہمین پلایا

رو رو کے حال دل کا روشن کیا ہی اُس پر
آنکھون نے آہ میرا پانی سے گھر جلایا

دل نقد جان تک اُسکو چاہے تھا مین خریدن
قیمت پہ یک نگہ کے پھر آپ ہے بکایا

صبح شب ملاقات ایسی ستم تھی یارو
جسکے سپیدہ دم نے روز سیہ دکھایا

عاشق نہین وہ جسکا ناصح اُسے گریبان
سینے کے زخم پر بھی ٹانکا یہان دلایا

اب دغدغہ نہین ہے کچھ سیل حادثہ کا
اپنا تو گھر عزیزو اک چاہ نے ڈبایا

کہتا پھرے ہے ناصح شیخی کی راہ یارو
اس بیوفا کا ملنا سودا کا مین چھوڑا یا

ملنا چھوڑا یان مجھسے دوری کی زندگی نے
محجوب ہو پھر اسکو مین نے نہ منھ دکھایا

باغ مین جبدم خرام اُس سرو قامت نے کیا
نعرۂ حق سرہ قمری نے بھر کر جی دیا

عشق مین خون جگر کھا نیکی گر لذت نہ تھی
خضر نے حیران ہو آب زندگانی کیون پیا

سوزن و رشتہ کی بدنامی تو لی پر کیا حصول
کب کسی عاشق کے زخم دل کو عیسیٰ نے سیا

صبح کو جیتا تو نکلا گھر سے مین پر کیا کہون
مرگ تھی اک طرح کی جو رات مین تجھ بن جیا

گھر سے بلواتا تو کیسو مجکو جاتے دیکھکر
وہ کبوتر بھی اوڑانے مین نہین کہتا بیا

غش مین آجاوے نہوس دیکھے وہ پھر اگر
اُس طلائی رنگ سا کب ہو طلائے کیمیا

لگ گئے ماٹی مین کیا کیا جامہ زیب اُس گھر کے بیچ
اب تلک شکل اتو پڑتا ہے نقش بوریا

جا کے بازار بتان جور و جفا اب ناصحا
اپنی مین جی کی خوشی کو نقد دل دیکر لیا

کوچۂ میخانہ سے ناگہ شام کو گذرے جو شیخ
کیا کہون سودا جو رندون نے سلوک انسے کیا

کر سلام انکو کہا جلدی سے لو یارو قدم
ہین ز قسم اولیا یا از قبیل انبیا

کوئی بولے تھا ملو منھ سے انھونکی خاک پا
کوئی کہتا تھا کرو آنکھونمین اپنے طوطیا

آخر کار ادسجگہ کیا دیکھتا ہون رات کو
وہ مقدس صورت اور ایسے بزرگ بیریا

ڈھونڈنے جاتے ہین پیچھے پیچھے عمامہ کو آپ
اک مرید آگے چلا جاتا ہے دکھلاتا دیا

سحر جو باغ مین دلدار ایک بار آیا
نثار میوہ سے ہر نخل زیر بار آیا

نوید مغبچگان موسم بہار آیا
ہر ایک تاک کو گلشن مین برگ و بار آیا

قسم نہ کھائیے ملنے کی غیر سے ہرگز
کہا نہ تم نے میان ہمکو اعتبار آیا

برنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوئے
جو اپنے دلپہ کسی شکل سے غبار آیا

ہماری خاک پہ گو چشم تر کسی نے نہ کی
ہمیشہ گریہ کنان ابر زار زار آیا

گئے جہان سے کیا کیا سبزہ جو تہ خاک
کہ گل جب آیا تو مجروح بے شمار آیا

ممانعت اسنے کیا تیرے شہرۂ آفاق
دگرنہ مین ترے کوچہ سے لاکھ بار آیا

خبر لے وادی مین سودا کی یون سنا ہی آج
کہ ایک شوخ کسی بے گنہ کو مار آیا

کب دل شکستگان سے کر عرض حال آیا
ہے بے صدا وہ چینی جسمین کہ بال آیا

سینے سے مین دعا کو لایا جو شب لبون تک
کہنے لگی اجابت کیدھر خیال آیا

ملنے کا ایکدم بھی یان ضعف دل ہی مانع
او کتا کے اوڈھگیا وہ تب جی بحال آیا

کونین تک ملے تھی جس دل کی مجکو قیمت
قسمت کہ یک نگہ پر مین اُسکو ڈال آیا

بخشش پہ دو جہان کی آئی تھی ہمت دہر
لیکن نہ یان زبان تک حرفِ سوال آیا

نازان نہو تو اسپر گر تجکو سنگ مین سے
گوہر نکالنے کا کسب و کمال آیا

ارباب فہم آگے وہ صاحبِ ہنر ہے
کینہ کسیکے دل سے جسکو نکال آیا

دیر خراب مین کل اک مست کی زبان پر
یہ شعر اُس جگہ سے کیا حسب حال آیا

اعمال دیکھ تیرے مے شرم سے عرق ہی
اے محتسب تجھے بھی کچھ انفعال آیا

اکسیر ہے تو کیا ہے وہ مشت خاک سودا
خاطر پہ جب کسی کے اُس سے ملال آیا

باہر رکھون نہ بزم سے اے رشک باغ پا
جون شمع سر گے گل سے کرون تا نہ داغ پا

جون غنچہ رک رہا ہی دل اس باغ مین کہ یان
جز آب جو کیا نہ کسی نے فراغ پا

کر بیت مین ہماری معاند سمجھ کے دخل
ہر گھر مین دیکھ بھال کے رکھتا ہی زاغِ پا

دل تفتگان کی خاک سے ہی آبلہ کا خوف
رکھتا نہین ہے کچھ وہ نہ راہ دماغ پا

رو شند لون کا حد سے نہ بڑھکر قدم پڑے
باہر رکھے نہ سایہ سے اپنے چراغ پا

بیدست و پا نہ صاحب کیفیتون کو جان
ہے دست میکشان کا برائے ایاغ پا

پہونچا نہ وان جہانسے کہ جلکر اُٹھا نہ مین
مجکو دیے فلک نے بشکل اوجاغ پا

اس حور ساتھ عیش ہو واعظ تجھے نصیب
باغ جنان مین جسکا ہو سر اور یہ راغ پا

سودا ہے زلف یار مین گم گشتہ دل ترا
ہر گھر مین کیون رکھے ہے تو بہر سُراغ پا

کیا جانے کسکی خاک ہے رکھ ہوش نقش پا
یون دھر قدم کہ تا نہ دبے دوش نقش پا

اعمال رفتگان کے مکافات کر نظر
حیران رہے ہے صورت خاموش نقش پا

کسکی سنین ہین خاک نشینان راہ عشق
گوش اپنے کر ہین اتنے کہ جون گوش نقش پا

دہشت ہے کبر اہل جہانسے یہ اب مجھے
افتادگی نہو دے فراموش نقش پا

کثرت سے کوے یار مین گرمی ہی یہ کہ دان
پڑتا ہے پا مین آبلہ از جوش نقش پا

گذرے وہ کیونکہ خاک سے میری کہ تا ابد / چھوڑے قدم کو اُسکے نہ آغوشِ نقشِ پا
افتادگان تک آن کے کیا لینگے راہزن / جز خاک کچھ نہین ہے در آغوشِ نقشِ پا
اے شوخ ہرزہ گردی سے تیری ہر ایک جا / خون جگر کیا ہے مرا نوشِ نقشِ پا
پابوس پر رقیب عبث دے ہے جی کہ وان / کب ہے قبول خاطر پاپوشِ نقشِ پا
سودا بقول حضرت بیدل بجوئے دوست / خط جبین ماست ہم آغوشِ نقشِ پا

آدم کا جسم جب کہ عناصر سے مِل بنا / کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دِل بنا
سرگرم نالہ اندنون مین بھی ہون عندلیب / مت آشیان چمن کے مرے متصل بنا
جب تیشہ کوہکن نے لیا ہاتھ تب یہ عشق / بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سِل بنا
جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ / شاید اُسی سے چہرۂ خوبان پہ تِل بنا
لب زندگی مین کب ملے اس لب سے اے کلال / ساغر ہماری خاک کو مت کر کے گل بنا
اپنا ہنر دکھاوینگے ہم ہم تجکو شیشہ گر / ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دِل بنا
سُن سُن کے عرض حال مرا یار نے کہا / سودا نہ باتین بیٹھ کے یان متصل بنا

سودا یہ کیا کریگا نت اسقدر کا رونا / عالم کو اے دِوانے سب ساتھ لے ڈبونا
سر تا قدم گلا کر جبتک کرے نہ پانی / جون شمع داغ دل سے مشکل بہت ہے دھونا
جسطرح چاہتا ہے دنیا مین زندگی کر / لیکن تو یاد رکھیو عاشق کہین نہ ہونا

بے وجہ آینہ نہین ہر بار دیکھنا / کوئی دم کو بھولتا ہے یہ گلزار دیکھنا
نرگس کیطرح خاک سے میری اُگی ہے چشم / ٹک آن کے یہ حسرت دیدار دیکھنا
کھینچے تو تیغ ہے حرم دل کے صید پر / اے عشق پر بھلا تو مجھے مار دیکھنا
ہے نقص جان دید ترا پر یہی ہے دھن / جی جائے یار ہے مجھے یکبار دیکھنا
اے طفل اشک ہے فلک ہشتمین پہ عرش / آگے قدم نہ رکھیو تو زنہار دیکھنا
پوچھے خدا سبب جو مرے اشتیاق کا / میری زبان سے ہو یہی اظہار دیکھنا
ہر نقش پا پہ تڑپے ہے یارو ہر ایک دل / ٹک واسطے خدا کے یہ رفتار دیکھنا
کرتا تو ہے تو آن کے سودا سے اختلاط / کوئی لہر آگئی تو مرے یار دیکھنا

انجم بن عجب معاش ہی سودا کا اندنون
تو بھی ٹک اُسکو جا کے ستمگار دیکھنا

نے حرف ونے حکایت ونے شعر ونے سخن
نے سیر باغ ونے گل و گلزار دیکھنا

خاموش اپنے کلبۂ احزان مین روز و شب
تنہا پڑے ہوئے در و دیوار دیکھنا

یا جا کے اُس گلی کو جہان تھا ترا گذار
لے صبح تا بشام کئی بار دیکھنا

تسکین دل نہ اسمین بھی پائی تو بہر شغل
پڑھنا یہ شعر گر لکھوا اشعار دیکھنا

کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکین روز ہجر کو
پر جو خدا دکھا دے سو ناچار دیکھنا

سیہ کاری ہے مانند نگین ہر چند کام اپنا
نکالا رو سفید آخر مین اس صفحہ مین نام اپنا

حباب آسا کیا ہے کار استغنا تمام اپنا
رکھا محروم مین قطرے سے اس دریا مین جام اپنا

نہ پہونچے نیستی عنقا کی ہستی کو مری ہرگز
کہ مین یا نتک زبانسے بھی نہین سنتا ہون نام اپنا

اگر مجھو تو خاکستر صبا کے ہاتھ بھیجون مین
نہین گویا زبان شعلہ دون کسکو پیام اپنا

کہان ہے شیخ جو دیکھے مرے بت کے کرشمہ کو
کہ ہر بندہ خدا کا کر لیا جن نے غلام اپنا

سنا جب انس تھا ہر نو نکو صحرا بیچ مجنونسے
کیا شہری غزالونکے تئین سودا نے رام اپنا

جنھونکی نظر مین ہم سبک ہین دیا انھین کو وقار اپنا
عجب طرح کی ہوئی فراغت گدھونپہ ڈالیسے بار اپنا

کرون سو کیا آہ نا امیدی وہ ہو وے کسطرح یار اپنا
نہ گھر مین رہنا ہی اُسکا شیوہ نہ ساتھ پھرنا شعار اپنا

نگر ہوا آباد جسکے دلکا نہ پوچھ اُس سے تو دکھ ہمارا
یہ دردسن اس رئیس سے کہ جو لٹتے دیکھے دیار اپنا

جو دھوم آنسے ترے خط کے اب اک عالم مین مچ رہی ہے
چمن مین وہ شور ڈال سکتی ہے منہ تو دیکھو بہار اپنا

اثر ہمارے سخن کا ظالم نہین ہے سوا ایک تیرے دلمین
دگرنہ وہ سنگ کونسا ہے نہو گا جسمین شرار اپنا

جہان تڑپتا ہے دل ہمارا کبھو تو ظالم تو وان گذر کر
کوئی بھی صیاد چھوڑتا ہے بچڑ کے بسمل شکار اپنا

جنھین نہین عقل وہ کرین ہین طلب ہوس سے کیمیا کی
جو فہم ہو وے تو بہر اکسیر ہے یہ مشت غبار اپنا

ہوا نہ روز فراق مین لیک اکدم بھی مین آپ مین ہون
نہ رہتے دیکھا کبھو برے وقت آپکو بھی مین یار اپنا

گران طبیعت یہ ہو گئے ہون نہ ہو وے وہ بھی نصیب اپنے
خدا اُٹھائے ہمین جو ڈالین کسیکی خاطر یہ بار اپنا

برنگ تاک اینڈتا پھرے ہے جہان تو باغ جہان مین سودا
مین کیا کہون ان سے آہ سیار کرکے ہین گذار اپنا

چمن نہ تنہا جنھونکی غم سے ہنوز چھاتی پہ کھائے ہے گل
رکھے ہے اب تک ہزار جا سے روش بھی سینہ فگار اپنا

نہین پیکان یہ جوہر نامہ اُن نے تیر پر لکھا
اشارا قتل کا مجکو یہ کس تقصیر پر لکھا

ہوئی تبدیل ہیئت یان تلک غم سے جدائی کی
کہ میرا نام مانی نے مری تصویر پر لکھا

کہین ہین زلف کو سب دیکھ اُس رو ے مخطط پر
یہ لام الف دو دیکھون قرآن کی تفسیر پر لکھا

بچے جی کسطرح روز ازل کاتب نے قدرت کے
ہمارا خون قاتل کی دم شمشیر پر لکھا

نہین چین جبین اے یار تجھ محراب ابرو پر
کتابہ روز اس مسجد کی یہ تعمیر پر لکھا

اسی مضمون سے معلوم اسکی سرد مہری ہے
مرا نامہ جو اُس نے کاغذ کشمیر پر لکھا

جگہ دی نالۂ دلکو تری زلف چلیپا مین
یہ مصرع کرکے موزون ہمنے اُس زنجیر پر لکھا

خدا جانے کہ اے سودا پڑھ اُسکو کیا وہ سمجھیگا
ہمین تھا خط کا لکھنا دور از تدبیر پر لکھا

بلبل نے جسے جاکے گلستان مین دیکھا
ہمنے اُسے ہر خار بیابان مین دیکھا

روشن ہے وہ ہر ایک ستارے مین زلیخا،
جس نور کو تو نے مہ کنعان مین دیکھا

برہم کرے جمعیت کونین جو پل مین،
لٹکا وہ تری زلف پریشان مین دیکھا

واعظ تو سنی بولے ہے جس روز کی باتین،
اُس روز کو ہمنے شب ہجران مین دیکھا

اے زخم جگر سودۂ الماس سے خو کر
کتنا وہ مزہ تھا جو نمکدان مین دیکھا

سودا جو ترا حال ہے اتنا تو نہین وہ
کیا جانیے تو نے اُسے کس آن مین دیکھا

والہ کو تری چشم کے آزار ہی رہا
عیسی دقت تھا تو وہ بیمار ہی رہا

چھوٹا جو زلف سے تو پھنسا دام خط کے بیچ
یہ مرغ دل ہمیشہ گرفتار ہی رہا

جاتی رہی ترے چمن حسن کی بہار
بلبل کے گل نظر مین ولے خار ہی رہا

جیسے ہوئی ہے قابل شمشیر وہ کمر،
چھاتی پہ میری مرہم زنگار ہی رہا

سوکھا نہ ایک پل مرا دامان و آستین،
تجھ عشق مین یہ دیدۂ خونبار ہی رہا

دیکھا ہے تجکو در پہ ترے جن نے ایکبار
پھر جبتلک جیا پس دیوار ہی رہا

اک روز ایک یار نے اُس شوخ سے کہا
سودا کے دیکھنے سے تجھے عار ہی رہا

بولا کہ تیرے حق بطرف ہے اس امر مین
جیسے ہوا وہ خلق بد اطوار ہی رہا

اتنا تو وہ بُرا ہے کہ چہرے کا جسکے رنگ
پھر عمر اوسکی شکل سے بیزار ہی رہا

گو گھر مین سب کسیکے تو اے مہ جبین رہا
پروا نہین ہمین بھی یہ وہ دل نہین رہا

کیا فائدہ کہ درپے تحقیق ہم رہین
ملنے سے جبکہ ہم رہے پھر تو کہین رہا

اسباب دین و دنیوی کب تھا خیال مین
تیرا ہی دھیان تا بدم واپسین رہا

صبر و قرار و ہوش و دل و دین فدا کیا
تسپر بھی میری جان نہ تجھے مجھسے کین رہا

نکلا کسی ہی طرح نہ دل سے ترے حجاب
سودا سے تو تو یار سدا شرمگین رہا

عشق تھا یا کیا تھا جس سے دل اٹکتا ہی رہا
خار سا سینے مین میرے کچھ کھٹکتا ہی رہا

رات جب غصہ ہو میرے پاس سے اٹھکر چلا
مین نہ چھوڑا گو کہ دامن وہ جھٹکتا ہی رہا

بوسۂ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا
کان کا موتی تلک تیرے لٹکتا ہی رہا

تاب کسکو ہے کہ تیرے در سے آگے جا سکے
جو ترے کوچے مین آیا سر ٹپکتا ہی رہا

کونسی تھی ہجر کی ساعت کہ تب سے عمر بھر
آرزوے وصل مین یہ دل بھٹکتا ہی رہا

جسکو تین گھر سے نکالا وہ بامید طلب
ہر قدم پر راہ چلتے مین ٹھٹکتا ہی رہا

یار گھر آیا تھا پر دیکھا نہ اسکو بھر نظر
ہوش مین آون مین جبتک وہ سٹکتا ہی رہا

آج کیا سودا مین الفت کی خلش تجھسے کہون
خار سا سینے مین میرے کچھ کھٹکتا ہی رہا

مجلس سے جب ہو مست وہ رشک بتان اُٹھا
محشر کا اہل بزم سے شور و فغان اُوٹھا

آیا نظر جو در سے ہی اُسکو مین کہین
لیکر وہ میرے قصد کو تیر و کمان اُوٹھا

جو مین قدم رکھا مین سوے باغ یا نصیب
لے بیلچہ کو ہاتھ دو مین باغبان اُوٹھا

مین جسکے پاس بیٹھ لگا کہنے حال دل
اپنے ہی دلکی غم کی وہ لے داستان اُوٹھا

مشہور ہے یہ بات کہ جی ہے تو ہے جہان
آ بھی اُٹھے جہان سے تو گویا جہان اُوٹھا

بوے وفا و رنگ محبت نہین ہر یان
یارب تو اس چمن سے مرا آشیان اُوٹھا

پہونچے گی تیرے گھر ہی جو جا ہیگی دخت رز
سودا نجا کے منت پیر مغان اُوٹھا

تیرے کوچے سے جو مین آپکو چلتے دیکھا
جی کسی تن سے نہ اس طرح نکلتے دیکھا

تیغ تیری کی سدا شکر ادا کرتے ہیں
لبو نکو زخم کے دن رات مین ہلتے دیکھا

کیون دیا دل مین ترے طرۂ مشکین کو کہ مرغ
کہین بھی پنجۂ شاہین مین پلتے دیکھا

ڈوبے اوچھلے تو بہت دیکھے ہین مین دریا کے
ڈوبا اُس چاہ ذقن کا نہ اوچھلتے دیکھا

استقامت ہی عجب شے ہے نہین جسمین لغزش
نخل کا پانون زمین پر نہ پھسلتے دیکھا

عیش آلودۂ افسوس ہی اس جا کہ حنا
جسکو پہونچی تو اُسے ہاتھ ہی ملتے دیکھا

فضل حق ہو تو تنزل ہی ترقی ہوجائے
قطرہ گوہر ہو صدف سے ہین نکلتے دیکھا

آہ و نالہ سے مرے دل نہ پسیجے اوسکا
مین ہوا سے نہ کبھو سنگ پگھلتے دیکھا

تیغ کا زخم اُٹھا سنبھلے ہے انسان لیکن
سامنے تیر نگہ کے نہ سنبھلتے دیکھا

سوجھی تدبیر نہ تقدیر کو بہلانے کی
جب تجھے قتل پہ عاشق کے مچلتے دیکھا

اپنے منھ سے نکہا کن نے سخن کو گوہر
لعل سودا ہی کو پر ہمنے اُگلتے دیکھا

چہرے پہ نہ یہ نقاب دیکھا
پردے مین تھا آفتاب دیکھا

کیونکر نہ بکون مین ہاتھ اُسکے
یوسف کیطرح مین خواب دیکھا

کچھ مین ہی نہین ہون ایک عالم
اُسکے لیے یان خراب دیکھا

بے جرم و گناہ قتل عاشق
مذہب مین ترے ثواب دیکھا

کچھ ہو وے تو ہو عدم مین راحت
ہستی مین تو ہم عذاب دیکھا

جس چشم نے مجھ طرف نظر کی
اُس چشم کو مین پر آب دیکھا

سرگردان ترے ہی عشق مین ہے
یان ہمنے جو شیخ و شاب دیکھا

دل تو نے عبث لکھا تھا نامہ
جو اُس نے دیا جواب دیکھا

بھولا ہے وہ دل سے لطف اُسکے
سودا نے یہ جب عتاب دیکھا

ساقی چمن مین چھوڑ کے مجکو کدھر چلا
پیمانہ میری عمر کا ظالم تو بھر چلا

گل مت سمجھیو باغ مین اے عندلیب زار
غنچے کا دل دہن پہ کسیکے بکھر چلا

نشو و نما یہ تھا تو ہمارا نہال عشق
خو بونچی سرد مہری سے لیکن ٹھٹھر چلا

کدا نے دلمین یار سے کچھ کم ہے ان دنون
آلودہ آب گرد سے تھا پر نتھر چلا

اس بحر مین ہے موج کی حافظ شکستگی
فیصل ہوا حباب کہ جسدم اُبھر چلا

ابھی ہے یہ بہار کہ یارو بطرفِ باغ،
زاہد گرو کلال کی دستار دھر چلا

غافل ہے اُس مریض سے ظالم کہ جسکے پاس
آیا کوئی تو پوچھتا اشک اپنے گھر چلا

عالم تو مر رہا ہے ہر اک آن پر تری
تیغ و سپر یہ لیکے تو کس پر بپھر چلا

سودا کی زرد دیکھ کہ شوخی کی راہ سے
کہتا ہے تیرا رنگ تو اب کچھ نکھر چلا،

اعمال سے میں اپنے بہت بیخبر چلا
آیا تھا آہ کس لیے اور کیا میں کر چلا

ہے فکرِ وصل صبح تو اندوہِ ہجر شام
اس روز و شب کے دھندے میں میں تو عمر بھر چلا

مجلس سے مجکو اُٹھتے جلیسوں کے سامنے
عزت کبھو نہ دی یہ کہ پوچھے کدھر چلا

نکلا پڑے ہے جامہ سے کچھ اندنوں رقیب
تھوڑے سے دم دلاسے میں کتنا ابھر چلا

چلنے کا مجھکو گھر سے ترے کچھ نہیں ہے غم
اور رونے کو میں یکدو قدم بیشتر چلا

کیا اس چمن میں آکے لے جائیگا کوئی
دامن کو میرے سامنے گل جھاڑ کر چلا

جامہ قمارخانہ میں چیرہ ہے پیشِ تیغ
اب کاٹوں کسکی جیب کہ دل بادہ پر چلا

بھیجا ہے وہ پیام میں اُس شوخ کو کہ آج
گر خضرِ راہ مرگ کو پیغامبر چلا

طوفان بھرے تھا پانی جن آنکھوں کے سامنے
آج ابر اُنکے آگے زمین کر کے تر چلا

رو کا بصد ہنر اُسے ملنے سے غیر کے
لیکن ہنر ہمارا سکے نہ میرا ہنر چلا

سودا کہے تھا یار سے یک مو نہیں غرض
اودھر کھلی جو زلف ادھر دل بکھر چلا

سودا غزل چمن میں تو ایسی ہی کہکے لا
گل پھاڑیں سنکے جیب کو ویں بلبلاں جلا

حکاک کا بھی مسیحا سے کم نہیں
فیروزہ ہووے مردہ تو دیوے ہے وہ جلا

نہیں چھوڑتا ہے اشک مرا دامن و کنار
یہ طفل بدسرشت نہ گہوارہ سے پلا،

شاکی نہیں خدا سے بنی گر یہ شکل زشت
ممکن نہیں کمہار کا ہانڈی گرے گلا

غم سے خزاں کے خونِ جگر چھیٹ اب ای نسیم
غنچے گلوں کے کچھ نہیں کھاتے انھیں کھلا

دبکے ہے اسقدر تو مجھے دیکھکر رقیب
چوہے کی بھانت جائے ہے نظروں سے یہ ٹلا

اسلوب شعر کہنے کا تیرا نہیں ہے یہ
مضمون آبرو کا ہے سودا یہ سلسلا

نگاہ مست نے ساقی کے عالم کو جھکا ڈالا ۔ کہین مدہوش ہے شیشہ کہین تپھر ہی متوالا
کرے کیا دل صف مژگان ہے نے خنجر ہی نہ بھالا ۔ کہ تیرے روبرو ہے ترکش دان یہان اک بے اثر نالا
نکرے کیفی شوق اس سے تو اندازِ بوسے کا ۔ ڈرون ہون مین نہ پڑ جاوے کہین اب لب تبخالا
نگہ قیمت کہی دل کی تو اس پر بھی گران سمجھا ۔ جو نقد جان بکتا ہو کہین تو مجھکو دلوالا

خریدی کچھ نہ جنس آکر ہم اس بازار مین سودا
بغل مین لیچلے ہین دل تو اک آتش کا پرکالا

مین دشمن جان ڈھونڈ کر اپنا جو نکالا ۔ سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالا
جب مست چمن سے ہو چلا گھر کو وہ لالا ۔ غنچے نے صراحی لی اُٹھا گل نے پیالا
کہتا ہے نگہ سے یہ ترا گوشۂ ابرو ۔ دیکھے جو کوئی خون گرفتہ تو نکالا
مانگا جو مین دل کو تو کہا بس یہی اک دل ۔ جلنے ہی تو جا ہے مرے کوچے سے اُٹھالا
اے غنچہ سبب کیا ہے کہ آتے ہی چمن مینا ۔ گل پھاڑے ہی دامن تو نے غنچے کو سنبھالا
اتنا ہے تو یوسف سے مشابہ کہ عدم کے ۔ پردے مین چھپا اُسکے تئین تجھکو نکالا
تنہا تری مژگان سے یہ دل کیونکہ بر آوے ۔ اُنے تیر ہے اُس پاس نہ خنجر ہے نہ بھالا
فتنہ ہی اُٹھاتے ہو گئی پشت فلک خم ۔ ہرگز نہ کسی گرتے کو ظالم نے سنبھالا

سودا تجھے کہتا ہون نہ خوبان سے مل اتنا
تو اپنا غریب عاجز و دل بیچنے والا

ملک آئین جب سے تین لوٹا ۔ کفر و دین گبر و شیخ سے چھوٹا
موج آتش سے ہے سیل آنکھون کی ۔ شاید اس دل کا آبلہ پھوٹا
نہ جیا تیری چشم کا مارا ۔ نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا
چمن دل مین عشق بویا تھا ۔ داغ و شعلہ ہوا گل و بوٹا
گرد ہستی نے دلکو دی ہے شکست ۔ آئینہ اس غبار سے ٹوٹا

دل یار کے ہرگز نہ سر زلف سے چھوٹا ۔ اور اسکو سر مار سمجھ عشق نے کوٹا
گا ہے دل خون گشتہ سو ابزم مین اپنے ۔ شیشہ مے گلرنگ کا ساقی سے نہ ٹوٹا
جا بسیے کدھر ہاتھ سے اب چشم بتان کی ۔ تھا دل کا نگر اپنے سو ان ترکون نے لوٹا
کسکی نگہ مست چمن پر ہے کہ سودا ۔ غنچہ یہ کھلا ہے کہ سبو بادہ کا پھوٹا

طبیعت سے فرومایہ کی شعر تر نہیں ہوتا
جو آب چاہ کا قطرہ ہے وہ گوہر نہیں ہوتا

ہنر سے دور ہے بد اصل کی خلقت کا آئینہ
خمیر سنگ سے بنتا ہے تو جوہر نہیں ہوتا

نجانے عکس روا سمیں پڑا کس اہل جنت کا
کہ آب آئینہ سے لب کسو کا تر نہیں ہوتا

سعادتمند ہو کر جی کہ بعد از مرگ عالم میں
ہما کے بال کا مصرف بجز افسر نہیں ہوتا

طمع دولت کی بیتاب و تعب مت رکھ زمانے سے
ہوس تا نہ چھوٹے آگ میں مس زر نہیں ہوتا

نہیں لاتے زبان پر حرف مطلب سر گذار اپنا
بدست یار تا کھینچا ہوا خنجر نہیں ہوتا

سراپا شکل اخگر ہے تب ہجراں سے جسم اپنا
نہیں وہ پیرہن جو تن پہ خاکستر نہیں ہوتا

دیا تیں نقد دل اپنا اب ان خوبوں سے خطرہ کیا
جو مفلس ہوئے کچھ رہزنوں سے ڈر نہیں ہوتا

تلاش خضر بہر منزل مقصد نکر سودا
کوئی خود رفتگی سے راہبر بہتر نہیں ہوتا

ترا دل مجھسے نہیں ملتا مراجی رہ نہیں سکتا
غرض ایسی مصیبت ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتا

ترے آگے مری آنکھوں سے آنسو کیونکہ چلتے ہیں
جو تو دریا سے گذرے ہی تو پانی بہ نہیں سکتا

نہ شکوہ یار کا اب تک دلا پیرانہ سر لیجا
بخاموشی ہی گذری ہے تو باقی بھی بسر لیجا

چمن آرا سے ہو کر آشنا کر برگ و بار اپنا
جہان کے باغ سے نادان بدزدی مت ثمر لیجا

نہیں شایان اپنی ٹال دینا دلکے سائل کو
دگر نہ شے یہ دینے کی نہ تھی مجھسے کو پر لیجا

کسوف مہر سے تارے جھلک آئے ہیں لے تو خط
نہ قطرونکا عرق کے تو گمان اس چہرہ پر لیجا

نہ قصد کعبہ ہے دل میں نہ عزم دیر بندہ ہوں
اسیر دام الفت ہوں جدھر چاہے ادھر لیجا

نہال آسا نہیں ہے خرمی ماٹی میں غربت کے
وطن سے مشت خاک اے دل قدم پر باندھ کر لیجا

قصور ہمت گردوں ہی ہمیں یکایاں باعث
کہ نالان دل مجھے دیکر نہ بولا یوں اثر لیجا

نہیں گر نرگس شاداب اس گلشن سے قسمت میں
تو یہ بھی ارمغان اک طرحکا ہے چشم تر لیجا

یہ پیاسا موج زن دیکھے ہے دریائے کرم تیرا
در تنگ ہمیں ہی کیا کہدے سبو اپنا بھی بھر لیجا

ولیکن گو صنم لیں رنگ آ کے بازار محبت میں
گنوا کر نقد دل اپنا نہ یہ تو درد سر لیجا

چراغ آدیگا کا ہیکو کبھو گور غریبان پر
کہو سودا اسے دل پر اپنے داغ ہجر دھر لیجا

جب بادہ خون دل ہو تو سیر چمن کجا
ساقی وہ نو بہار و شراب کہن کجا

صحبت تجھے رقیب سے ہین اپنے گھر مین داغ
کیدھر پتنگ شمع کہان انجمن کجا

تیرے لیے وطن سے جو نکلا تو پھر اوسے
مانند طفل اشک کے عزم وطن کجا

صد حرف آرزو ہے زبان پر مری ولے
چاہون جو تجھسے ایک کہون مین دہن کجا

عزقاب چاہ عشق جو ہوتا تو جانتا
یوسف کہان مصیبت چاہ ذقن کجا

عریان تنی نے باز رکھا اوسکے رنج سے
ناصح جو چاہے جیب سیئے پیرہن کجا

خلوت سرا کو پہونچے نہ سودا کے بتکدہ
تو اور وہ جہان ہو بت و برہمن کجا

نہ دانہ ساتھ لے صیاد تین نے دام لیتا جا
چمن مین ہمسفیرون کو مرا پیغام لیتا جا

اگر دل لیچلا جی کی خلش مت چھوڑ سینہ مین
سحر لیجا نہین سکتا تو اوسکو شام لیتا جا

نہ تھی توفیق اگر بوسہ کی تو اتنا ہی کہدیتے
جو آیا ہے تو خالی مت پھرے دشنام لیتا جا

اگر اے نالہ تو چاہے کہ اوسکے گوش تک پہونچے
اثر تھوڑا کہین سے کر کے قرض و دام لیتا جا

ہوا مین دل کے لیجانے پہ راضی تیری خاطر سے
کہا کب تھا کہ ساتھ اوسکے مرا آرام لیتا جا

خیال ان انکھڑیون کا چھوڑ مت مرنیکے بعد از بھی
دلا آیا جو تو اس میکدہ مین جام لیتا جا

جو چاہے شیخ تجھکو از بیت دین نہ اے زاہد
گلی مین اوسکی اب سودا کا اکثر نام لیتا جا

قاتل کا ہاتھ ہرگز ہتھیار تک نہ پہونچا
کار شہادت اپنا تلوار تک نہ پہونچا

افسوس کام غم کا اظہار تک نہ پہونچا
یہ لخت دل بھی چشم خونبار تک نہ پہونچا

تیر ستم کو تیرے کہتا مین نوش جان ہو
منھ زخم دل کا لیکن سوفار تک نہ پہونچا

کیا گوش فہم کر ہے عالم مین اب کہ کوئی
خاموشی کی ہماری گفتار تک نہ پہونچا

اس مرغ ناتوان کی صیاد کچھ خبر ہے
جو چھوٹ کر قفس سے گلزار تک نہ پہونچا

جون غنچہ اس چمن مین تیرے مقید نکھا
راز خموشی اے دل اظہار تک نہ پہونچا

اے بخت خواب تجھسے تحفہ طریق کا ہے
یک شب ہماری چشم بیدار تک نہ پہونچا

سودا کی شاعری کا منکر نہین وہ دیکھا
آخر کو کام جس کا اقرار تک نہ پہونچا

حال دل اسے مرے جبتلک وہ خبردار نتھا
جز دم سرد کوئی محرم اسرار نہ تھا

جو عمل چاہے کیجے مرے دکھ دینے کا / وہ نہ کیجے کہ کہے کوئی سزاوار نہ تھا
پیار و اشفاق و وفا مہر و محبت الطاف / دل کو جس روز لیا کونسا اقرار نہ تھا
صحبتوں کا نہ کرو غیر کے مجھ سے اخفا / کونسی شب تھی کہ مین وان پس دیوار نہ تھا

شب تری بزم مین سودا کو مین دیکھا جبتلک
کچھ خموشی کے سوا اسکو سروکار نہ تھا

افسوس تم اور وے نسے ملو رات کو تنہا / ہم دن کو ترستے ہین ملاقات کو تنہا
نے تو ہے نہ دل ہے نہ کوئی مونس ہمدم / کھوتے ہین عبث اپنی ہم اوقات کو تنہا
باللہ اکیلا جو ملے مجکو تو سمجھون / پاتا نہین مین ناصح بدذات کو تنہا
اب گوشۂ عزلت سے نکلتا نہیں اے شیخ / خلوت مین ہے کیا جانئے کس بات کو تنہا

سودا تو کبھی بزم مین رندان کے تو آ بیٹھ
کھوتا ہے عبث کوئی بھی اوقات کو تنہا

وہ ہم نہین جو کرین سیر بوستان تنہا / بہشت ہو تو نہ منھ کیجے باغبان تنہا
کدھر کو چھوڑ گئے مجکو ہمرہان تنہا / پھرون ہون دشت مین جون گرد کاروان تنہا
اگرچہ تمکو نہ چھوڑین گے بدگمان تنہا / کرو جو بندہ نوازی تو مہربان تنہا
اکیلے آنے کی تمکو تباؤن میں تقریب / کہو جو جاؤن ہون مین بہر امتحان تنہا
ہوا ہے دل صف مژگان کے روبرو ہیہات / ہین نیزہ باز اودھر اتنے یہ جوان تنہا
خبر لے حال سے مجنون کے صاحب محمل / کرے ہے آج جرس نالہ و فغان تنہا
سنا نہو وے جو سودا یہ مصرع صائب / تو پوچھ خلق سے مین کیا کرون بیان تنہا
کہ اکدن مین اُسے راہ مین اکیلا دیکھ / کہا کدھر چلے اے فخر شاعران تنہا
دیا جواب دلم سیر باغ می خواہد / کہا مین ہو متبسم کہ مہربان تنہا
جو ہو وے امر تو مین بھی چلون رکاب کے بیچ / رکھے ہے لطف بھی کچھ سیر بوستان تنہا

سنا یہ مجھسے تو کہنے لگا کہ ہیچ مگو
گرفتہ ایم اجازت زباغبان تنہا

جب بزم مین تباکی وہ رشک مہ گیا تھا / آپسمین ہر پری رو منھ دیکھ رہگیا تھا
غنچے نے حال گل کا مجھسے کہا کہ اُس سے / وہ بند پیرہن مین دیکر گرہ گیا تھا

وہ شوخ آج ہمسے نظرین نہین ملاتا ہے
شاید سنا ہین جو کچھ محرم سے کہہ گیا تھا

کیا کیا دلا کے غیرت رکھا مین باز دلکو،
ورنہ نہ سہتی باتین تیری مین سہہ گیا تھا

سودا پھر آج تیری آنکھین بھر آئیان ہین
عالم کے ڈوبنے مین کل کچھ بھی رہگیا تھا

ٹکڑے ہوے جگر کے آسدرہ بھلے کو
خوناب دل سے ورنہ آفاق بہ گیا تھا

جگہ تھی دلکو مرے دلمین اک زمانا تھا
مرے بھی شیشے کو اس سنگ مین ٹھکانا تھا

خرید عشق نے جس روز کی متاع چمن
جو نقد جان پڑی قیمت تو دل بیعانہ تھا

جو ذکر بعد مرے ہو گا جان نثارون کا
کروگے یاد مجھی کو وہ اک دیوانا تھا

جو حد ریش کے رکھنے سے مین سخن پوچھا
ہر ایک بات مین زاہد کے شاخسانا تھا

بجرم نیم نگہ تھا نہ قتل سودا فرض
اجل کیواسطے یہ اسکے اک بہانا تھا

عشق کی خلقت سے آگے مین ترا دیوانہ تھا
سنگ مین آتش تھی جب تو شمع مین پروانہ تھا

جزو کل مین فرق اتنا ہی فقط ہے اعتقاد
ورنہ جس خرمن کو دیکھا فی الحقیقت دانہ تھا

بر سر لطف و عنایت ہمپہ جب آیا فلک
سر پہ جو تیر بلا بیٹھا سو وہ پر خانہ تھا

شب کہ مجلس بیچ وہ غارتگر سر خانہ تھا
تھے جو باہم آشنا ایک ایک سے بیگانہ تھا

جینے دینے کی نہین یاد اس مانیکی کہ شب
نالہ اپنا وقت شب اسکے لیے افسانہ تھا

کل تو مست اس کیفیت سے تھا کہ آتے دیر سے
پھر نظر جو مدرسہ دیکھا سو وہ میخانہ تھا

اختلاط اہل آبادی سے دل آیا ہے تنگ
اے خوشا وقتے کہ تنہا ہم تھے اور ویرانہ تھا

اس چمن مین جب تلک ہم نشۂ ستی ہین تھے
عمر کا اپنی پر از خون جگر پیمانہ تھا

اتفاقاً بزم رندان مین ہوا وارد جو شیخ
پنجہ انکا دمبدم ڈارھی کا اسکی شانہ تھا

اک برہمن زادہ کل کہتا تھا یون ملل کے ہاتھ
ہم مین اور سودا مین یارو کسقدر یارانہ تھا

چشم اہل قبلہ مین آج ان نے کی جون سرمہ جا
حیف ایسا شخص جو خاکِ درِ بت خانہ تھا

عشاق تیرے سب سے پر زار تھا سو مین تھا
جگ کے خرابہ اندر اک خوار تھا سو مین تھا

داخل شہید و نہین تو لوہو لگا کے سب تھے
شمشیر ناز سے پر افگار تھا سو مین تھا

سنبل کے بیچ مین دل تیرے نہ تھا کسیکا
نرگس کا ایک تیرے بیمار تھا سو مین تھا

تجھ گھر مین عرض مطلب کسکی نہ تھا زبان پر
ور پر جو تیرے نقش دیوار تھا سو مین تھا

داغ محبت اے گل جب تھا ترا نہ جگ مین
داغوں سے جسکا سینہ گلزار تھا سو مین تھا

گو عشق کے تمھارے عشاق اب مقر ہین
اول زبان پہ جسکے اقرار تھا سو مین تھا

تجھ عشق مین نصیحت سب یار مانتے تھے
ناصح کے ہر سخن سے بیزار تھا سو مین تھا

کافر تری زبانی اکثر مین لیک جون شمع
ہر استخوان مین جسکے زنار تھا سو مین تھا

اس میکدے مین سودا ہم ہین تو کبھی نہ بہکا
سب مست و بیخبر تھے ہشیار تھا سو مین تھا

رات نالہ مین کیا یار سنا یا نہ سنا
بھیگئے آپ ہو کہسار سنا یا نہ سنا

قاصدا حال دل زار سنا یا نہ سنا
راست کہہ ہمسے تو اے یار سنا یا نہ سنا

اشک خونین سے ترے ہجر مین دامان میرا
ہو گیا تختۂ گلزار سنا یا نہ سنا

حال مدت سے مرا گوش زد عالم ہے
تو نے کیا جانین ستمگار سنا یا نہ سنا

باز رونے سے نہ آؤنگا مین ناصح پھر بھی
مین کہا تجھسے بتکرار سنا یا نہ سنا

حال کہنے کا مین خوگر ہون بس اپنا تجھسے
اسپہ موقوف ہے کیا یار سنا یا نہ سنا

شرح حال دل عاشق وہ سنے کیا سودا
اس سے مت کر تو یہ گفتار سنا یا نہ سنا

بہت سے ہے بہت آسان ہمکو کم جینا
بغیر یار نہین چاہتے ہین ہم جینا

دعا سے کسکی قیامت کو پہونچی میری عمر
ہے روز حشر شب ہجر ایک دم جینا

کمان ناز دتا راب کہ شوخ تیرے ہاتھ
ہوا ہے صید کو مشکل سوے حرم جینا

کیا ہے خط کے تئین جب سے تیرے چہرہ پر
ہوا ہے خلق کو مفقود یک قلم جینا

جہان مین لطف کوئی جینے سے نہین بہتر
پر آشنا کو ترے یار ہے ستم جینا

وہ فتنہ خیز ہے ظالم جہان مین تیرا حسن
کہ باپ بیٹے کو مشکل پڑا بہم جینا

ہمین تو غم ہی مین گذرے ہے عمر تیرے ساتھ
جنھین خوشی تھی انھین موت ہی بغم جینا

تلاش زیست مین اتنا نہ مر کہ ہستی کی
خبر جنھون کو ہے سمجھین ہین وہ عدم جینا

دل اپنا پھیر لیں خوبان سے تو آ سودا
کہ تا کجا بلب خشک و چشم تر جینا

کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا
اندنون ہاتھون پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا

فی الحقیقت دست تیرے ہین ید بیضا سے خوب
تیرے ہاتھون کو کوئی ممتاز کرتی ہے حنا

مین نچاہون گا کسی سے داد اپنے قتل کی
کس لیے تجھ ہاتھ سے پرواز کرتی ہے حنا

حسن پر اپنے نہین گل کے تئین اتنا غرور
جو ترے ہاتھون پہ یہ اب ناز کرتی ہے حنا

اسکے ہاتھون مین لگا کر چور لوٹے کیفیت
کیا کھون مین دزدی شہناز کرتی ہے حنا

قتل کر سودا کو خون اُسکا چھپایا گو صنم
بر ملا عالم مین اب یہ راز کرتی ہے حنا

دیکھکر جو مر گئے ہین تیری پورون پر حنا
باندھیو ہاتھونمین جا کر اُنکی گورون پر حنا

دست رنگین کی تمھارے دھوم ہی چارونطرف
اندنون آفاق مین ہے زور شورون پر حنا

یون گران ہی عہد مین اُس یار فندق بند کے
ہاتھ آتی ہے جہانمین اب کرورون پر حنا

یون لگا فندق تو اے مشاطہ اُسکے ہاتھ مین
اس صفائی سے لگے ہرگز نہ دورون پر حنا

دل ندون اُسکو یہ طاقت ہی تو اب مجھ مین نہین
کیا کرون سودا ہے اُسکی اب تو زورون پر حنا

کہتی ہے میرے قتل کو یہ بے وفا حنا
پوچھ اُس سے ٹک کہ ان نے ترا کیا کیا حنا

پیارے شعور چاہیے تزئین کے لیے
تھا مستحق خون مرا یا بھلا حنا

گر قتل کر کے خون چھپاوے ہے تو مرا
دو چار دن نہ ہاتھ کو اپنے لگا حنا

آمان قتل بیگنہان سے تو درگذر
رہتی نہین ہے ہاتھ مین پیارے سدا حنا

سودا تو پاے بوس کی حسرت مین نت رہا
لوٹے ہے اب تو ہاتھونکا اُسکے مزا حنا

یان پھر اس شرم سے عیسیٰ نے گذارا نہ کیا
چشم خوبان کے جو بیمار کا چارا نہ کیا

کس گلی دیکھ کے مین اُسکو پکارا نہ کیا
مڑکے ٹک دیکھنے کا ننگ گوارا نہ کیا

کسیکا دین کیا حق نے کسیکی دنیا
سب کا سب کچھ کیا پر تجکو ہمارا نہ کیا

کیا گلا ہمکو ہے اسکا کہ نچاہا اُسنے
ملک دل یار کا کچھ ہم نے اجارا نہ کیا

آتش عشق پہ جون ہے دل بیتاب مرا
قائم النار مہوس نے بھی یارا نہ کیا

خلق پیدا ہے جہان کا کہ کیا جو اُسنے
قصد اس گھر مین پھر آنیکا دوبارا نہ کیا

مجھ گدا نے بھی کسی شاہ سے ڈالا نہ سوال	گو مجھے بخت نے اسکندر و دارا نہ کیا

دہر بانٹے تھا متاع دو جہان اے سودا
بینوائی نے مری اسکو اشارا نہ کیا

کہتے ہین لوگ یار کا ابرو بھڑک گیا	تیغا سا کچھ نظر مین ہماری سڑک گیا
مین کیا کرون ادائے غضبناک کا بیان	بجلی سا میرے سامنے آکر کڑک گیا
نالے سے میرے گل تو ہوا چاک پیرہن	بلبل ترا جگر نہ یہ سنکر تڑک گیا
کوئی گیا نہ خوف سے قاتل کے سامنے	مین ہی تھا اسکے روبرو جو بیدھڑک گیا
مشکل پڑے گا پھر تو بجھانا جہان کو	جو ٹک زیادہ عشق کا شعلہ بھڑک گیا

سودا جو راچکا ہی تھا گلشن سے گل تو گل
قسمت کو اپنی کیا کہون پتا کھڑک گیا

پہلو سے میرے صبح وہ دلدار اُٹھ گیا	روز وصال کرکے شب تار اُوٹھ گیا
آہ و فغان کی آج جو آتی نہین صدا	شاید ترا جہان سے بیمار اوٹھ گیا
لائق نہ تھا یہ سینہ ترے زخم تیغ کا	پر اسطرف بھی ہاتھ ترا یار اوٹھ گیا
بدنام تو عبث مجھے کرتا ہے ناصحا	مدت ہوئی بتون سے سروکار اوٹھ گیا
تو رہ جہان مین اے گل گلزار کیا ہے غم	مجھسا جو تیرے کوچہ سے اک خار اوٹھ گیا
غیر ان کو دیکھ بیٹھے ہوئے بزم مین تری	جب کچھ نہ بس چلا تو مین ناچار اوٹھ گیا

وعدے سے پھیر دینے کے دل لیگیا تھا شوخ
سودا نے جبکہ مانگا کر انکار اوٹھ گیا

نے رستم اب جہان مین نے سام رہگیا	مردونکا آسمان کے تلے نام رہگیا
ساقی تو ہمکو دینے سے کیون جام رہگیا	ملتا جو تھا وہ بوسہ بہ پیغام رہگیا
دل ہمصفیر زلف مین صیاد کے مرا	اُس مرغ کا ہے ہو جو تہ دام رہگیا
ہون تو چراغ راہ ہنر زیر آسمان	لیکن خموش ہوکے سر شام رہگیا
اے دل ٹک اُسکے حسن مخطط کو دیکھکر	خورشید آکے تا لب بام رہگیا
ٹکڑے تو ہو چکا ہے جگر پھیر کس لیے	چلنے کا اشک کرکے سرانجام رہگیا
بوسہ کی اُن لبون سے یہ سودا ہوس نرکھ	خجلسے کہ مانگ مانگ مین دشنام رہگیا

اجل نے عہد مین تیرے ہی تقدیر سے یہ پیغام کیا
چمن میں آتے سنکر تجکو باد سحر یہ گھبرائی
ناگن کا اس زلف کی مجھسے ننگ نہ پوچھو کیا حاصل
پوجے مجھے اس دیر کہن مین کیا پوجے ہی پتھر کو
تھا بجوانی فکر و تردد بعد از پیری پایا چین
خاص کردن میں ہی نظارہ تو تو دید کی لذت ہی
کونسا مجھسے حسن تردد عمل مین آیا تری حضور
مہر و وفا و شرم و مروت سبھی کچھ اسمین نہ سمجھے تھے
لذت دی نہ اسیری سے نصیاد کی بے پروائی سے
شمع رخون سے روشن ہو گھر ایسے اپنے کہان نصیب
فخر نہین اے شیخ مجھے کچھ دین مین تیرے آینکا
سپشش نہ ملے سلے حاجی تو اپنی حج کی شرائط مین
ادب دیا ہے ہاتھ سے اپنے کبھی بھلا مینحانے کا
مین لسماجت دیا ہے دلکو جور و جفا کا شکوہ کیا

ناز و تغافل دیکر اسکو محب کو کیون بدنام کیا
ساغر جبتک لادین ہین لادین توڑ سبو کو جام کیا
خواہ تھی کالی خواہ تھی پیلی بس نے اپنا کام کیا
مجھ وحشی کو سنا برہمن بتون نے اپنا رام کیا
رات تو کاٹی دکھ سکھ ہی مین صبح ہوئی آرام کیا
کور ہلین یہ آنکھین اسدن جبدن جلوۂ عام کیا
دلکو غارت کرکے میرے جان کو کیون پیغام کیا
کیا کیا دل دیتے وقت اسکو ہمنے خیال خام کیا
تڑپ تڑپ کر مفت دیا جی ٹکڑے ٹکڑے دام کیا
صبح ازل سے قسمت نے خاموش چراغ شام کیا
راہب نے جب منھ نہ لگایا تب مین قبول اسلام کیا
حرص و ہوا کو قتل اے حاجی باندھکے میں احرام کیا
کیسے ہی ہم مست چلے پر سجدہ ہر اک گام کیا
ان نے کب آنے پر اسکے قاضی کا اعلام کیا

یار کہے ہی سودا کے ملنے سے ہمکو کیا حاصل
شعر جوان نے خوب کہے آفاق مین اپنا نام کیا

سالہا ہمنے صنم نالۂ شبگیر کیا
آہ اک روز ترے دلمین نہ تاثیر کیا
قتل کر مجکو کھلے تا مری خاطر سے گرہ
میں یہ عقدہ گر د ناخن شمشیر کیا
حشر مین بھی نہ اٹھون بسکہ اذیت کھینچے
زندگانی نے دو عالم سے مجھے سیر کیا
ایک عقدہ نہ کھلا رشتۂ تقدیر سے حیف
ہمنے فرسودہ بہت ناخن تدبیر کیا

کیا ہی وحشت زدہ مضمون تھے جنھونکو سودا
تونے ہر مصرع موزون مین زنجیر کیا

قابو مین ہو نہین تیرے گو اب جیا تو پھر کیا
خنجر تلے کسو نے ٹک دم لیا تو پھر کیا
گر قطع ہاتھ پہلے تب فکر کر رفو کا
ناصح جو یہ گریبان تونے سیا تو پھر کیا
اسوقت مین جو مجھ تک ہو بجو تو داد ہے
گر قصد بعد میرے تمنے کیا تو پھر کیا

ملیے اگر بتان سے ہے لطف زندگی کا
اے خضر آب حیوان تونے پیا تو پھر کیا

سودا ہوئے جب عاشق کیا پاس آبرو کا
سنتا ہے اے دیوانے جب دل دیا تو پھر کیا

دل مین تیرے جو کوئی گھر کر گیا
سخت مہم تھی کہ وہ سر کر گیا

وہم غلط کار نے دل خوش کیا
کسپہ نجانے وہ نظر کر گیا

جا ہی بھڑا اُس صف مژگان سے یار
دل تو بڑا ساہی جگر کر گیا

رات ملا تھا مجھے تنہا رقیب
یار خدا کا ہی مین ڈر کر گیا

فیض تری وصف بنا گوش کا
اپنے سخن کو تو گہر کر گیا

دیکھ لی ساقی کی بھی دریا دلی
لب نہ ہمارے کبھو تر کر گیا

کیونکہ کراہون نہ شب و روز مین
درد مرے پہلو مین گھر کر گیا

نفع کو پہونچا یہ تجھے دیکے دل
جان کا اپنی مین ضرر کر گیا

اور غزل اب کوئی سودا تو کہہ
یہ تو یونہین تھی مین نظر کر گیا

قاصد اشک آ کے خبر کر گیا
قتل کوئی دل کا نگر کر گیا

فائدہ اب کیا کرے تریاق وصل
زہر غم ہجر اثر کر گیا

دیکھیے داماندگی اب کیا دکھائے
قافلہ یارون کا سفر کر گیا

سیر کی یون کوچۂ ہستی کی ہم
نے مین سے جون نالہ گذر کر گیا

خاک ہماری پہ بجز نقش پا
کوئی نہ آ خاک بسر کر گیا

گریہ خجل کر نہ کہ ناصح ابھی
پاک مرے دیدۂ تر کر گیا

کیونکہ کوئی کھائے ترا اب فریب
حال مرا سبکو خبر کر گیا

مینے یہ سودا سے کہا ایک دن
غم ترا کیا سینے مین گھر کر گیا

سُنکے کہا جو کوئی آیا سو یان
سیر باندازِ دگر کر گیا

ایک جو مانند گل اس باغ سے
خرم و خندان ہو گذر کر گیا

آن کے شبنم کیطرح دوسرا
شام سے رو رو کے سحر کر گیا

کیا تجھے اب فائدہ اس ذکر سے
ہر کوئی اک طرح بسر کر گیا

بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
دی تھی خدا نے آنکھ پہ ناسور ہو گیا

بھٹکی پھرے ہے کب سے خدایا مری دعا
دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا

خوش ہیں شکستہ بالی سے اپنی ہم اسلئے
پرواز کا تو دل سے خلش دور ہو گیا

شب آ گیا جو بزم میں پیارے تو یکبیک
چہرے سے رنگ شمع کا کافور ہو گیا

جا ہی بھڑا تھا اُس صف مژگان سے دل مرا
پر زخم یہ اُٹھائے کہ بس چور ہو گیا

سودا کو سب کہتے ہین کہ ہے اُس سے مصاحبت
کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا

اور وہ بھی نسبت اندنون کچھ لگ چلا تھا وہ
دو چار جھڑکیون مین بدستور ہو گیا

نامہ کو میرے جو سوے جانا نہ لے گیا
گویا وہ نامہ شمع کو پروانہ لے گیا

بزم بتان مین بادل صد پارہ جو گیا
آئینہ خانہ مین نہ پری خانہ لے گیا

اس سے ہوا ہو کسکو سخن کرنے کا جو شوق
جرم نگہ پہ دل بہ جریمانہ لے گیا

دیوانے کا ترے بجہان اشتیاق دید
آبادی جہان کو ویرانہ لے گیا

تقوے کا اب کے موسم گل نے کیا یہ رنگ
زاہد کو خانقہ سے میخانہ لے گیا

کیا جانے شیخ کعبہ گیا یا بسوے دیر
اتنا تو جانتے ہین کہ پیمانہ لے گیا

ملا یہ مست ہے کہ ہر اک طفل مکتبی
مقراض چوک سے عوض شانہ لے گیا

گذرا کبھو نہ وہم میں وہ اہل ہوش کے
دنیا سے لطف زیست جو دیوانہ لے گیا

چونکین ہین تیرے بخت تو سن لے کہ وہ اہل ہوش
خواب عدم مین بختون کا افسانہ لے گیا

پہلے قدم کے نقش پہ جسکا گرا ہے سر
گو راہ عشق مین وہی مردانہ لے گیا

ذردی کا ظن کیا ہم ابناے دہر نے
خرمن سے مور انھون کے اگر دانہ لے گیا

ظالم تری زبان نے کیا مجھپہ کار تیغ
فرقت کا نام تو کبھو سودا نہ لے گیا

سودا وہ شاد ہے کہ ز الطاف دوستان
اس دور مین پناہ بہ بیگانہ لے گیا

اپنے کا ہے گناہ بیگانے نے کیا کیا
اس دل کو کیا کہون کہ دیوانے نے کیا کیا

یا تنگ ستا نہ مجکو کہ رو رو کہے تو ہاے
یارو نہ تم سنا کہ فلانے نے کیا کیا

پردہ تو راز عشق سے اے یار اُٹھ چکا، / کہ سودا ہمسے منہ کے چھپانے نے کیا کیا
آنکھونکی رہبری نے کہون کیا مین ڈر لگے تھا / کوچے کی اُسکے راہ بتانے نے کیا کیا
کام آئی کوہکن کی مشقت نہ عشق مین، / پتھر سے جوے شیر کے لانے نے کیا کیا
ٹک دیر تک اپنے آمرے ناصح کا حال دیکھ / مین تو دیوانہ تھا پہ سیانے نے کیا کیا
چاہون مین کس طمع پہ زمانے کی دوستی / اور ونسے دوست ہوکے زمانے نے کیا کیا
کہتا تھا مین گلے کا ترے ہو پڑے گا ہار / دیکھا نہ گل کو سر پہ چڑھانے نے کیا کیا

سودا ہے بطرح کا نشہ جام عشق مین
دیکھا کہ اُسکو منہ کے لگانے نے کیا کیا

ردیف بای موحدہ

موتی کو بھی ترا کرے احیا پیام لب / عیسی سخن کو سن کے ترے ہو غلام لب
جون خضر زندگی ابد ہو اُسے نصیب / یکبار دے تو جسکے تئین بھر کے جام لب
بوسے کی آرزو مین کٹی عمر بھر کبھو / اکدن ترے لبونسے نہ پایا مین کام لب
ہم سلسلے مین بات کے اُسکی ہوئے اسیر / رکھتا ہے صید دل کے لیے شوخ دام لب

جبتک جییے وہ نام فصاحت نہ لے کبھو
سحبان سنے جو سودا کا شیرین کلام لب

کھولی گرہ جو غنچے کی تو نے تو کیا عجب / یہ دل کھلے جو تجسے تو ہواے صبا عجب
گل وا و عندلیب کو پہونچا تو کیا ہوا، / فریاد کو مری ہے پہونچنا ترا عجب
فرزند اس زمانے مین کب ہو پدر سے صاف / آئینے کو ہے سنگ سے ہونا صفا عجب
اسلام چھوڑ ہمنے کیا کفر اختیار / تو بھی وہ بت نہ رام ہوا اے خدا عجب
بالین پہ تو مرے نہ جگہ تنگ کر مسیح، / یہ وہ مرض ہے جس سے کہ ہونی شفا عجب
بیگانہ وار آکے نہ پوچھا کبھو ہمین / تم بھی کوئی ہو جان مری آشنا عجب

کی سیر ملک ملک کی سودا نے بھی ولے
اے شیخ میکدے کی ہے آب و ہوا عجب

گر حذر میرا نہین ہے شیشہ خالی محتسب / تیغ ہے اسمین شراب پرتگالی محتسب

کیونکہ ترک مے کرین کچھ آج کے میکش نہین
ہمنے میخانے مین آگے سدھ سنبھالی محتسب

گر سبو سے مے مرے سر پر ہی تیرے مے نہین
وضع کچھ دستار کی اس سے نرالی محتسب

دخت رز کچھ ایسی ہی تیری جو تجھپر ہے حرام
ہمنے تیری ضد سے اب وہ گھر مین ڈالی محتسب

ریش کو شملے سے بن باندھے ترے چھوڑون ہون نہین
ہاتھ آیا ہے مرے مضمون عالی محتسب

پھر جو نکلا میکدے کی راہ تو پیچھے ترے
بیت یہ سکھلا لگا دونگا ڈفالی محتسب

تیرے غرانے کو سودا لاوے کب خاطر کے بیچ
تجکو وہ سمجھین ہین پشم شیر قالی محتسب

گرچہ ہون زیر فلک نالۂ شبگیر نصیب
پر اسے کیا کرون یارو نہین تاثیر نصیب

جب نہ تب اسکو پڑا زلف گرہگیر سے کام
کسقدر یہ دل دیوانہ ہے زنجیر نصیب

ٹوٹے دل کو نہ بناتے مین کسیکو دیکھا
ظاہرا دہر مین یہ گھر نہین تعمیر نصیب

کام جو خوب بھی ہو مجسے تو مانو ہو برا
کچھ تمھین دوس نہین ہو نہین ہی تقصیر نصیب

جرم گر غیر کرے تو بھی معاتب ہون مین
بیگنہ دیکھا ہے مجسا کوئی تعزیر نصیب

کوئی ہے کشتۂ ابرو کوئی بیجان زنگاہ
تیغ قسمت مین کسو کے ہے کوئی تیر نصیب

کیمیا خاک در شاہ نجف ہے سودا
حق تعالی کرے اسطرحکی اکسیر نصیب

نالہ سینے سے کرے عزم سفر آخر شب
راہرو باندھے ہے چلنے پہ کمر آخر شب

گر نہ تزئین کرے مقبول نظر آخر شب
گوش مین گل کے نہ شبنم ہو گہر آخر شب

سانس ٹھنڈی کسی پابوس کی ہین ورنہ نسیم
کر سکے ہے ترے کوچے سے گذر آخر شب

مژدۂ وصل ترا یار نے مجھے یون پہونچا
جون مہ عید کے صائم کو خبر آخر شب

دوست ہر چند ہمارا ہے سوذن لیکن
دشمن خواب ہے جون مرغ سحر آخر شب

اسقدر شیفتہ ہے شکل کا اپنی کہ سدا
آئینہ ہاتھ مین مشرق کو نظر آخر شب

روکون نالیکو نہ لب پر تو کرون کیا اے دل
شام تاثیر نہ اسمین نہ اثر آخر شب

انتہا عیش جہان کی جو تو دیکھا چاہے
بزم مستان پہ نگہ غور سے کر آخر شب

صورت ماہ شب بست و چہارم سودا
کچھ ڈھلا جلوے سے آیا وہ نظر آخر شب

ٹک خاک لے تو چھوڑ کے غافل پلنگ و خواب / آخر کو پھر یہی ہے کہ چھاتی پہ سنگ و خواب

بیداری مسجدوں کی خوشا حال زاہدا / اک ہم ہیں رو سیہ کہ خرابات و بنگ و خواب

کیا کیا کہوں جو مجھسے ترے عشق نے لیا / صبر و حیا و دین و دل و عار و ننگ و خواب

پھولوں کی سیج پر جو نہ سوئے تو کیا ہوا / یہ عیش ہے کہ تو ہو بغل بیچ ننگ و خواب

گھائل کی تجھ نگہ کی لگی کسطرح سے آنکھ / کچھ بھی ہے ربط عشق کا ظالم خدنگ و خواب

کیا کیا لڑائیاں تھیں سرک سونے میں باہم / جا لینگے بخت پھر بھی کہ ہو ویگا جنگ و خواب

کسنے چمن میں آنکے آنکھیں لڑائیاں / نرگس کا اُڑ گیا ہے مری طرح رنگ و خواب

جھولے کے پینگ بن نہیں آتی ہے اسکو نیند / یکجا کرے ہے شوخ ہمارا شلنگ و خواب

ٹوٹا وضو شیخ تو جو بروکے انکی نیند / اُچٹی تو یہ کہا کہ صدائے تفنگ و خواب

دے دست شکست خواب دل سخت کو فلک / پائے طلب کو دے عوض اسکے تو لنگ و خواب

بیخوابی سے ہے میرے جو شاکی وہ شمع رو / یارو کہو یہ اس سے کہ نادان پتنگ و خواب

سلطہ نیند چاہتا ہے سووُں زیر آسمان / سودا یہ کچھ شعور ہے کام نہنگ و خواب

مجھ اشک میں جوں ابر اثر ہوئیگا یارب / قطرہ کبھی مرا بھی گہر ہوئیگا یارب

آوارہ ہے اتنا کہ میں جاتا ہوں جب اُس پاس / رہتا ہے یہی سوچ کہ گھر ہوئیگا یارب

گذرے ہے شب و روز اسی فکر میں مجھکو / کیا جانیے اسوقت کدھر ہوئیگا یارب

آخر تو پھرے ہے وہ سدا خانہ بخانہ / ادھر بھی کبھو اُسکا گذر ہوئیگا یارب

کہتے یہی کٹتی ہے مجھے ہجر کی ہر شب / اب پھر بھی کبھی وقت سحر ہوئیگا یارب

نالہ سے مرے بہ گئے کہسار ہو پانی / اُسکے کبھو دل میں بھی اثر ہوئیگا یارب

دلکو تو نہ کر اُسکے گرفتار کسیکا / اسمیں ترے سودا کا ضرر ہوئیگا یارب

ہمیشہ ہے مری چشم پر آب در تہ آب / سوائے اسکے نہ دیکھا حباب در تہ آب

تو اپنا رشک عرقناک آئینے میں دیکھ / کہ گل سمیت ہے پیارے گلاب در تہ آب

سخن کی جستی و سستی ہے بحر معنی میں / کہیں گہر ہے کہیں ہے سراب در تہ آب

گئی ہے سر سے گذر موج اشک آنکھوں کی / مجھے یہ لے گئی خانہ خراب در تہ آب

گرہ جو تو لب دریا پہ زلف سے کھولے
روان ہو موج ز شرم و حجاب در تہ آب

دلیل ہے تری شب بے نقاب پھر نکلی
چھپے ہے شرم سے جا آفتاب در تہ آب

جو دیکھے مرغ ہوا کو وہ دام مین تیرے
تو ہووے رشک سے ماہی کباب در تہ آب

نکل کنارے پہ جھاڑے غبار دامن سے
غریق بولے جو یا بو تراب در تہ آب

جبین صاف دلون پر کہان غبار و ملال
رکھا ہے ریگ کو دریا نے داب در تہ آب

تو نفع بے ضرر اس بحر بیکران مین نہ ڈھونڈھ
مگر ہے پہلو مین دُر خوشاب در تہ آب

اگر نہ چرخ دنی ہو تو کر یقین سودا
گہر ہو بر کف دریا حباب در تہ آب

کیا تاب ہے جو منہ پہ ترے آوے آفتاب
دیکھے تو پھر نگاہ تو جل جاوے آفتاب

دیکھے جو منہ ترا تو یہ کہتا ہے شرم سے
یارب نہ کھٹے زمین تو سما جاوے آفتاب

کیون اسیری پر مری صیاد کو تھا اضطراب
کیا قفس آباد ہو گر کسو نے گلشن خراب

فصل گل ہے لیک گلگشت چمن کی کس کو تاب
مست ناز اپنے مین ساقی ہین سیہ مست شراب

بہ گئے پانی ہو سب اعضا مری آنکھون کی راہ
پیرہن مین ایک دم باقی ہے مانند حباب

نہ جاوے سر سے مرے تا ابد ہوائے شراب
برنگ دُرد تہ خم ہون خاکپائے شراب

اٹھا نہ لے سکے ارض و سما کے پردے کو
نگہ کے آگے سے میرے کوئی سوائے شراب

ردیف التاء

دوا بہت ہی جو دے سر کو سنگ و خشت شکست
نہو وہ روز کہ پہونچے ز بخت زشت شکست

نکر دہ کام دل دیندار و کافر سے
کہ پہونچے تا بدر کعبہ و کنشت شکست

وہ دکھ نہین جو چبھے کوے یار کا کانٹا
نپاوے پانون مین خار گل بہشت شکست

شکستہ دل نہ رہون کسطرح کہ عاشق کے
بسان زلف بتان رکھتی ہے سرشت شکست

جو پوچھا حال یہ کچھ آج سے نہین عشاق
ازل سے رکھتے ہین عاشق یہ سرنوشت شکست

بیان کیا کرون مین تیری زشت گوئی کا
یہ دل ہے وہ کہ جسے دیوے ایک مشت شکست

غزل یہ سودا تری سنکے رنج ہوئے شاعر
کہ جون ملے شہ شطرنج کو ز گشت شکست

فندقی انگشت سے کیا کر رہا ہے رنگ دست
نظر و نمین عشاق کے ہی دستہ اور رنگ دست

کیسی ہی دولت ہو گو عاشق پہ ہی وہ تنگدست
یار کی گردن سے جب ہجائے سو فرسنگ دست

یان نگین لعل کی انگشتری ہے کسکو طمع،
فقر کا ہرگز نہین آتا ہے زیر سنگ دست

شانہ پہونچے زلف تک اُسکے رہے محرم تو
کاٹ ڈالون تجکو مین اے نارسائے ڈھنگ دست

کیا دیا ان نے کسیکو آسمان ہے جسکا نام،
اس دنی کے سامنے پھیلانا اے بی ننگ دست

گر خدا توفیق دے کچھ دے نہ لڑ سائل سے تو
کب کیا ہی خلق تیرا حق نے بھر جنگ دست

چھوڑ دے دنیا کو جو کوئی بزیر آسمان
ہمت حاتم کا پہونچے اُسکے کب پاسنگ دست

نقش پائے شاہ مردان ہے منور اسقدر
جسکو سودا دیکھکر خورشید کا ہو زنگ دست

لاگے ہے کسکے منہ پہ پان زور پشت دست
باندھے پھرے ہے آج وہ بغرور پشت دست

پیدا ہو کیونکہ قرب قدمبوس مجکو آہ
جنبش مین دیکھتا ہون مین از دور پشت دست

کس کس طرح کی جنس کو دل کی بنا بنا
جب لیگیا ہون مین تو بدستور پشت دست

سن رکھ کر تیرے بازوے ہمت سے اے فلک
ہے فقر کا مرے کہین پر زور پشت دست

شہرہ اگر رکھے ہے کف جود خلق مین
اس سے زیادہ اپنے ہی مشہور پشت دست

گت سو طرح کی گردے جس آن زاہدا
رکھ گال پر چلے ہے ترا پور پشت دست

یا جام مے وہ دست دے یا پیالہ زہر کا
لاتا کسی پہ یان نہین مقدور پشت دست

ہر صبح وہ ہنسے ہے رخ آفتاب پر،
دیکھی ہی جن نے یار کی پرنور پشت دست

کوچے مین تب تو عشق کے سودا قدم تو رکھ
بھر عمر کاٹنی ہو جو منظور پشت دست

ہوئے ہین غنچے نکے دل بیقرار تیرے ہات
گئی گلونکی چمن سے بہار تیرے ہات

خزان سے پوچھیے ہی رو رو کے آج یون بلبل
لٹا ہے باغ کا یہ برگ و بار تیرے ہات

دل رمیدہ مرا ایک جانسے اے صیاد
تو فخر کر کہ ہوا ہے شکار تیرے ہات

جنھون کے نور بصر تو نے کھو دیے اے غم
وہ کیونکہ رو دین نہ اب زار زار تیرے ہات

تمام عمر مری اس چمن مین جون نرگس
مُندی نہ چشم تک اے انتظار تیرے ہات

نہین کچھ اور دکھا اسوقت اے ستم ناصح
ہین اب جب رو دُن ہون بے اختیار تیرے ہات

خدا تجھے بھی کرے داغ آتش ہجران
جلے ہے سودا کا دل شمع وار تیرے ہات

دین و کفر آنکھون نے تیری کر دیا اے یار مست
صاحب تسبیح مست و صاحب زنار مست

چشم و ابرو کو ترے یون دیکھکر کہتی ہے خلق
تل رہے ہین کھینچ کر آپس مین دو تلوار مست

جام گل نے کھو دیا ہے باغبان کا ابکی ہوش
نغمۂ بلبل سے گلشن کے در و دیوار مست

چاہتی ہین خون دل یون دمبدم آنکھین تری
بادۂ گلرنگ کو مانگین ہین جون ہر بار مست

چشم سے گو شب کے آنیکا اشارا کر گیا
بات وہ ثابت نہین جسکا کرے اقرار مست

ہوش مجکو تا دم محشر نہ آوے گا طبیب
ہو گیا ہون مین بیاد نرگس بیمار مست

سچ تو کہ کس میکدے مین آج سودا پی ہے مے
دیکھکر مستی کو تیری ہو گئے ہشیار مست

ہستی کو تری بس ہے اک گل کی اشارت
کافی ہے مرے نالے کو بلبل کی اشارت

فتوی طلب اے یار نہ قاضی سے کرونین
توبہ شکنی کو ہے مرے مل کی اشارت

تل بیٹھ مری آنکھونمین ہے ساعت نیک آج
یہ چشم ترازو ہین ترے تل کی اشارت

ہے باعث جمعیت دل ایک جہان کی
اے شوخ پریشانی کاکل کی اشارت

تقوے کے نہین بار سے قد خم ترا اے شیخ
اک خلق مین مشہور ہے اس پل کی اشارت

یاد آئی تری زلف نہ مجکو جو چمن مین
دے تاب مرے دلکو نہ سنبل کی اشارت

عشاق کو تجھ چشم کے حاجت نہین مے کی
بیہوش کرے سودا کو قلقل کی اشارت

نامے کا اپنے چمن مین جو کرون ساز درست
کب نکل سکتی ہے بلبل سے پھر آواز درست

سرو گلشن کو قد یار سے نسبت کیا ہے
قامت اسکے مین قیامت کا ہی انداز درست

آجتک عیسیٰ سے عاشق نہ کوئی مر کے جیا
کام کرتا ہے یہ معشوق کا اعجاز درست

اور ونکا ناز جو دیکھا تو یہ بدخلقی ہے
ناز تجسا جو کرے تب تو ہے وہ ناز درست

ڈرتے ڈرتے جو کہا مین کہ ترا عاشق ہون
قہقہہ مار لگا کہنے وہ طناز درست

وعدۂ وصل سے تیرے نہین دلکو تسکین
قول لے کہتے ہین کوئی تجھسے دغاباز درست

مغ نے دی پگڑی یہ زاہد کے مجھے قرض شراب
کام سودا ہی کا ہوتا ہے خدا ساز درست

بزم غم خون جگر پر مرے مہمان تھی رات
آہ سرگرم مرے شمع شبستان تھی رات

دیکھیے آج کہ کس طرح سے گذرے ہم پر
دل نے محشر کی تو کل دست و گریبان تھی رات

قطرے اُس چہرے پہ شبنم تھے عرق کے گویا
جائے شبنم بگلستان گہر افشان تھی رات

گریۂ صبح سوا چشم کسو نے نہ دھوئی
اشک خونین سے مژہ پنجۂ مرجان تھی رات

گذری یل مارتے اسطرح کہ جیسے شب وصل
بیخودی اپنی عجب بر سر احسان تھی رات

شب جو دیکھا مین تجھے آئینہ خانہ مین یار
گویا اُس گھر مین پر از ماہ جبینان تھی رات

دن تو نظر دئین شب تیرہ تھا میرے تجھ بن
محفل غیر مین خورشید درخشان تھی رات

ہوکے مایوس شفا شب یہ کہے تھا سودا
شمع بالین بھی سن اس حرف کو گریان تھی رات

لاکھ تدبیر طبیبون نے مری کی افسوس
درد ہجران کے لیے وصل کی درمان تھی رات

عشق اپنے کی فلک نے جہان مین ہوائی بات
اس پیٹ مین سما نہ سکی یار و سمائی بات

صورت ملی دلی کی زبانکو کر و گے کیا
گو ہمسے تمنے صحبت شب کی چھپائی بات

کوتہ ہوا تھا قصہ خط آنے سے یار کے
کھلوا کے ہمنے زلف کو ناحق بڑھائی بات

غماز سے نہ یار کا خس پوش ہو گلا
شعلہ زبان دراز ہے اسکی لگائی بات

کیا جانیے یہ کس گل و بلبل کا راز ہے
غنچہ کی رگ رہی ہے دہن پر جو آئی بات

فرماؤ گے جو تم تو اُٹھا لونگا مین پہاڑ
پر غیر کی نجائیگی مجسے اُٹھائی بات

چھپنے کی عشق کی نہ بنی بات پیش یار
سو طرح سے مین سامنے اُسکے بنائی بات

خوبی بدی سے دہر کے کچھ یاد اب نہین
کرتب نے دل کی جیسے مری سب بھلائی بات

پروانہ اور شمع کی صحبت نہ مجھسے پوچھ
اپنی نہ کہہ سکا تو کہون کیا پرائی بات

کل مین کہا تھا یار سے تھے وہ ہی خوبرو
ہر اک سے اختلاط کی جنکو نہ بھائی بات

سودا بریدہ ہو یہ زبان جسکی رو سے آج
میری ہی خصم جان ہوئی میری تہائی بات

ہندو ہین بت پرست مسلمان خدا پرست
پوجون مین اس کسیکو جو ہو آشنا پرست

اس دور مین گئی ہے مروت کی آنکھ پھوٹ
معدوم ہے جہان سے چشم حیا پرست

دیکھا ہے سب نے رنگ کفک تیرے پانو مین
آتش کو چھوڑ گبر ہوئے ہین حنا پرست

چاہے کہ عکس روست ہے تجھ مین جلوہ گر — آئینہ وار دل کو رکھ اپنے صفا پرست
آوارگی سے خوش ہو نہین اتنا کہ بعد مرگ — ہر ذرہ میری خاک کا ہوگا ہوا پرست
خاک فنا کو تا کہ پرستش تو کر سکے — جون خضر مت کہا یو آب بقا پرست
سودا سے شخص کے تئین آزردہ کیجئے — اے خود پرست حیف نہین تو وفا پرست

بنگ پی بنگ خیال اسکا ہے افلاک پرست — زاہدا پینک افیون سے نہو خاک پرست
کسنہ مین جلوۂ خوبی کی تری ہے شب و روز — شکل آئینہ کے حیران دل ادراک پرست
دختر رز کے تو ہم بندۂ موروثی ہین — مے پرستی سے کہین آگے تھے ہم تاک پرست
صد لب تشنہ ہو اس قلزم خون کا اپنے — وقت جولان جو نہو وے ترا فتراک پرست
گبر آتش کے تئین پوجے ہو آتش خس و خار — مین پرستش کرون تیری تو ہوسناک پرست
قطرۂ اشک مرا گر کے زمین پر ہو تلف — چرخ سر سبز کرے دانہ جو ہو خاک پرست
کر رکھا ہے کلس گنبد دستار اوسے — شیخ جی آپ ہین کس مرتبہ مسواک پرست
واعظا دیکھیو بولا تو اگر سودا سے — بے طرح کا ہے یہ کافر بت بیباک پرست

نظر آجاے ہے جیسی کہ ہندوستانین صورت — کبھو کا ہیکو خلق ایسی ہوئی کنعانین صورت
زلیخا سے کہو ٹک دیدۂ تحقیق تو کھولے — بہ از یوسف نظر آویگی ہر انسانین صورت
چمن مین شور ہے تجھ جامہ زیبی کا ہر اک گل کے — نظر آتی ہے چاک جیب کے دامانمین صورت
ترا دل کیون نہ میرے خون کا پیاسا ہو اے ظالم — ملی ہے اسکو تیرے تیر کی پیکان مین صورت
سمجھتا لیکھ ہر پتھر کی نادان نقش شیرین کا — بنانے کیون گیا فرہاد کوہستانین صورت
گذر کرنیکا میری خاک پر کیون عہد کرتا ہے — نہیں ایفاے وعدہ کا ترے پیمانین صورت
زمانے کو بھلا سودا کوئی کسطرح پہچانے — کہ اس ظالم کی کچھ سے کچھ ہے ہر آئینین صورت

دیکھے بلبل جو یار کی صورت — پھر نہ دیکھے بہار کی صورت
برق دیکھی ہو جسنے سو جانے — مجھ دل بے قرار کی صورت
دل تڑپتا ہے دیکھنے کو مرا — خنجر آبدار کی صورت

جو کوئی دیکھتا ہے روتا ہے
مجھ دل داغدار کی صورت

کیوں نہ سودا ہو بلبلوں کا دل
دیکھے بن لالہ زار کی صورت

مانے ہے کسے ناقف اسرار محبت
پوجے نہ خدائی کو پرستار محبت

آتش ہے تری گرمی بازار محبت
کیا لیگا بجز داغ خریدار محبت

کیوں مجنوں نہ مارا غم دوری نے ترے آہ
کس منہ سے کرونگا میں پھر اظہار محبت

کرتے ہیں اسیر قفس و دام بھی فریاد
لے سکتے نہیں سانس گرفتار محبت

کیونکر نہ کرا ہے بھلا وہ ناصح بیدرد
جس دل میں کھٹکتا ہو پڑا خار محبت

دعویٰ مری صحت پہ مسیحا کو غلط ہے
بچتے ہی نہ دیکھا کوئی بیمار محبت

قاصر ہے زبان شکر میں قاتل کی ہمارے
کیا سہج میں آسان کی دشوار محبت

ہر جرم کو ہے عفو ترے عہد میں ظالم
گردن زدنی ہے سو گنہگار محبت

باتوں سے کچھ اپنی نہیں تیرا گلہ منظور
شکوے سے مرا دیتی ہی گفتار محبت

ٹک سادہ دلی پر تو مرے رحم کرے یار
ہوں تجھسے ستمگر سے طلبگار محبت

روتی تھی مرے حال پہ سپہری افلاک
جس روز کیا تجھسے میں اقرار محبت

ہر خار سے اُلجھا ہے مرا دامن پروانہ
ہوں رشتہ بپا بلبل گلزار محبت

دل طوطی خط کو ندے اس شوخ کے سودا
کھاویگا اس آئینے کو زنگار محبت

جب تک ہے جہاں میں گل گلزار سلامت
یارب رہے وہ گوشۂ دستار سلامت

سرسبز ہوا باغ ترے حسن کا خط سے
گرد رخ آئینۂ زنگار سلامت

ردیف ثاء مثلثہ

آگہ کی بجنیب سے کرے ہے سطرح یار بحث
کرتا ہو مست بادہ سے جوں ہوشیار بحث

زاہد نہیں ہے اپنی تجھے پاس آبرو
رندوں سے تو کرے ہے جو وقت خمار بحث

واعظ کسے دماغ ہے تکذیب کا ترے
تو ہی کہے ہے سچ نہیں اپنا شعار بحث

مارے نہ کیوں طمانچہ صبا منہ پہ اُسکے صبح
غنچے نے تجھ دہن سے کی اے گلعذار بحث

سودا خموش ہرزہ درا اُنکے سامنے،
طوطی کو زاغ سے ہے بہت ناگوار بحث

جسکے خط اُترے تو اُس سے دل لگانا ہی عبث
سیر کو وقت خزان گلشن مین جانا ہے عبث

پوچھتے کیا ہو کہ شب کسطرح گذری مجھ بغیر
گذری سو گذری جو کچھ اُسکا فسانا ہے عبث

ابر مین اے یار رہ سکتا ہے کتنا آفتاب
چہرے کو ہمسے نقاب اندر چھپانا ہے عبث

کارگر ہوگا ترا افسون یہ یاد رہے تجھے
اس پری پر اے دل وحشی دوانا ہے عبث

یاد کسکو رحم جی مین کب وے باغ و دل کہان
یان نہ آنیکا مرے صاحب بہانا ہے عبث

ناصحا داغ جگر جون شمع پہونچا تا قدم
جل چکا جب سب کچھ آتش کا بجھانا ہے عبث

کعبۂ دل کی حقیقت کو پہونچ اے شیخنا
خانقاہ و مدرسہ تیرا اٹھانا ہے عبث

بوسہ کیا مانگے ہے اس بت سے باین ریش سفید
زاہدا نزدیک آتش پنبہ لانا ہے عبث

غیرت اے سودا نہین ہے مقتضی اسباب کی
جی کی دوری مین پھر اُسکو منہ دکھانا ہی عبث

ردیف جیم فارسی

رہتے تھے ہم تو شاد نہایت عدم کے بیچ
اس زندگی نے لاکے پھنسایا ہی غم کے بیچ

تجھ بن مرا گلا ہے تہ خنجر اجل
ظالم پہونچ وگرنہ چلی جان دم کے بیچ

دل گھر سے دلربا کے تو باہر قدم نہ رکھ
صید حرم کی زیست ہے رہنا حرم کے بیچ

گرمی لگی ہو تجکو تو اے یار آگے بیٹھ،
خسخانے کی ہوا ہے مری چشم نم کے بیچ

آیا نظر جو سودا کو جام شراب مین
دیکھا نہ وہ کسو نے کبھو جام جم کے بیچ

سودا گرفتہ دل کو نہ لاؤ سخن کے بیچ
جون غنچہ سو زبان ہے اُسکی دہن کے بیچ

پانی ہو بہ گئے مرے اعضا نین کی راہ
باقی ہے جون حباب نفس پیرہن کے بیچ

جن نے نہ دیکھی ہو شفق صبح کی بہار
آکر ترے شہید کو دیکھے کفن کے بیچ

وہ خار سرخرو نہین اہل جنون کے پاس
پابوس کو ترے جو نہ پہونچا ہو بن کے بیچ

گل رخصت بہار تھی شبنم صفت ہی رو دن
لدیا ہر ایک گل کے گلے لگ چمن کے بیچ

آتشکدے مین دیکھ کہ شعلہ ہے بیقرار — آرام دل جنون کو نہین ہے وطن کے بیچ
بعد از شباب ہون تری انکھیان زیادہ مست — ہوتا ہے زور کیف شراب کہن کے بیچ
دیتا ہے مشک مجکو مرے خون دل کی بو — پہونچی شمیم زلف کسیکی ختن کے بیچ

سودا نے اپنے یار سے چاہا کہ کچھ کہون
ایسی کی اک نگہ کہ رہی من کی من کے بیچ

بے چشم نہ ابرو نہ کرشمہ نہ ادا ہیچ — مہ گیند ہے بازی کی ترے اسکے سوا ہیچ
سیر چمن عمر جو کی ہمنے تو کیا ہیچ — رنگین ہے جوانی کا گل اسمین سو بقا ہیچ
شیشے کو بھی توڑو تو نکلتی ہے اک آواز — عاشق ہی کا وہ دل ہی کہ ٹوٹے تو صدا ہیچ
اسباب جہان دل نے کیا جب نظر انداز — پوچھا جو مین کیا دیکھے ہے دیوانے کہا ہیچ
ناصح تو نہین چاشنی درد سے آگاہ — بے عشق تہان جینے کی لذت بخدا ہیچ
اس جامہ پہ اتنا نہ ابھر بلبلے کیطرح — جامہ یہ ترا پوچ ہے تو غیر ہوا ہیچ
مانی نہ بندھے گا کبھو نقش اُسکی کمر کا — فرسودہ نہ کر خامہ کو بیفائدہ کیا ہیچ
کیا قافلہ عمر سبکرو ہے کہ جس مین — جا ہے جو سنے سامعہ آواز درا ہیچ
شاہان سے سوال اپنا رعونت شکنی ہی — کو نہین ملک ورنہ ہے پیش فقرا ہیچ
ہم شیخ کی سنتے تھے مریدوں سے بزرگی — دیکھا جو انھین جا کے تو عمامہ سوا ہیچ
دل دے ہی گواہی کہ ہے اس ناقہ مین لیلیٰ — مجنون تو خبر لے نہین آوازِ درا ہیچ
سودا سے کہا مین کہ ترے شہریکو سنکر — دیکھا جو تجھے آکے تو اے بے سر و پا ہیچ

بولا کہ مجھے یاد ہے وہ مصرع بیدل
عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ

جان عشاق کی ہے چھوڑے یہ کر بیار کے بیچ — دل سمجھتا نہین تو اُس بت عیار کے بیچ
دلکو تو کھینچ لیا تار کمند کا کل — جان کے پیچھے پڑے اب تری رفتار کے بیچ
کسطرح آنکھین لگاتی ہے مرے گلرو سے — باغبان دیکھ تو اُس نرگس بیمار کے بیچ
عشق پیچے کی گیا سیر کو آخر وہ صنم — باغبان اپنی نظر مین ہی یہ گلزار کے بیچ

سبحہ گردانی پہ سودا کے تو مت جا اے شیخ
دو دہ کرتا ہے کوئی دل سے یہ زنار کے بیچ

یارو مین کیا عہد اسے مانیو تم سچ
پھر دل نہ کہین دون اگر آنکی رہے جی بیچ

جلنے کی تو کچھ شکل نظر اب نہین آتی
وان پرورش جور و جفا لینے کی یان بیچ

ڈوبا ہے شفق بیچ صنم پنجۂ خورشید
یا مہندی کا ہاتھون پہ ترے رنگ رہا بیچ

ایام جدائی کی مصیبت سو کہون کیا
پھر رات قیامت ہے جو دن کاٹیے مر بیچ

جاویگی چلی بوے گل اس باغ سے عریان
گو غنچہ بھرے رخت سے بقچے کو میان بیچ

گالی نہین سنے بوسہ مرے دل پہ گوارا
چھوتا کوئی کھاتا ہے تو میٹھے ہی کی لالچ

شیخ اُٹھکے جو شب کھا گئے چوری سے مہیلا
پھرتے ہین مرید اُنکے پڑے ڈھونڈتے گھر بیچ

ہوتی نہین کچھ دلکو غذا اندنون تحلیل
ناصح کو یہ رونا ہے سو غم کھائیگا ان بیچ

ہر بیت رکھے ہے یہ غزل ایسی ہی مضبوط
سودا کوئی جون ریختے کے گھر پہ کسے گچ

ردیف حاء مہملہ

تجھ بن بہت ہی کٹتی ہے اوقات بے طرح
جون تون کہ دن تو گذرے ہے پر رات بیطرح

ہوتی ہے ایک طرح سے ہر کام کی جزا
اعمال عشق کے ہین مکافات بے طرح

بلبل کر اس چمن مین سمجھکر ٹک آشیان
صیاد لگ رہا ہے تری گھات بے طرح

پوچھا پیامبر سے جو مین یار کا جواب
کہنے لگا خموش کہ ہے بات بے طرح

ملنے نہ دینگے ہم سے تجھے اکدم رقیب
پیچھے لگا پھرے ہے یہ بدذات بیطرح

کوئی ہی مو رہے ہے تو رہے آمین شیخ جی
داڑھی پڑی ہے شانے کے اب ہاتھ بیطرح

سودا نہ مل کر اپنی تو اب زندگی پہ رحم
ہے اس جوان کی طرز ملاقات بیطرح

شمع مین ہر چند ہے سر سے گذر جانیکی طرح
کھب گئی لیکن ہمارے دلمین پروانے کیطرح

یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گالی ہے پیام
کچھ بھی اے خانہ خراب اس نے لکھے سمجھانے کیطرح

بلبلونکو دون ہون دیوان فغانی کا مین درس
ورنہ گلشن مین ہے میرے کونسی جانیکی طرح

تجھ بن آنکھونسے مری مردم ہوے صحرا نشین
سیل سے مجھ اشک کے ہر گھر ہے ویرانے کیطرح

کاٹکر پیٹے ہے ناگن تب اثر کرتا ہے زہر
سیکھ لی زلفونسے تیری ان نے بل کھانیکی طرح

گھر کیا اپنا بتان نے دلکو میرے دے شکست — توڑ کر کعبہ بناتے ہین یہ تبخانے کی طرح

جائے گل توڑے ہے گلچین باغمین اجی بہ گل
کچھ نظر آتی ہے اسے سودا بہار آئینکی طرح

آہ کس سرو مین قمری ہے قد یار کیطرح — نالہ کرتی ہے تو میرے دل افگار کیطرح
طفل کنجشک کا بھی دیکھا کبھو ربط بہم — دل سے میرے یہی اس شوخ کی ہے پیار کیطرح
نہ بندھی قصد پر کاہ تلک ہم سے کمر — تیغ اگر جزو بدن اپنی ہو کہسار کیطرح
تجھ فروتن کی ہی جون نقش نگین بات پسند — گو بظاہر نہو سیدھی مری گفتار کیطرح
دیکھتا ہون نہیں تری بزم مین ہر ایک کا منھ — طلب رحم کی نظرون سے گنہگار کی طرح

ڈالی بازار جو سودا نے متاع دل کو
لٹ گئی دیکھتے ہی جنس خریدار کیطرح

لطف نشاط بادہ و حسن ظہور صبح — ملکر ہوا ہے خلق دو جہان سرور صبح
لہرائی ہے نسیم سحر کیا ہے ساقیا — گویا ہے موج بادہ بجام بلور صبح
حلقہ مین اسکی زلف کے عارض پہ کر نظر — جو شب مین رہگیا ہو گرہ کھا کے نور صبح
گذرے ہے چشم تر سے مری یون وہ سیم تن — جیسے کنار بحر سے ہوئے عبور صبح
آویزہ گہر ہے بنا گوش یار مین — یا سر نگون ہے اسکے مقابل غرور صبح
خاکستر اپنے سوختہ دل کی صبا کے ہاتھ — تحفہ تری گلی کو ہے بھیجا حضور صبح

سودا کہون مین یار سے کیا جسکے سامنے
اڑ جائین ہین حواس برنگ طیور صبح

ردیف خاء معجمہ

نہ دیجے دل کہین یارو بزیر نیلین کاخ — ہین دلبران جہان بہر مرغ دل طباخ
کسی سے ہو نہ علاج رہ اذیت دہر — کہ بند ہو نہ سکے منھ پہ ہوش کے سوراخ
کریم وہ ہین تواضع کرم جو کرتے ہین — ثمر نہ پھیر کے دے ہے جو پر ثمر ہو شاخ
جگہ حرم مین نہ راہب کو شیخ کو نہ بدیر — ہین صدقے خانہ مشرب کے کسقدر ہی فراخ
سخن انھون کا جہانمین قبول دلہا ہے — سخن نہ کر سخن مقبلان مین ہو گستاخ

مین مرغ معنی کا اپنے ہون پوست کن سودا
جو شاہباز ہین کب پر دینگے ہون سلاخ

یہ ہات ہو سکے زلف اُسکی سے کہان گستاخ
نسیم و شانہ مگر ہو تو ہووے وان گستاخ

چمن کی سیر مین اُسکو اگر سنے دم صبح
چلے بجاے صبا سوے بوستان گستاخ

ضرور ہے ادب خفتگان خاک اے یار
قدم زمین پہ نہ رکھ زیر آسمان گستاخ

ادب سے چل نہ چل آگے وزیر و سلطان کے
قدم نہ رکھیو کبھو سوے مقبلان گستاخ

سمجھ کے ٹک کوے میخانہ سے گذر زاہد
کہ رند ہوتے ہین اکثر بزاہدان گستاخ

اُسے بہت در منعم سے اخذ مشکل ہے
مزاج جسکے ہو غیور حاجبان گستاخ

تو بادشاہ گدا مین سوال نا معقول
کھڑے کھڑے نہ گدا ہون بخسروان گستاخ

کچھ اُسکی بے ادبی کا گلہ نہین مجھکو
نظارہ بازو نسے ہوتے ہین مہوشان گستاخ

نچائیو کبھو اے شیخ بزم خوبان مین،
کہ تو وقار طلب اُنکی ہے زبان گستاخ

نہین مرا سخن طبع زاد اے سودا
کسی بزرگ کیخدمت مین درجہان گستاخ

مگر انھون سے کئی ہرزہ گو جہین ورنہ
پدر کجا ہے پسر ہو بمردمان گستاخ

ردیف دال مہملہ

اشک کو کب ہے شناساے گھر سے پیوند
صاحب دردگی رکھتا ہے نظر سے پیوند

نسبت معنوی لازم ہے دو مصرع مین بہم
شاخ آہو سے نہو شاخ شجر سے پیوند

ہو نہین شرمندۂ ناصح کہ گریبان کو مرے
شام آتی ہے اُسے کرنے سحر سے پیوند

داے اُس دل پہ دلو نہین ہے کہ جسکی فریاد
گوش سے یار کے ہو دور اثر سے پیوند

دامن ابر نچڑتا ہے جو اتنا شاید
کسو عاشق کے ہوا دیدۂ تر سے پیوند

سوجتن ہمنے گئے پر نہ تھمی سوزش اشک
آسمان پھاٹے تو ہوا سکو کدھر سے پیوند

دلکو میرے نہ جدا دل سے کر اپنے ظالم
مین کیا ہے یہ بہت خونِ جگر سے پیوند

کون ایسا ہے جسے دست ہو دلسازی مین
شیشہ ٹوٹے تو کرین لاکھ ہنر سے پیوند

کھینچتا کیون ہے عبث ناز طبیب اے سودا
درد کو دے لگے نہین درد جگر سے پیوند

کھینچکر پوست کرے گردش ایام سفید
چاہے تجھ چشم کے آگے ہو جو بادام سفید

چوٹ ہو دلمین تو وہ سدرہ پیری ہے
موے چینی نہین کرتا غم ایام سفید

ہے جوانی سے فزون عشق کو پیری مین فروغ
ظلمت شب کی ہے آغاز کا انجام سفید

لعل حل کردہ ہے جون ظرف بلورین کے بیچ
پیرہن پہنے ہے جبدم وہ گل اندام سفید

بہت ہر ایک سے ٹکرا کے چلے تھا کالا
ہو گیا دیکھ کے وہ زلف سیہ فام سفید

آج بیمار ترے کا ہے ترقی پر ضعف
صبح تھا زرد منہ اُسکا سو ہوا شام سفید

راتدن اشک ندامت سے دھوا کر سودا
چاہیے رو ہو ترا حشر کے ہنگام سفید

بزم مین وہ شمع رو یارب کریگا کب ورود
یون ہو آتش زیر پا جس طرح سے مجمر مین عود

آتشین رخسار پر اُسکے کیا خط نے نمود
گھر جلاوے دیکھیے کس کس کا اس آتش کا دود

رونق افزا کیون نہو اُس چہرے پر آغاز خط
جتنی ہو تاریک شب ہو نور شمع اُتنا فزود

کہتے ہین نیلم جسے تھا فی الحقیقت مین وہ لعل
ہو گیا ہے رشک سے تجھ لب کے رنگ اُسکا کبود

ہے مسلم حسن کہ ہر چند بیش کائنات
گر ترے ہم جسم ہو بیٹھے تو ہے پہلو کا غدود

زاہدا کی مغ نے مے اس بو کی کھینچی ہی کہ آج
کوے میخانہ سے گذرا محتسب پڑھتا درود

یان فقط بجتی ہے ڈھولک دخل کھانیکا نہین
مت دکھا ساتھ اپنے پاے خلق شیخ اتنا نہ کود

اجر رندون کو ہے اُسکا گو کرین زاہد نماز
غیر کی نام آوری کرتا ہے خاتم کا سجود

مین زمانیکی سخاوت کا نہین ہرگز مقر
چھین کب لیتے ہین کچھ دیکر کسیکو اہل جود

یہ دنی جو تجکو سونپے اسکو اپنا مت سمجھ
لے ہے یہ مکڑا یکو لٹکا کر حساب تار و پود

کوچ اس منزل سے یارونکا نہین ہے جاے غیر
ہم بھی جا پہونچینگے آخر پا ہین اُنکے دیر و زود

اسلیے خوش ہے مرے دلکو دکھانیسے وہ شوخ
نالہ میرا گوش مین اُسکے ہے مطرب کا سرود

نقد دل دیکر کہین جی کو بلامت مول لے
مان لے سودا نہین زنہار اس سودے مین سود

لے آئے در پہ ترے جو ستمکشان فریاد
ہوئی کسیکی نہ اُنکین سے رائگان فریاد

ملے نہ داد خدایا وہ باز ہا میرے
گئے زمین سے لے تا با آسمان فریاد

کیا ہے قد کو مرے شاخ ارغوان کا رشک
اُٹھا ہوے ہاتھ سے اے چشم خونفشان فریاد

ہزار حیف کوئی باغ مین نہین سنتا
چمن چمن پڑی کرتی ہین بلبلان فریاد

مین دیکھتا ہون جسے ہے وہ آپ ہی نالان
تمھاری کیجیئے کس پاس لے تبان فریاد

ہوا ہے اسکو مرا حال باعثِ تضحیک
کہ دیکھکر مجھے کہتا ہے شوخ ہان فریاد

تم اپنے جور سے مت سمجھیو کہ نالان ہون
یہ دوستونکو ہے دوری سے دشمنان فریاد

گیا نہ کوئی ترے شہر لیکے میرا حال
کہ میرے پاس نہ لایا ہو ارمغان فریاد

نہ میرے دلکو خموشی ہے موجب آرام
کبھو ہوا ہے کرے مرغ نیمجان فریاد

قسم ہے گل کی تجھے عندلیب سودا سے
جو تو کیا نہ کرے مل کے ہر زمان فریاد

برنگ نے نفس غیر تا مدد نہ کرے
کبھی نہ کرسکے تنہا یہ ناتوان فریاد

ہوا ہے داغ مرا دل انار کے مانند
جھڑے ہے آنکھ سے آنسو شرار کے مانند

ہر ایک پاٹ ہے دامن کا تختۂ گلزار
رواں ہے چشم سے خون آبشار کے مانند

نہین ہے سیر کا کچھ لطف باغ مین تنہا
بغیر یار رگ گل ہے خار کے مانند

صدا نہ دل سے ہوئی دیکھکر یہ مژگون چشم
تری نگاہ سے ٹوٹا خمار کے مانند

خبر نہین ہے مجھے ترک چشم نے کسکے
لیا ہے لوٹ مرا دل دیار کے مانند

ہوئی ہے عمر کہ ہم لگ رہے ہین اُس در سے
جھٹک نہ دیجیو پیارے غبار کے مانند

ہوا ہے رشک چمن چہرہ یار کا سودا
خط اُسکے گرد جو آیا بہار کے مانند

لذت بے رنج ملنی ہے زمانے سے بعید
نوش دے بے نیش یہ زنبور خانے سے بعید

اشک میری چشم کا کیونکر اثر پیدا کرے
سبز ہونا خاک مین ہے اپنے دانے سے بعید

جو نصیحت کرتے ہین مجکو نہین یہ جانتے
عاقلون کو بات سننی ہو دیوانے سے بعید

جمع دل صد چاک ہی سے وا نہین ہوتی و زلف
ورنہ کھلتی گانٹھ اسکی کب ہے شانے سے بعید

تیز نا تو جاؤن در سے تیرے پر کہین گے نیک و بد
بیوفائی اُس سے کرنی تھی خدانے سے بعید

ٹھونک ہاون ناصح کو مین تو بھی اُسکو سب کہین
بحث دیوانے سے کرنی تھی سیانے سے بعید

یا علی پہونچا ہے سودا در پہ تیرے آپ ہے
پھیر نا محروم ہے اس آستانے سے بعید

مین چاہتا نہین دنیا مین عزّ و جاہ بلند
یہی کہ دونون جہان سے ہے نگاہ بلند

مگر تو مہر کو اے شعلہ خو ستاتا ہے
کہ اوسکا ہاتھ ہے جون دستِ دادخواہ بلند

عجب نہین کہ چھٹے ہر فلک سے فوّارا
بڑی ہے اشک کے آنیکی دل سے راہ بلند

الٰہی خیر ہو مجنون کی اب کہ یہ بر پا
کیا ہے لیلی نے کیون خیمۂ سیاہ بلند

ہجوم فوج خط اُسکا نہ کیون بڑھاوے حسن
کرے ہے رتبۂ شہ کثرت سپاہ بلند

یہ چشم قد سے کسو کی ہے آشنا قمری
دکھا نہ سرو مجھے ہے مری نگاہ بلند

اسی سے واعظ احمق کو پست فطرت جان
ہوا ہے چڑھکے یہ منبر پہ خواہ مخواہ بلند

بحر عزر تو زنہار اسپہ اے نادان
جو مرتبہ ہے ترا شکل مہر و ماہ بلند

کرے ہے گردش دوران طرح ہنڈولیکے
ہر ایک شخص کو یان گاہ پست و گاہ بلند

لیا ہے دل کو جو میرے تو اسکو ہمت کر تنگ
کہ ہووے ملک کی وسعت سے نام شاہ بلند

ترا بھی نالہ تو پہنچا ہے تا فلک سودا
خدا وہ دن نہ کرے ہو جو میری آہ بلند

ردیف ذال معجمہ

دفتر دہر کا ہے پیش نظر ہر کاغذ
لکھے اپنے کا نہین علم ہے کیونکر کاغذ

لکھ رکھا ہے نہ ملے کیا ترے یان ظلم کی داد
دونگا حاکم کو بہنگامۂ محشر کاغذ

لکھنے سے وصف بناگوش کی تیرے اے یار
یا دے ہے ملکون مین اب قیمت گوہر کاغذ

اُسکی مین راستی قد کی ثنا لکھتے وقت
نہین پاتا کبھو محتاج بہ مسطر کاغذ

نامہ اُس شوخ کو کر کے مین رقم اے یارو
اتنا رویا ہون کہ لیجاے شناور کاغذ

سانس ٹھنڈی بھرتے سو لکھے تھا اک دن بھی وہ
اشک میرے سے ہوا لکھنے مین گر تر کاغذ

اب تو مجمر مین طرح عود کے دی ہے آتش
جب مین بھیجون ہون تجھے کر کے معطر کاغذ

مینے سودا سے کہا ملکو نہین اب ڈھونڈھے ہے
تیرے اشعار کا ہر کہتر و بہتر کاغذ

ان سوا سحر نگاہون کو یہان بھی لہ تھی
تیری تصنیف کا دیکھا ہے مین اکثر کاغذ

خط اُٹھاتے ہین ترے شعر و سخن کے یا تنک
لکھنے کو آتے ہین لے لیکے ترے گھر کاغذ

نقش عامل سے ہی کیا الم کہ پری دیون کو
تیری ابیات کا کرتا ہے مسخر کاغذ

سنکے یہ اُن نے کہا کیا ہے تعجب اُسکا
دلکش خلق ہے دیوان کا مرے ہر کاغذ

بسکہ رنگینی معنی سے ہے مرے دیوان کی
ہر ورق کا ہے گلستان کے برابر کاغذ

ردیف راء مہملہ

مجھ ساتھ تری دوستی جب ہو گئی آخر
دنیا کی مرے دل سے طلب ہو گئی آخر

نازاُسکے نے عصیان سے ہمین باز رکھا آہ
تا ہو وہ رضا مند کہ شب ہو گئی آخر

حاصل تو ہوا وصل ہمین رات پر افسوس
یک پل مین شب عیش وطرب ہو گئی آخر

کیا فائدہ ہمکو جو ترے لب ہیں مسیحا
عمر اپنی تو جون شمع بہ تب ہو گئی آخر

کیا جام تہی ہاتھ سے لین عشق کے عشاق
مے حسن کی معشوق کے جب ہو گئی آخر

شوکت نے ہمین حسن کی کہنے نہ دیا کچھ
بات آن کے سو بار بلب ہو گئی آخر

مت بھیڑ ہی سودا سے یہ کل ہو جو گئی شیخ
شیخی تھی جو کچھ انمین وہ سب ہو گئی آخر

دیا ہی پیچ دلکو سادہ لوح اس زلف نے پاکر
خط نو رستہ لیگا جان باغ سبز دکھلا کر

دم بر گشتۂ خنجر سے کیا ہووے میں حیران ہون
کہ کیو سحر قتل مژگان نے کیا منہ پہ سپر جاکر

اٹھاوے گر نقاب اُس چہرے سے بلبل کی نظر وکین
گئی باد سحر آخر چمن سے گل کو رسوا کر

چمن مین کھلکھلا کر جب ہنسا تو ساتھ غیر کے
گرا اپنے دو ہین دل کا گل نو رستہ کھلا کر

کبھو آنکھین دکھائین اور کبھو دکھلائیاں لفین
لیا ہے دل کو میرے تونے جادو سحر کیا کیا کر

دل و دین بیچتے ہین ہم تو اک بوسہ کی قیمت پہ
اگر تو اسمین اپنا نفع جانے آکے سودا کر

چلا جب خوبی خط سے نفس زلفوں کا کچھ سودا
تو پیچ و تاب میں آرہ گئین عارض پہ بل کھا کر

سمندر کر دیا نام اوسکا ناحق سب نے کہہ کہکر
ہوئے تھے جمع کچھ آنسو ہماری آنکھوں سے بہکر

دماغ آشفتہ یان ہوتا ہے غنچے کے چٹکنے سے
چمن مین ہم سے اے بلبل ہے ٹک جا کے چہچہکر

فریب وعدہ کا شکوہ جو میں رو رو کے کرتا ہون
تو میری سادہ لوحی پر وہ ہنس دیتا ہے تھہ تھہکر

کسے طاقت ہے شرح شوق اس مجلس مین کرنیکی
اٹھا دیتے کے ڈر سے سانس واں لیتے ہین رہ رہکر

نکالے ہی وہ بیرخ ہو کے اپنے گھر سے یون مجکو
شہ شطرنج کو جس طرح کشتین دیوین شہ شہکر

تقید ترک مے کا مجکو روز و نمین ہی اے زاہد
جو چکھے سہو سے گا ہے تو پیچاتا ہون مہ وہ کر

لگایا منہ نہین و در روز کسکو اُس ستمگر نے
تنک ظرفی سے اپنی ہست قیب اتنا تو یہ بکر

سپاہی مار کر مرتون کو پیارے کب کہاؤ گے
عبث گھورو ہو مجکو قبضۂ شمشیر گہ گہہ کر

بچشم فہم کھولے ہی اُسے ذہیوش اے یار
رکھون ہون لفظ و معنی کو جو مین مصرع مین تہ شہکر

نسیم اس باغمین سودا نہین پاتی گذر اب تو
رکھے ہے رخت گل کو غنچہ نیچے پیچ تہ تہ کر

کھینچین ہین کٹاری جو بتان مجھپہ اکڑ کر
تیتے ہین یہ بانکے مری نظر و نمین بگڑ کر

اُٹھ جانے مین ہے زور مزا یار سے لڑ کر
ملتے ہین تو پھر چھاتی سے چھاتی کو رگڑ کر

پوجون ہو نمین جس بت کو خدا کا ہی تراشا
آذر نہین لایا وہ مرے واسطے گھڑ کر

خود کروہ کے درمان کہو مین کیا کرون یارو
دل اُن نے لیا مجھسے نہ لڑ کر نہ جھگڑ کر

کیا لشم اکھاڑیگا بھلا دیکھین تو اے شیخ
رندون کو دھر آتا ہے جو ریش اپنی پکڑ کر

کہتا ہے یہ سودا وہ بچا ہیگا کہان تک
جا بیٹھونگا دروازے پہ اب اُسکے مین گڑ کر

دانا ہو تو سمجھے کہ محبت نہین وہ شے
در پر کسی کے بیٹھیے جسکے لیے اڑ کر

تو جسے چاہے وہ یارب تجسے ہو بیباک تر
ملنے مین ہر نیک و بد کے تجسے ہو چالاک تر

عشق مین اُسکے نہوئے روز خوش تیرے نصیب
غم مین اُسکے تجھکو دیکھون آپ سے غمناک تر

ابر سان روتا ہون یون کو جسمین تیرے مین سدا
تو بھی رو رو یون کرے اُسکی گلی کی خاک تر

دیدۂ گریان پہ تیرے ہو نہ اُسکو اعتنا
تیرے مژگان کو وہ سمجھے یون کہ ہی خاشاک تر

روز و شب خون جگر سے ہے تجھے یہ آرزو
میری آنکھون سے رہین آنکھین تری غمناک تر

نالہ و فریاد مین گذرے تجھے جون عندلیب
دامن گل سے لسنے تیرا گریبان چاک تر

جسطرح تجکو نہ سمجھا مین نہ سمجھے تو اوسے
اُسکو دل سینے مین تو تجسے ہو نسبادر اک تر

سینہ اُسکا صاف ہو الفت سے تجھ سینہ کیطرح
پھر سے دل اُسکا تیرے دلسے ہو وے پاک تر

حق مین تیرے سب یہ سودا کی تمنا حق سے ہی
ہان مگر چھٹ اسکی تجسے ہو نہ وہ سفاک تر

پھیکے جو کماندار مرا تیر ہوا پر
سیمرغ بچے پھر نہ عصا فیر ہوا پر

مرقد پہ مرے موج نسیم آوے تو یہ جان
دیوانہ تہ خاک ہے زنجیر ہوا پر

کرخانۂ گردون پہ نظر چشم فنا سے
ہے مثل حباب اسکی بھی تعمیر ہوا پر

پہونچے نگا ترے کو جیمین ہو راکھ کی ڈھیری
موقوف رکھی ہے مین یہ تدبیر ہوا پر

تا دم رہے سینہ مین رہے نطق زبان ساتھ
ہے منحصر انسا کی تقدیر ہوا پر

توسن پہ تجھے دیکھ کہین مانی و بہزاد
اللہ نے کھینچے ہے یہ تصویر ہوا پر

سودا کے در دوست جو یا رب کھے خاک
اس جرم کی تو کیجیو تعذیر ہوا پر

گر دم سے جلا تن کو رکھا ڈھیر ہوا پر
اب در بدر اس خاک کو مت پھیر ہوا پر

لاتا ہے بلندی سے شکم سب کو بہ پستی
طائر کو بھی ہوتے نہ سنا سیر ہوا پر

کیا جانیے کس عالی دوران کی ہے یہ خاک
اٹھتا ہے بگولا جو ہوا ڈھیر ہوا پر

دامان شفق آج خون آلودہ مین دیکھا
چلتی ہے ترے عہد مین شمشیر ہوا پر

وہ شعبدہ باز آکے اڑا جاوے ہے یون دل
کرتا ہو کوئی جیسے کہ ہت پھیر ہوا پر

باندھون ہو نمین جسطرح سے مضمون زبردست
رستم نکرے دیو کو یون زیر ہوا پر

ہے ضعف سے یون نالہ تراز دنمین سودا
ساون مین پپیہے کی ہو جون ٹیر ہوا پر

غزل در ہجو میان حسرت عطار

بھڈانے کا آندھی سے اڑا ڈھیر ہوا پر
ہر مرغ اسے کھا کے ہوا سیر ہوا پر

عناب کے دانون کی گردن کیا مین نرگی
نہ چرخ کا جس طرح ہو چکپھیر ہوا پر

جب اصل السوس دبر سیاد شان ملکر
جون تیر نشہ جلتے مین کرے دیر ہوا پر

دو پیسے کے نسخے سے جو ادھی بھی ہوئی کم
اس نسخے کو دیتا ہے اڑا پھیر ہوا پر

بولے جو فرشتہ کہ دوا ہے عجز ہی اسکی
مارے ہے اُسے جا کے وہ شمشیر ہوا پر

دو پات کے نیمے سے جو دودکا نیہ بکری
سو پات کا پھر اڑنے لگے کھیتر ہوا پر

برسات مین جو کھاے دوا اسکی دو کا نسے
مانند مینہہ کے گرے ٹیسر ہوا پر

قیمت مین تو نسخے کی لگا پھاگنے یہ باؤ
ڈالا ہے زمانے نے یہ اندھیر ہوا پر

اظہار سخن کیجئے کیا خاک زمین پر
ڈھونڈھے نہ ملا صاحب ادراک زمین پر

صدقے ترے یون ہوئی مری خاک زمین پر
جسطرح کلالون کا پھرے چاک زمین پر

تجھ کو سے غبار اپنے کو مین اٹھنے نہ دونگا
رہتا ہون مین با دیدۂ نمناک زمین پر

ساقی بطِ مے لیکے پہونچ جلد چمن مین
انگڑائیان لیتا ہے نہین جون تاک زمین پر

نالہ کا ستون ہو نہ مرا گر بشب تار
تو گر پڑین اک آن مین افلاک زمین پر

نکلا جو مرے منہ سے ہوا شہرۂ آفاق
بیٹھی ہے سخن سنجو کی یہ ڈاک زمین پر

راون کی نہ تھی سیف کی ہیبت یہ کسیکو
مصرع کی مرے آج جو ہے دھاک زمین پر

پھل جاے ہوا گر دین کے تم نخل سے اے شیخ
تو جاے وضو گاڑ دو مسواک زمین پر

اس صید کو مضبوط کر دیجو مبادا
یہ کھل نہ پڑے بستۂ فتراک زمین پر

گر ہو کشش شاہ خراسان تو سودا
سجدہ نہ کرون ہند کی ناپاک زمین پر

تیرا ہے بزرجمہر خریدار فلک پر
یوسف کی نہ تھی گرمی بازار فلک پر

تارے یہ نسمجھو بشب تار فلک پر
پہونچی ہے مری آہ شرر بار فلک پر

پاتا ہون دماغ اسکے قدم رکھنے کا ایسا
گویا ہے مرے یار کی رفتار فلک پر

سینہ پہ تو گردون کے نہ یہ کاہکشان ہے
تجھ زلف کے ہے کفر کا زنار فلک پر

ہر چیرہ بدل جہد مرے شوخ سے یارو
کچھ اسکی جھمکتی نہین دستار فلک پر

ابھرا ہے چمن آج یہ گلگشت سے تیری
ہے زمزمۂ بلبل گلزار فلک پر

عیسی سے بھی پا دے نہ شفا مجکو یقین ہے
پہونچے جو تری چشم کا بیمار فلک پر

اس دل کے مین رتبہ کو اسیری مین کہون کیا
پرواز مین ہے مرغ گرفتار فلک پر

مداح علی کا ہون مین سودا شعرا مین
پڑھتے ہین ملائک مرے اشعار فلک پر

بکھرا ہے ہو وہ زلف سیہ فام جہان پر
کیا گذرے ہے اب دیکھیے تا شام جہان پر

ہر ایک کا دل تڑپے ہے جون مرغ گرفتار
مارا ہے تغافل نے ترے دام جہان پر

عالم کو کیا محکمۂ حسن مین حاضر
قاضی کا خط یار ہے اعلام جہان پر

مذکور ترا شب جو کسی بات پہ نکلا
کیا تنگ ہوا عرصۂ آرام جہان پر

گل سقف پہ چرخ کی لگا ئل کے یہ کہتے
سرکوب ہے جون مہر مرا بام جہان پر

ممکن نہین دے نالہ مرا چین کسیکو
لایا ہے غضب یہ دل ناکام جہان پر

برگشتہ نصیب اپنے نہ پھرتے کبھو دیکھے
ہر چند رہی گردش ایام جہان پر

دیوے تجھے وہ کچھ کہ نہ پھر چھین لے تجھسے
زنہار نہ رکھ یہ طمع خام جہان پر

دنیا نہین ملے یار تلاش اپنی سے منظور
کرتا ہون اس حجت کو مین اتمام جہان پر

زلفون کے تلے شوخ کے خط کا نہین آغاز
ڈوری ہے شب خون سیہ شام جہان پر

اس صفحہ مین مانند نگین آن کے سودا
وہ مرد تھے جو اُٹھ گئے رکھ نام جہان پر

باندھی جھنجھلا کے مگر شوخ نے کین میرے پر
تا اب چمدھری سے ہے چین جبین میرے پر

سچ ہی کیا عشق مجھے کیون ہے وہ بد ترا تا
باندھی ہے یارون نے اک بات یونہین میرے پر

دام ہے زمزمہ سازان چمن کو کیا کام
لائی آفت مری آواز حزین میرے پر

آب شمشیر بجھا دیگی مری آتش عشق
آنسو کچھ کر نسکین گے ہے یقین میرے پر

مین زمین پر ہون ترے کوچہ مین کیا خاک بسر
آب ہو تسکین جو اولٹجائے زمین میرے پر

میری قسمت مین اگرچہ نہ لکھا دوران نے
اسپہ ہے جائے سخن حرف نہین میرے پر

زعم مین اپنے تو مین بھی ہون سلیمان لیکن
نام میرا مت بسم ہے نگین میرے پر

دام الفت کے اسیر ونکی جدی ہے پروانہ
کہین اُڑتے ہین مرے بال کہین میرے پر

اسکے کوچے مین نجل ساتھ مرے اے سودا
آفت آجائے نہ اے یار کہین میرے پر

صبا حریف لے آئی ہے تو مرے دل پر
لگی ہے تیری یہ گل کی بو مرے دل پر

بتان کا دید مین کرتا ہون شیخ حسد کسے
حلال تب سے ہے مے - دیو مرے دل پر

کسی ہی چیز کو ڈھونڈا نہ مینے دنیا مین
اگر رہی ہے تری جستجو مرے دل پر

خدا کے واسطے سودا نہ لے تو نام اسکا
غضب کرے ہے تری گفتگو مرے دل پر

یہ اُسکے رنگ عارض سے ہے دل بیتاب آتش پر
ٹھہرتا ہی نہیں سینے مین جون سیماب آتش پر

نہ شبنم بر سر ہر گل کرے ہے خواب آتش پر
یہ اشک چشم بلبل کا پڑا ہے آب آتش پر

کباب دل وہ بھونا ہمنے اُس میخوار کی خاطر
کہ خونناب جگر ٹپکے ہے جون تیزاب آتش پر

برابر ہو سکے کب عشق مین پروانے سے بلبل
کہ شمع و گل ہوا اُسکے مرگ کا اسباب آتش پر

دُرآویزہ اُسکی زلف اور رخسار سے باہم
جھلکتا ہے برنگ گوہر شب تاب آتش پر

لب لعل بتان پر سرخی پان ہے کہ جادو ہے
بنا دی شکل طوطی صورت سرخاب آتش پر

نہ نکلے کیونکہ شعلہ دل سے مے پینے مین اے ساقی
رہے کسطرح بن بھڑکے شراب ناب آتش پر

یہ عکس چہرۂ گلنار آئینہ مین ہے اُسکا
کہ گویا حسن کے دریا کا ہے گرداب آتش پر

نہین اُس گل کے عارض پہ ہین یہ زلف سیہ سودا
جلے دل کے دھوئین کا ہے یہ پیچ و تاب آتش پر

دل نہ کر منت ز راہ بیقراری بیشتر
ناز کو کرتی ہے یان الحاح و زاری بیشتر

ناصحا اوس عشق سے ہوتا ہے لذت یاب دل
جسمین حرمت کم ہو رسوائی و خواری بیشتر

یارو کیون ہوتے ہو مستفسر مرے احوال کے
غم کو کرتی ہے تمھاری غمگساری بیشتر

کیون نہ لاگو ترک چشم یار اس دل کے رہین
صید چٹیالے کے درپے ہون شکاری بیشتر

سوز دل سن سُنکے میرا ہنسکے یہ بولا وہ شوخ
ہوئیگا خلقت مین اُسکے جزو ناری بیشتر

جرم گو لا انتہا اپنے ہین پر تجسے ہمین
عفو کی اُنسے بھی ہے امیدواری بیشتر

مین کسیکے واسطے روتا نہین زیر فلک
خانۂ پردود مین ہون اشک جاری بیشتر

کوچ شاہ حسن کا ہے وہ غبار خط نشان
گرد لشکر سے اٹھی وقت سواری بیشتر

کشت پر تخم عمل کے اُسکے جتنا ہو تو رو
نفع یان رکھتی ہے سودا آبیاری بیشتر

دل نا آشنائی نالہ سے صد رہ جرس بہتر
نہو مژگان جو خون آغشتہ اُس سے خار و خس بہتر

نہ دیکھی خوشدلی جز یک تبسم ہمنے غنچے مین
ہوا ہے اس چمن کے بیچ دلا ترک ہوس بہتر

وفائے گل مین نے چشم مروت باغبان سے ہے
نکل بلبل کہ ہے اس باغ سے کنج قفس بہتر

نظر مین اُنکے جنکو دولت استغنا نے بخشی ہے
مگس سے ہے ہما بہتر ہما سے ہی مگس بہتر

بلند آتش جہان ہو دے ہوائے جنبش لب سے
تو اپنی فہم ناقص مین ہے وان ضبط نفس بہتر

ساقی سے نشہ کے بادۂ گلرنگ کے مجکو / رکھے ہے یار کی سرخوش نگاہ نیم رس بہتر
شہید رسم ملک حسن دل میرا ہے اے ہمدم / کہ سمجھے قتل فریادی جہان ہر دادرس بہتر
بگرد دل ہے طوف کعبہ سے نزد اپنے اے منعم / بسان دانہ ہاے سبحہ پھرنا پیش و پس بہتر

سکھے ہے دیکھکر شانے کو یہ سودا اے دیوانہ
شب تاریک مین تنہا نہین گشت اے عسس بہتر

تو مری آنکھون مین ہے حور و بشر سے بہتر / یار ہے حسن ترا شمس و قمر سے بہتر
دل عشاق ہے پہلو مین جواہر خانہ / اشک خونین ہے مرا لعل و گہر سے بہتر
جو ہے جوہر وسے جانین ہین ترا بد گوہر / عیب کو سمجھین ہین اسوقت ہنر سے بہتر
مورد سنگ ہے وہ نخل جو ہو بار آور / پائی ہے بے ثمری ہمنے ثمر سے بہتر
فائدہ باغ کے جانے سے در آ سینہ مین / سیر لالہ کی نہین داغ جگر سے بہتر
چاہیے رتبہ سخن کا ہو سخنور سے زیاد / کہئے اسکو ہی پسر جو ہو پدر سے بہتر
کعبہ و دیر سے کیا کام ہے ہمکو اے دوست / ہے ہمین کونسی جاگہ ترے در سے بہتر
چشم عشاق پہ کس ابر کو ہے فوقیت / کب وہ برسے ہے مرے دیدۂ تر سے بہتر
شام و صبح دمہ و خور زلف و رخ اسکے سی نہین / کب وہ ہو سکتے ہین اس شام و سحر سے بہتر
آشیان سے نہ اڑے ہو پہنچے نہ ہم دام تلک / ہم تو بے بال و پری سمجھین ہین پر سے بہتر

ہین جو دانی مرے بارہ وہ جانین سودا
خاک در انکی سمجھتا ہون نہین زر سے بہتر

پیون ہون خون دل اپنا تجھے گمان ساغر / کدھر ہے شیشہ مرے پاس ہی کہان ساغر
شراب سرخ سے لبریز گو ہے یان ساغر / جو تو نہین ہی تو ہے چشم خون چکان ساغر
نجانے کسکی صبوحی کے واسطے تجھ بن / بھرے ہی مہر کا آتش کدے آسمان ساغر
پیام کیونکہ مرا ہو پہنچے دختر رز کو / کہ شیشہ نیہ دہن اور بے زبان ساغر
نگاہ مست کی تیری طلب ہے یون ہمکو / تنک شراب کہ جون مانگے ہر زبان ساغر
چمن میں گل نہ سر شاخ پر یہ جلوہ نے / جو تیرے ہاتھ پہ سجتا ہے ایجوان ساغر
مجھے معاف رکھ اے مغ کہ بد شراب ہون نین / نہین یقین تو دے پھر امتحان ساغر
اسی ہی طرحسے مین بھی دہن پہ مرتا ہون / کہ جیسے دے ہے لبون پر تمہارے جان ساغر

شراب شوق کی جب تک پیا کرے سودا
تجھے نصیب ہوا مرت کا مہربان ساغر

یہ نہو پھر کہ تا شب رہے گھر سے باہر
سو جتن کیجئے تو ٹک نکلے وہ گھر سے باہر

طاقت اک آن تحمل کی نہین یان او ر دوست
صبر فرمائیے ہے مقدور بشر سے باہر

غیرت اے آہ تجھے کچھ بھی ہے رہ سینہ مین
نے سے بھی نالہ نکلتا ہے اثر سے باہر

منفعل ہو عمل زشت سے ای دل کہ نہین
عیب کو اپنے پہونچنا بھی ہنر سے باہر

راز دیدہ و حرم افشا نہ کرین ہم ہرگز
ورنہ وان کیا ہے جو ہو اپنی نظر سے باہر

دل ہر کا آئے ہے تنگی سے فلک کی ہیہات
نکلون اس خانۂ بیدر کے کدھر سے باہر

ضعف سے نالہ بھی اب دل سے نہین آسکتا
درد لاتا ہے بہت خون جگر سے باہر

اشک لے پہنچون ہون کہ جب غم نسے گذر کر نوبت
لخت دل گرنے لگے دیدۂ تر سے باہر

اثر ان باتون نے تجھ مین نکیا سنگ کے جنھین
سنگ سے نکلے شرر شعلہ شرر سے باہر

ناصحا کچھ یہ نصیحت سے نہین ضبط سرشک
طفل آوے نہ کبھو جوتے کے ڈر سے باہر

آوے ہی گھر سے وہ زاہد پس طرح کہ جون
نکلے ہے مہر گریبان سحر سے باہر

چرخ پر چڑھتے سنی تیغ تری جسدم سے
سر نکالا نہ مہ و خور نے سپر سے باہر

دینے کو ملک سلیمان کے بلایا مجکو
پر قدم مین نہ رکھا دل کے نگر سے باہر

ہون وہ آوارہ کہ طفلی ہی مین جون اشک مجھے
کر دیا مادر ایام نے گھر سے باہر

جنس ناکارہ کے خواہان ہین خریدین مجکو
یہ وہ سودا ہے کہ ہے نفع و ضرر سے باہر

کام آیا نہ کچھ اپنا تن زار آخر کار
سمجھے اکسیر جسے نکلا یہ غبار آخر کار

داغ مت کھائیو تین عشق کا ہم کہتے تھے
کیون دلا کی ہے نہ اس گل نے بہار آخر کار

ڈھب تغافل نہ تھا اس دل کی گرفتاری کا
ہاتھ سے مفت دیا تین یہ شکار آخر کار

باغبان تھا تجھے دو دن کی ہوا پہ یہ غرور
نہ رہے باغ مین گل رہ گئے خار آخر کار

عشق ذرہ بھی اگر ہو تو اسے کم مت جان
ہو کے شعلہ ہی بجھے گا یہ شرار آخر کار

آپ سے کام نہین نشو و نما کو اپنے
شجر خشک کو آتش سے ہے کار آخر کار

اسقدر جرعہ کش خون خلائق ہے تو
جی دھڑکتا ہے کہ تی کھینچے نہ خمار آخر کار

جون وہ پروانہ جسے شمع سے ہو صحبت وصل — گرم ہمسے جو ہوئی صحبت یار آخر کار
ناصح اس جیب کے آیا تھا رفو کرنیکو — گم کیا ہاتھ سے سر رشتۂ کار آخر کار

سوزش داغ دل اپنے کی دکھا کے سودا
کیا کہون مین کہ ہوئی شمع مزار آخر کار

تب جائے کیونکہ عشق کی اے یار تجھ بغیر — عیسیٰ نفس بھی ہو گئے بیمار تجھ بغیر
قمری کو سرو باغ مین ہے دار تجھ بغیر — گلخن ہے عندلیب کو گلزار تجھ بغیر
ہو جلوہ گر شتاب تو اے نور بزم عشق — آنسو گلوے شمع کے ہین ہار تجھ بغیر
موجب گرفتہ رہنے کا عاشق سے کچھ نپوچھ — کیا خوشدلی سے اسکو سروکار تجھ بغیر
سبحہ سے شیخ ہی نے اٹھایا نہین ہے ہات — اب برہمن بھی توڑے ہین زنار تجھ بغیر
ناز و عتاب اُٹھانیکی کسکی ہے مجھکو تاب — خاطر پہ زندگی ہے مجھے بار تجھ بغیر
تو ہی نہو تو سیر چمن سے ہے کیا حصول — آب رواں بھی تیغ کی ہے دھار تجھ بغیر
تیرا ہی گر نہ ہمکو میسر ہو ہمکنار — نوروز عید بھی ہے شب تار تجھ بغیر

سودا کا دو جہان مین یا مرتضیٰ علیؑ
اب کون ہے بتا تو خریدار تجھ بغیر

جام گل تیرے لیے اب بلبل کو مستی ہے بہا — ہمکو آنکھون نے یہ ذوق مے پرستی ہے بہار
خندۂ گل نے کیا ہے بلبلون کا قتل عام — پھیر اب گلشن مین کیا منہ لیکے ہنستی ہے بہار
جوش سے میرے جنون کی کیا خوش آتی ہے بہار — پیرہن مین گل کے نہین پھولی سماتی ہے بہار
آشیان باندھے ہے کس امید پر اے عندلیب — آتش گل سے کوئی دن مین جلاتی ہے بہار
کسکو گلگشت چمن کا ہے دماغ اے باغبان — کھینچ کر میرا گریبان یان لے آتی ہے بہار
دل فسردون کو کہان خون گرم کرتا ہے جنون — کیون مجھے ہر سال آ ناحق ستاتی ہے بہار
شور سنکر ہمنوایون کا اُبلتا ہے یہ دل — رخصت یکنالہ اے صیاد جاتی ہے بہار
عارض گل پر نہین شبنم عرق ہے شرم کا — دیکھکر میرا جنون یار و لجاتی ہے بہار
کسکی آنکھون سے کہو آئی ہے مستی سیکھ کر — اس برس نرگس پہ کیا دھومین مچاتی ہے بہار
خوش رکھو اے عندلیبو اپنے گلشن مین ہمین — خانۂ زنجیر تھا خالی بلاتی ہے بہار
اب خدا حافظ ہے سودا کا تجھے آتا ہے رحم — ایک تو تھا ہی دیوانہ تسپہ آتی ہے بہار

دیکھا جو ادھر خدا سے ڈر کر
دل خالی کیا مین آہ بھر کر

رنجش کا مرے نہ پوچھ باعث
آجانے دے یار در گذر کر

قطرے کو صدف کے دل مین اے چرخ
تا کر سکے در دمت گھر کر

نکلو ہو تو نکلو گھر سے ورنہ
مین یان سے اُٹھونگا آج مر کر

غیرون سے نہ کر تو گرمجوشی
میرے دم سرد سے حذر کر

پانے کو جگہ تو دل مین اوسکے
سودا نہ تلاش اسقدر کر

بستا ہی رقیب وان تو اے یار
کچھ خوب نہیں ہی گھر مین گھر کر

خرمی پھرتی ہے یون دلپہ مرے غم سے دل
جون پھرے اہل طرب جانہ ماتم سے دور

گذری جس غم سے مجھے زندگی وہ روزہ
رکھے اس غم کو خدا ماہ محرم سے دور

کب تری داد کو پہونچے ہے فلک اے بلبل
زخم گل کو جو رکھے بخیہ و مرہم سے دور

پنبۂ داغ مین سینے کے مرے ہے جو سوز
یارب اس سوز کو رکھیو تو جہنم سے دور

چمن دہر مین توام ہین سدا شادی و غم
خندۂ گل نہ رہے گریۂ شبنم سے دور

آہوے دشت جنون ہو نہین نہ پوچھ اپنا رام
مر تبے کو مرے وحشت کے سمجھ رم سے دور

نمک درد سے ہوتی ہو جو مجھکو سیری
زخم یارب نہ رہے سینے کا مرہم سے دور

عقل نے ایک دن آگر یہ کہا سودا سے
پاس یا ہم سے رہا کیجیے یا ہم سے دور

لیکن اتنا ہے کہ وہ کام نہ کیجو پیارے
جسکے باعث سے رہو تم دل عالم سے دور

بلبل کو کیا تڑپتے مین دیکھا چمن سے دور
یارب نہ کیجیو تو کسیکو وطن سے دور

مجھ کشتگان کے شعلۂ فانوس کیطرح
تن پر اگر کفن ہے تو تن ہی کفن سے دور

اے شمع کچھ خبر ہے تجھے اس پتنگ کی
جو بال و پر جلا کے پڑا ہے لگن سے دور

پوچھے بھی وہ تو ہم نہ کہین آرزوے دل
وہ بات کیون کہین جو ہو اپنے دہن سے دور

کاٹتے دل کو ہین ابرو یار کی تلوار دار
یہ جگر کسکا ہے اُنکا جسکو ہو ہموار دار

خون کی مجھ بگینہ کی بس نہین تیغ نگاہ
باندھ آیا ہے یہ کسکے قتل کو ہتھیار یار

باغ تو جاتے ہو تم لیکن خدا کیواسطے
گل کو مت اپنے گلے کا کیجیو زنہار ہار

ایک مین ہی کچھ تری خاطر نہین پھرتا خراب
روز و شب ہمراہ میرے ہین مرے غمخوار خوار

مجھ مریض عشق کی دارو نہین کچھ غیر وصل
اے طبیب اپنی دوا سے تو نہ یہ بیمار مار

بات سنتا ہی سبک وضعونکی تو دل دیکے حیف
ہے سخن میرا تری خاطر یہ ہر یکبار بار

آپ کو مست دیکھ جون منصور واحد یار سے
چشم وحدت بین کو ہے یان جلوۂ دیدار دار

آج کون آیا تھا گلشن مین خدا جانے کہ ہی
باغبان کا دل نزار و بلبل گلزار زار

دیکھ سودا کو مغان آپسمین کہ اٹھتے ہین لوگ
دختر رز کے لیے پھرتا ہے یہ میخوار خوار

منزل کے پہونچنے سے ورے قافلہ دے چھوڑ
اے دل سمجھ ان ہمسفرون کا گلہ دے چھوڑ

ہو صاعقہ اس خار پہ صحرا مین الٰہی
اس دل کا رہ عشق مین جو آبلہ دے چھوڑ

تکلیف مریدی نہ مجھے کر شیخ سمجھ کر
اس زلف کا کسطرح کوئی سلسلہ دے چھوڑ

گر بخیہ گری خواری تو مرا چاک گریبان
چل دامن تنگی کو تو اے حوصلہ دے چھوڑ

تا خاک در دوست پہونچنا نہین کچھ کام
گر تفرقۂ دہر رہ فاصلہ دے چھوڑ

ممکن نہین یہ روح مقدس سے حزین کے
ایسی جو غزل ہو وے تو سودا صلہ دے چھوڑ

دیکھا مین نخل وادی ایمن ہر ایک جھاڑ
روڑہ ہے کونسا جو نہین طور کا پہاڑ

تیر نگہ تری نے دلون کو الٹ دیا
مژگان تری نے دی ہین صفونکی صفین پچھاڑ

کتنا شگفتہ رو ہے کہ مانند آئینہ
چھاتی کے جسکے سامنے کھلجاے ہین کواڑ

خطرہ ہے بخشے مسند شاہی کو اے فلک
حاضر ہے پوست تخت مرا یشم تو اکھاڑ

منعم نہ مر بناے عمارت کی فکر مین
یہ سب حویلیان تھین جہانتک ہین اجاڑ

بد تر ہے مے کے پینے سے رشوت کلال کی
کہ محتسب سے دختر رز کے نہ کھاے باڑ

تنہا نہ شمع روئے ہے سودا کی خاک پر
گل بھی تو لوٹتا ہے گریبان کو پھاڑ پھاڑ

ردیف زاے معجمہ

کرتا ہون ترک عشق مین یون پیش و پس ہنوز
ناصح ذرا نہین ہے مرا دل یہ بس ہنوز

سیرِ چمن کی تو ستم اے دل شکن نہ کھا
غنچے رہے ہین باغ مین ظالم بکس ہنوز

اسکو حوالے کرکے مرے بوجھ اے فلک
دونون جہان سے ہے تجھے اب کچھ ہوس ہنوز

فریادِ عندلیب کو پہونچا چمن مین گل
آیا نہ میرے پاس مرا دادرس ہنوز

آتے ہین تیرے قافلۂ رفتگان دلا
جادے تو جا کہ آتی ہے بانگِ جرس ہنوز

نالان جو باغبان سے ہے بلبل چمن کے بیچ
دیکھی نہین ہے اُن نے جفائے قفس ہنوز

سو طرح ٹھونک بولا ہے سودا رقیب کو
آتا نہین ہے باز تو اے بوالہوس ہنوز

شبنم کرے ہے دامنِ گل شست و شو ہنوز
بلبل کے خون کا نگیا رنگ و بو ہنوز

ہمرہ صبا کے خاک بھی میری ہے دربدر
جاتی نہین ہے مجھ سے تری جستجو ہنوز

غنچون سے رنگ و بو کی تمنا نکل چکی
تڑپے ہے خون مین دل کے مری آرزو ہنوز

یان تک ابھی ہے گرم کہ ہو جاوے تو سموم
جا کسو سے اے نسیم ہماری نہ چھو ہنوز

سودا کا حال تو نے نہ دیکھا کہ کیا ہوا
آئینہ لیکے آپ کو دیکھے ہے تو ہنوز

انکار قتل سے تو کرے ہے سجن ہنوز
میلا نہین ہوا ہے ہمارا کفن ہنوز

کلیون نے دیکھ شوخی گلچین کو اسقدر
اتنا لہو پیا کہ ہے پرخون دہن ہنوز

اتنا جلا ہے آتشِ گل سے دلِ ہزار
دیتی ہے بوے دود نسیمِ چمن ہنوز

اے شمع کچھ نہین غمِ پروانہ تجکو حیف
ٹک دیکھ تو پر آب ہے چشمِ لگن ہنوز

آئی بہار دیکھیو طفلانِ سنگ دل
آئے ہین پار سال کے سب زخمِ تن ہنوز

صدقے ترے نہ بھیجیو گلشن مین پھر گذر
اُسدن سے چاک کرتے ہین گل پیرہن ہنوز

سودا یہ کیا ہوا نہین صحرا مین آج قیس
تھا ہی دلون پہ داغِ دلِ کوہکن ہنوز

کسکے ہین زیرِ زمین دیدۂ نمناک ہنوز
جا بجا سوت ہین پانی کے تہِ خاک ہنوز

گل زمین سے جو نکلتا ہے برنگِ شعلہ
کون جان سوختہ جلتا ہے تہِ خاک ہنوز

ایک دن گھیر مین دامن کا ترے دیکھا تھا
گرد پھرتے ہین گریبان کے مرے چاک ہنوز

جستجو کرکے تجھ آفت کو بہت ہم پہونچا یا
باز آتے نہین گردش سے یہ افلاک ہنوز

باغ مین جب سے گیا تھا وہ خمار آلودہ
گل ہین خمیازہ مین انگڑائی مین ہین تاک ہنوز

زخم دل پہ ہی مرے تیغ جنون کا ناصح
تو گریبان کا نادان سیے ہے چاک ہنوز

کیونکہ سودا مین کرون وصف بنا گوش اسکا
کی نہین آب گہر سے یہ زبان پاک ہنوز

بے خبر درد محبت سے ہے وہ یار ہنوز
دکھ سے دل ٹوٹنے کے واقف نہین دلدار ہنوز

زخم سرگشتگی میری پہ اُسے کیا آوے
نہین گلیون مین کٹی اسکو شب تار ہنوز

نہ ابھی قطرۂ اشک اسکی مژہ تک آیا
نہ گھسا اسکے گریبان کا کوئی تار ہنوز

آپ نالان ہو تو دیوے مری فریاد کی داد
سو تو وہ گل ہی نہین بلبل گلزار ہنوز

کیون نہ بھاوے اسے قیمت شکنی سودا کی
جنس دل اپنی تو ڈالی نہین بازار ہنوز

یار کے حسن سے ہین متحیر اغیار ہنوز
نہین اس شعلہ سے آگہ یہ خس و خار ہنوز

بال و پر ہونے نہ پائے تھے نمودار ہنوز
تب سے ہم کنج قفس مین ہین گرفتار ہنوز

ہو گئے پامال نہ کر ہمکو رہا اے صیاد
مشق پرواز نہین تا سر دیوار ہنوز

جی کو تو کھینچ رکھا آنکھون نے پر حسرت دل
مُند رہی ہے صف مژگان سے مرے یار ہنوز

آہ یہ کسکی شکایت ہے مرے دلمین کہ شرم
جسکو دیتی ہے نہین رخصت اظہار ہنوز

تب سے پامال ہے دل کا ورق صبر و قرار
سبق ناز نہ لیتی تھی وہ رفتار ہنوز

رتبۂ شمع حرم کو مین بہم پہونچایا
ساتھ ہے جی کے دلے الفت زنار ہنوز

زخم شمشیر ستمگر نے کیا اپنا کام
یار رو تم ڈھونڈتے ہو مرہم زنگار ہنوز

شیخ اتنا تو بتاؤ نہ تم اپنا تقویٰ
عوض مے ہے گرو جبہ و دستار ہنوز

تیری دوری سے عجب حال ہے اب سودا کا
مین تو دیکھا نہین ایسا کوئی بیمار ہنوز

حقتعالیٰ اُسے جیتا ہی رکھے دنیا مین
اُس قباحت سے نہین ہے تو خبردار ہنوز

قیس و فرہاد کے ماتم سے تو جگ مین اب تک
دشت مین خاک بسر روتے ہین کہسار ہنوز

بیہودہ اسقدر نہین آتا ہے کام ناز
لکھ پر خط آچکا نہ کرو صبح و شام ناز

وہ دن گئے کہ جس سے پھبے تھا تمھین غرور
بدخلقی اب رہی ہے فقط ہے بنام ناز

از بسکہ اب ڈرے ہے وہ تیری شبیہ سے — بھاگے ہے تجکو دیکھتے ہی لاکھ گام ناز
آئینہ تیرے سامنے ہو کر بدن نما — سمجھے تو یہ کہ محجبہ ہوا اب حرام ناز
پیارے ہر ایک وقت کا موقع ہے ایک چیز — لیزم ہی اب ادا ہے تری اور نیام ناز
سنتا ہے دل جلون کے کہے پر نجائیو — ظالم ادا کینہ ہے تیری غلام ناز
خوبان کی کیا مجال جو تجھ تک پہونچ سکین — کرتا پھرے ہے گرد ترے اہتمام ناز
ٹک جا کے اپنے ابرو و مژگان دکھا اسے — مسجد مین اپنی صف یہ کرے ہی امام ناز
گل کو چمن مین شاخ پر اتنا نہین غرور — کرتا ہے تیرے ہات یہ جو کچھ کہ جام ناز

سودا خرام قد کو ترے دیکھ کر کہے
ہے راستی تو یہ کہ ہوا یان تمام ناز

نخل امید کیونکہ ہمارا ہو آہ سبز — اس باغ مین کبھو نہ ہوا برگ کاہ سبز
بو دین کسی ہی طرح سے ہم تخم آرزو — ہونے نہ دے کبھو فلک روسیاہ سبز
رونق نیا دے شام تری زلف کے حضور — ہرگز نہ سامنے ترے رخ کے ہو ماہ سبز
آغاز خط کا ہے ترے عارض پہ معجزہ — شعلے کے یان کلہ سے ہوا ہے گیاہ سبز
ایسی سجی ہے سر پہ ہمارے کلاہ فقر — جسکے حضور ہو نہ سکے تاج شاہ سبز
طاعت کا شیخ شہر کے مین کیا بیان کرون — شیطان جسکے آگے نہووے گناہ سبز
روتے گئے گلی سے ترے بسکہ اہل دل — ہے انکے چشم فیض سے ہر خار و کاہ سبز
مزرع مرے کو خشک سحاب کرم نہ دیکھ — بل مارتے کرے ہے مری یک نگاہ سبز

سودا تو درد دل سے ہے نپٹ اب بیقرار
ہوتا ہی گہ سفید ترا رنگ گاہ سبز

ردیف سین مہملہ

کب ہمکو ہے بہار مین گلزار کی ہوس — نکلی کبھو نہ مرغ گرفتار کی ہوس
بلبل ہو گو نہین ہو رخ یار کی ہوس — ہے گل کو اسکے گوشہ دستار کی ہوس
قاتل ہی میرے خون کی نہ رکھتا تھا آرزو — اپنے بھی دل مین تھی دم تلوار کی ہوس
نرگس جو شکل چشم اگی ہے زمین تلے — کیا جانے ہے کسے ترے دیدار کی ہوس

پائے نہ جھانکنے بھی کبھو ہم در چمن — رکھتے ہین دلمین رخنۂ دیوار کی ہوس
پیش از سخن زبان جو کاٹی قلم کیطرح — اس شوخ سے رکھون ہو نمین گفتار کی ہوس
قدرت نہ ہمکو آہ کی نے طاقت فغان — نکلے سو کیون کہ اپنے دل زار کی ہوس

سودا یہ جنس دل کے تئین دیجئے ہم آگ
رکھتے نہین ہین کوئی خریدار کی ہوس

ہمنے بھی دیر و کعبہ سے دن چار کی ہوس — اب سبحہ کا نہ شوق نہ زنار کی ہوس
گھر امن کا اسی کو ملا زیر آسمان — جسنے جہا مین آن کے مسمار کی ہوس
نے چین روز وصل نہ شب ہجر کی قرار — کیا جانے کیا ہے اپنے دل زار کی ہوس
یون چاہتا ہون باغ مین دلبر ہزار ہا — جسطرح باغبان کو ہو گلزار کی ہوس
اے شوخ تیری گرمی بازار دیکھکر — سب خوبرو رکھین ہین خریدار کی ہوس
دیر و حرم کی پوج چکا ہے وہ سنگ و خشت — جسکو ہے تیرے سایۂ دیوار کی ہوس
عارض کا دیکھنا ہے تمنائے عندلیب — گل کو ہے تیرے گوشۂ دستار کی ہوس
تیری مژہ نے سیر کیا ہے بہت ہمین — باقی رہی ہے کچھ دم تلوار کی ہوس

سودا تو آپ آپ کو سمجھا کے رہ خموش
منصور کو ہوئی ہے سر دار کی ہوس

بلبل کو ہے ترے سر دیوار کا ہلاس — جون گل ہے اسکو گوشۂ دستار کا ہلاس
نرگس کی باغ مین نہین لگتی کبھی پلک — ازبسکہ ہے اسے ترے دیدار کا ہلاس
آوے ہزار رنگ سے گلشن مین گر بہار — نکلے کبھی نہ مرغ گرفتار کا ہلاس
یک لحظہ ہو طبیب تو اپنے مریض کا — نکلے کسی طرح ترے بیمار کا ہلاس
جپنا زبان سے نام ترا ہمکو اس سوا — تسبیح کا نہ شوق نہ زنار کا ہلاس
مرتا ہون اب تو یار گلے تک مجھے لگا — تا دل مین رہ نجائے ترے پیار کا ہلاس

سودا ہوئی ہے جنس وفا جب سے بیقدر
دل مین نہین ہے اپنے خریدار کا ہلاس

ساقی گئی بہار رہی دل مین یہ ہوس — تو منتون سے جام دے اور مین کہون کہ بس
کچھ اس چمن مین آکے نہ دیکھا مین جون حباب — آب روان کو سیر کیا سو بھی یک نفس

ردیف شین معجمہ

یون دیکھ مرے دیدۂ پرآب کی گردش
دریا مین ہو جس طرح سے گرداب کی گردش

مرتا ہون ترے واسطے روتا ہون نپٹ یار
ہے سیل مری چشم مین گرداب کی گردش

پھرجاتی ہین اسطرح سے اک پلمین وہ انکھیان
جون بزم مین ہو جام مے ناب کی گردش

از بسکہ ہے آنکھو نمین خمار اسگھڑی ساقی
مے مانگے ہے تجھسے سر احباب کی گردش

گو خاک ہوا تو بھی پھرا بن کے بگولا
مر کر نہ گئی عاشق بیتاب کی گردش

جنس خرد و صبر بن اس دلکو ہو کیا چین
مفلس کو بری ہوتی ہے اسباب کی گردش

دل زلف و رخ یار مین سودا نہ پھرے کیون
خوش آئے ہے اسکو شب مہتاب کی گردش

رکھتے ہین تری زلف کے ہر تار کا خلش
کس برہمن کے دلمین ہے زنار کا خلش

گرہو نصیب مرغ چمن تجھ گلی کی سیر
پھر دلمین اسکے ہووے نہ گلزار کا خلش

خطرہ نہین کچھ اور ہمین روز حشر سے
گر دلمین ہے تو اپنے ہی کردار کا خلش

ایسا نہین ہے غنچہ کوئی جسکے دلمین یار
ہووے نہ تیرے گوشۂ دستار کا خلش

کیا جانیے کہ اس سے کہیگا وہ کسطرح
مجکو پیام بر کی ہے گفتار کا خلش

اقرار تو کرے ہے وفا کا تو ہمسے شوخ
لیکن ہمارے دلمین ہے انکار کا خلش

سودا کے دلمین کھٹکے ہے اس شوخ کی ہوس
لے بلبلو سیر گل کے نہو خار کا خلش

ماہ نو تجھ یاد ابرو مین ہے سینے کا خراش
کس بسولے سے ہے کم یہ ہر مہینے کا خراش

دل کے گم ہونے کا غم کب ہو نہ میرا جان خراش
جب سلیمانکے ہو سینے مین نگینے کا خراش

کوئی چیز ایسی نہین مجکو جو ہو سوہان روح
تیری دوری مین مگر دلکو ہے جینے کا خراش

درد زخم تیر کی اسکی نہو لذت تمام
آگے سوزن کی خلش ہے اور سینے کا خراش

نازک اندامی کرون کیا اسکی لے سودا بیان
شمع سان جسکے بدن پر ہو پسینے کا خراش

دوری ہی تری اپنے دل زار کو آتش،
ہے یاد چمن مرغ گرفتار کو آتش،

ہم گرم تگاپو ہین تری راہ طلب مین
یان آبلۂ پا ہے سر خار کو آتش

اب شیخ و برہمن ہین ہمہ تن از مذاہب
تجھ عشق نے دی سبحہ و زنار کو آتش

کچھ سوز محبت کا نہین دل مین ہمارے
گلخن کے لگی ہی در و دیوار کو آتش

اندام مین تو پھر یہ شب ہجر نہین ہے
دی عشق نے ظالم ترے بیمار کو آتش

گل سر پہ نہین دوڑ و بجھانے کو مریدو
زاہد کے لگی گوشۂ دستار کو آتش

لے دختر رز بھاگ گئے گھر محتسب آگر
دیوے جو کہین خانۂ خمار کو آتش

باچشم پر آب اسکو مین دیکھون ہون مبادا
ہووے نگہ گرم مرے یار کو آتش

ابر اسکو بجھاتا ہے وہ بجھتی نہین سودا
دی لالۂ خود رو نے یہ کہسار کو آتش

سینے مین ہوا نالہ و پہلو مین دل آتش
دھڑکے ہے پڑا دل کہ نہو مشتعل آتش

اشک آتش و خون آتش و ہر لخت دل آتش
آتش پہ برستی ہے پڑی متصل آتش

یک لحظہ طرف ہو کے مرے دیدۂ و دل سے
نادم تو سمندر رہے سدا منفعل آتش

یاقوت نہین ہے وہ ترے لعل سے اے شوخ
جا ڈوبی ہے یہ آب مین ہو کر خجل آتش

داغ آج سے رکھتا نہین ان سنگدلونکا
مدت سے ہوئی ہے مری چھاتی پہ سل آتش

دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا
اے جان نکل جا کہ لگی متصل آتش

یک قطرۂ مے لے اڑی سودا کو جگہ سے
باروت کے تودے کو ہی بس ایک تل آتش

دین شیخ و برہمن نے کیا یار فراموش
یہ سبحہ فراموش وہ زنار فراموش

دیکھا جو حرم کو تو نہین دیر کی وسعت
اس گھر کے فضا کر گیا معمار فراموش

بھولے نہ مرے دل سے مرا مصرع جانکاہ
نالہ نہ کرے مرغ گرفتار فراموش

دل سے نہ گئی آہ ہوس سیر چمن کی
اور ہمنے کیا رخنۂ دیوار فراموش

یا نالے ہی کر منع تو یا گریہ کو ناصح +
دو چیز نہ عاشق سے ہو یکبار فراموش

بھولا پھرون ہون آپکو اک عمر سے لیکن
تجکو نہ کیا دل سے مین زنہار فراموش

دل درد سے کس طرح مرا خالی ہو سودا
وہ ناشنو حرف مین گفتار فراموش

آشیان کو مت اجاڑو کرکے فریاد خروش
باغبان ظالم ابھی سویا ہے اے بلبل خموش

دیکھے وہ آنکھین کوئی محراب ابرو کے تلے
اے مسلمانون ہے مسجد مین دوکان میفروش

لالۂ و گل سے نہو جو یہ زمین ہے سرخ رنگ
خون ناحق نے ہماری خاک سے مارا ہے جوش

ابھرے ہے کیا حباب نمط لے حریر پوش
یان جسکو دیکھیے سو ہوا ہے کفن بدوش

سکھ نیند زیر سقف فلک کینہ سو سکون،
ایدھر دہل بجے ہے اُدھر نوحہ و خروش

ردیف صاد مہملہ

آرام پھر کہان ہے جو ہو دلمین جاے حرص
آسودہ زیر چرخ نہین آشناے حرص

ممکن نہین ہے یہ کہ بھرے کاسۂ طمع
دن مین کروڑ گھر جو پھراوے گداے حرص

انسان نہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے
ذلت کوئی کسیکو نہ دیوے سواے حرص

کرمنھ کو تنک لسبوے قناعت یہ حرف مان
رہتی ہے لاکھ طرح کی آفت قفاے حرص

نادان تلاش طرۂ زر سے تو باز آ
جون شمع یہ نہو کہ ترا سر کٹاے حرص

اپنے سوا کسیکو نپایا حریص حیف
کی قطع روزگار نے ہمپر قباے حرص

سودا بسر ہو خوبی سے اوقات ہر طرح
پر درمیان نہووے بشرطیکہ پاے حرص

وہ مانگتا ہون ترا حق سے مہربان اخلاص
رکھے ہے خضر سے جو عمر جاودان اخلاص

دلونمین بہتون کے مین ڈھونڈ ڈھونڈ کر ہارا
کہین جو پایا بھی یینے تو بر زبان اخلاص

مجھے یقین ہے کہ اخلاص بھی ہے زر کا نام
کرے گدا سے نہ نواب اور خان اخلاص

دل اسکا کیونکہ ملے دل مرے سے اے یارو
جہان ہو شیشہ و سنگ اُس جگہ کہان اخلاص

وہ کیونکہ دوست ہو مجھسے مگر خدا چاہے
تو ہووے پنبہ و آتش کے درمیان اخلاص

نہ اپنی دید مین آیا کوئی بروے زمین
نہ نام ہوگا کہین زیر آسمان اخلاص

نہ کر جوان سے تو اے پیر دوستی کا فکر
کہین ہوا ہے کرے تیر باکمان اخلاص

ثبات دوستی اے دل نہ دلبرون سے چاہ
کہ بارہا مین کیا اُنسے امتحان اخلاص

پدر کو اُسکے تو آزردہ مت کر اے سودا
اگر ہے طالب گل رکھ بباغبان اخلاص

ایک ہمسے تجھے نہین اخلاص
گھر بگھر تجکو ہر کہین اخلاص

روسیاہی سوا نہین حاصل،
نام سے مت کر اے نگین اخلاص

دیکھ تجھ زلف درو کی الفت کو
کرتے ہین آج کفر و دین اخلاص

روز ہی ہمسے تین رکھا پیارے
واہ وا رحمت آفرین اخلاص

مثل نقش قدم یہ رکھتی ہے
تیرے در سے مری جبین اخلاص

گر تمنا گہُسر کی ہے تو کر
چشم میری سے آستین اخلاص

آدم اس دام مین پھنسا سودا
رکھے دانے سے خوشہ چین اخلاص

ردیف ضاد معجمہ

چھوڑا مین کفر و دین فقط یار سے غرض
تسبیح سے نہ کام نہ زنار سے غرض

سینے مین دل جو ہے سو تری یاد کیلئے
جز دید کیا ہے دیدۂ خونبار سے غرض

طوبی کی تجکو چھاؤن مبارک ہے زاہدا
ہے دلکو اپنے سایۂ دیوار سے غرض

پیارے کہین یہ مفت نہ دام مرنجائے
غافل نہو تو مرغ گرفتار سے غرض

آتے ہین تیرے کوچے مین سر سے کفن کو باندھ
ہمکو ڈرا نہ شوخ تو دو چار سے غرض

لیجا تو دخت رز کو پکڑ ہاتھ محتسب
ہرگز نہین ہے کچھ ہمین مردار سے غرض

پرسش مرے عمل کی ہو جو روز حشر مین
پوچھا نجائے اور گنہگار سے غرض

تم کان دھر سنو نہ سنو اسکے حرف کو
سودا کو ہیگی اپنی ہی گفتار سے غرض

دیکھ لینا ہمکو تیرا یار ہی جب تئین غرض
اس سوا نہ روز ہے کچھ مدعا نہ شب غرض

دوستی کا مارتے ہین یکدگر دم آشنا
ہووے ہے معلوم باہم آپڑی ہی جب غرض

چاہ جو کچھ کر ہے یہ دنیا و ما فیہا ترا
پر کسیکی تو کسی سے ڈال مت یارب غرض

مین کہا شب آج یان رہیے تو یون بولا وہ شوخ
رات کے رہنے کی مت رکھیو تو مجھسے اب غرض

مدعا سودا نہ ایسے یار سے معلوم ہو
جی نکل جاوے کسیکا اس سے نکلے تب غرض

چشم بینا ہو تو لیکر گل ہی سے تا خار فیض
بخشے ہے یار وہ بہر صورت جمال یار فیض

شیخ صاحب ہے مرید دیکھو نہین زنہار فیض
بخشے ہے زہد و بحو انکا جبہ و دستار فیض

خط سبز اسکے سے عارض پر ہوئی دونی صفا
یہ وہ آئینہ ہے پہونچاوے جسے زنگار فیض

فیض ہی وابستہ تار عقیدت ورنہ یار
نفع نے تسبیح بخشتی ہی نہ کچھ زنار فیض

بخشتے ہی یون دلکو میرے تقویت دشنام یار
جون دوا سے تلخ سے پاوے کوئی بیمار فیض

مہر سے جون مہ کو پہونچے ہے ضیا جو خوب ہو
تیرے سنگھ ہو تو پہونچاوے ترا رخسار فیض

جی بچے دونان ہمتون سے تو غنیمت جانیے
کسکو گنج اپنے سے پہونچاوے ہی یار مار فیض

کرکے صاف آئینہ دل اسمین تو دیکھ آپ کو
بخشے گا اے یار تیرا ہی تجھے دیدار فیض

تونے وہ سودا زبان ریختہ ایجاد کی
پڑھکے اک عالم اٹھاتا ہے ترے اشعار فیض

ردیف طاء مہملہ

سرسبز حسن رکھتی ہے تیرا بہار خط
دل کسطرح سے ہو نہ ہمارا نثار خط

آنکھین برنگ نقش قدم ہو گئین سفید
اس سے زیادہ خاک کرون انتظار خط

بے مہر خط جو ہو تو نہین اسکو اعتبار
عارض کے حال سے ہی ترا اعتبار خط

اوروںکے خط کی طرح سمجھتا نہ مین یہ خط
گرد آئینہ کے منہ پہ ہی تیرا غبار خط

آنکھین تو صید تھین ترے چہرے کی خال کے
دل اندنون ہوا ہے پیارے شکار خط

آفاق کو خراب ترے حسن نے کیا
رسوا ہے زلف خلق ہی عالم ہی خوار خط

پہونچا ہے کوئی قاصد سودا ابھی یار تک
دل کسطرح سے ہو نہ ہمارا نثار خط

تری آنکھون کیطرح سے نہ رکھے جام نشاط
مے مین کیدھر ہی جو رکھتے ہین یہ بادام نشاط

مطلع ثانی

تو ہو گر پاس تو ہے صبح طرب شام نشاط
دیکھنا تجکو ہے اے جان دل آرام نشاط

فضل حق جسکی طرف ہو تو اسے بخشے ہے
دور ساغر کیطرح گردش ایام نشاط

دل جنھونکا ہے سیری کے مزے سے آگاہ
ہے قفس بیچ انھین عیش و تہ دام نشاط

عکس تا اسکی نگہ کا نہ پڑے جام کے بیچ
ہو سکے نشۂ مے سے نہ سر انجام نشاط

دیکھتے ہین تجھے قمری و بلبل شادان
تو ہے اس باغ مین اے سرو گل اندام نشاط

شیشہ ہے زیر بغل آبلہ دل ہے سودا
مے سے ہمکو نہین بے ساقی گلفام نشاط

سمجھے تھے ہم جو دوست تجھے اے میان غلط
تیرا نہین ہے جرم ہمارا گمان غلط

کھاتے تھے جو ستم کہ تجھے چاہتا ہو مین
مشفق غلط ملاذ غلط مہربان غلط

ساقی نہو تو سیر چمن کا ہے کیا مزا
جانا بغیر بادہ سوے بوستان غلط

زاہد جو کوزہ پشت ہوا اسکی نظر سے بچ
کرتی نہین ہے تیر کبھو یہ کمان غلط

جو حسن دیکھتا ہون مین فندق پہ یار کے
وہ لطف کب رکھے ہے گل ارغوان غلط

بھٹکے نہ رفتگان عدم رستہ سے کبھو
ہرگز کرے نہ راہ کو یہ کاروان غلط

مردونکی بات ایک ہے سودا اے سن صنم
مانند خامہ انکی نہ پلٹے زبان غلط

چاہنا نفع فرومایہ سے واللہ غلط
ور کو سمجھے جو کوئی ہے یہ تہ چاہ غلط

خواہ اے رشک چمن راست سمجھ خواہ غلط
گل ترے عہد مین بلبل کا ہو دلخواہ غلط

ٹکڑے ٹکڑے ہو کتان تجھ بدن سیمین پر
عاشق مہ نسمجھ اسکو ہے واللہ غلط

عشق تیرا مین چھپایا تو ہے دلمین لیکن
مخفی آتش کا ہے رہنا بہ تہ کاہ غلط

شمع سان سوز دل اپنے کا کہونگا مین راز
جا ہو کاٹے سے زبان ہو مری کوتاہ غلط

دونون سے ہمنے اثر دل مین نپایا اسکے
نالۂ شب ہے عبث آہ سحرگاہ غلط

اب تو ہے آمد و شد آپ کی ہر ایک جگہ
راہ ایدھر بھی تو کیجے گہ و بے گاہ غلط

دید کچھ منع نہین عیش جہان کا پر ادسے
سمجھیے گریہ تماشاے سر راہ غلط

جزو مین کل کو وہ جانے ہے جو ہو واقف راز
قطرے کو بحر نہ سمجھے دل آگاہ غلط

بادہ سے شیخ ہے کہ نفرت ہے بہت زاہد کو
پر گزک سے ہو برائے اسے اکراہ غلط

بزم آراستہ کی جسکے لیے اے سودا
آج آنے کی ادھر اسکی ہے افواہ غلط

چودھوین رات ہی اور وہ دل عالم کا چور
دزد کا گھر سے نکلنا شب ماہ غلط

تجھسے چاہون جو محبت کا ہو نرباہ غلط
یار و اللہ غلط فہمی ہے باللہ غلط

نہین نادان کہ ہون مہر کا طالب تجھسے
شعلے سے چاہے محبت جو پر کاہ غلط

جیوے تو جیوے کوئی اپنے نصیبون ورنہ
جان اسکی تو نہ لے جسکا ہو دلخواہ غلط

سنکے سو وصف ترا ہم تو ملے تھے تجھسے
پر جو دیکھا تجھے تھی محض یہ افواہ غلط

جی سے نفرت ہے کسی سے جو تجھے سو ہم ہین
صحبت بد سے ترے دلکو ہوا اکراہ غلط

بیخطر دے ہے جو تو دکھ یہ کہان سے جانا
پڑی تاثیر سے ہر بار مری آہ غلط

درد دل جن نے کہا تجھسے مرا لاکھ طرح
یہی سن سنکے کہا تو نے کہ واللہ غلط

وعدہ کرتے ہین جو طناز جہان عاشق سے
گاہ کرتے ہین وفا اُسکے تئین گاہ غلط

یہ غضب جھوٹ نہ دیکھا مین کہین اے کاذب
عہد روزانہ غلط قول شب ماہ غلط

نہوا یہ کہ مرے کلبۂ احزان کی طرف
آتے جاتے تو کسی گھر کی کرے راہ غلط

گر کوئی سمجھے کہ اے یار زبان سودا کی
مرتے مرتے ترے شکوے سے ہو کوتاہ غلط

یون ہے طریق عشق مین ہو راست یا غلط
اجر جفا درست ہے مزد وفا غلط

قاتل کو بیگنہ کے تو پہونچے ہے مزد قتل
وارث اگر قتیل کا لے خون بہا غلط

واشد ہے دل مرے کو دم سرد سے ترے
اس غنچے کو شگفتہ کرے گر صبا غلط

سرتا بپا جو دستۂ نرگس کیطرح چشم
ہوئے اگر وہ شوخ ادھر دیکھنا غلط

قامت کو اپنے یار کے تشبیہ سرو سے
سودا اگر مین دون تو ز سرتا بپا غلط

ردیف ظاء معجمہ

اُٹھے نشہ مین محبت کے خط یار سے حظ
بغیر بادہ چمن بیچ کیا بہار سے حظ

ہلال عید سے یہ عیش ہی نہ صائم کو
جو مجکو یار کی ہے تیغ آبدار سے حظ

یہ لخت دل مری پلکون پہ چشم تر کے دیکھ
کیا جو چاہے تو دریا پہ لالہ زار سے حظ

عبث ہین منتظر اس شوخ کی مری آنکھین
سوائے آئینہ کسکو ہے انتظار سے حظ

مجھے بھی عیش ہی یہ تیرے گرد پھرنے مین
کہ جون پتنگ کو ہے شمع کے نثار سے حظ

کسی شراب سے پائی نہ وہ حلاوت مین
گیا ہے یاد مین ساقی کے جو خمار سے حظ

عجب ہے تنگ سلاسل مین ہو نہ دیوانہ
رہے ہے دل کو مری زلف تابدار سے حظ

حلاوت اتنی ہے اس داغ دل کے گننے سے
کہ جو بخیل کو درہم کی ہو شمار سے حظ

ہزار سیر کرے شہر شہر کی سودا
اُٹھے گا دل ہی کے اپنے تجھے دیار سے حظ

زہے وہ معنی قرآن کہے جو تو واعظ
پھٹے دہن کے تئین اپنے کر رفو واعظ

مجھے یہ فکر ہے تو اپنی ہرزہ گوئی کا
جواب دیویگا کیا حق کے روبرو واعظ

خدا کیواسطے چپ رہ اُتر تو منبر سے
حدیث و آیہ کو مت پڑھ تو بیوضو واعظ

سنا کسی سے تو نام بہشت پر تجھ کو
گل بہشت کی پہونچی نہین ہی بو واعظ

ثبوت حق کی کرمی سبھون پہ ہے لیکن
تری تو نفی کرم پر ہے گفتگو واعظ

بتون کی حسن پرستی سے کیا خلل دین مین
خدا نے دوست رکھا ہے رُخ نکو واعظ

ڈرون ہون مین نہ کرین رند تیری داڑھی کا
تبرکات مین داخل ہر ایک مُو واعظ

ہزار شیشہ کرئے اسمین تین چھپائے ہین
تری جو پگڑی ہے یہ صورت سبو واعظ

سخن ہے وہ کہ موثر دلون کا ہونا ان
یہ پوچ گوئی ہے جس سے ہی تجکو خو واعظ

کہا تو مان لے سودا کا توبہ کرا ین سے
لب دوہن کے تئین کر کے شست و شو واعظ

ردیف عین مہملہ

اشک کے قطرے سے نیسان کا اثر رکھتی ہی شمع
سر سے لیکر تا قدم سلک گہر رکھتی ہی شمع

کون ہے میر الجبز پروانہ مرغ نامہ بر
شرح سے مکتوب کے میرے خبر رکھتی ہی شمع

تو مرے غمسے نہ رویا اور میری خاک پر
شام سے تا صبح اپنی چشم تر رکھتی ہی شمع

رہرو سوے عدم کو جنبش پا گیا ہے شرط
خانۂ فانوس مین ہر شب سفر رکھتی ہی شمع

جسقدر جلتے ہین تیرے ہجر مین اعضا مرے
استخوان مین اپنے کب سوز اسقدر رکھتی ہی شمع

شعلہ پر ہر چند دل پروانے کا بھی ہی نثار
واسطے جلنے کے پر کیا ہی جگر رکھتی ہی شمع

حسن کو سودا جو دعوی سلطنت کا اب نہین
سر پہ اپنے کس لیے یہ تاج زر رکھتی ہی شمع

کب آپ مجھ غریب کے بالین پہ لائے شمع
دل بیکسی کا مجھپہ جلے ہے بجائے شمع

پروانہ کے ہون مین اثر عشق سے خجل
کیون منفعل مجھے نہین کرتی وفائے شمع

آتا ہے جیمین یہ کہ قدم تیرے چھوڑ کر
گر رہیۓ جون تپنگ بہم ہو کے پائے شمع

عذر گناہ سے مین تپنگون کے داغ ہون
ظالم جلے ہے آپ تو کرتا ہے ہائے شمع

ٹپکا نہ تیرے چشم سے مجھپر تو اشک گرم
جلنے سے اسکے آپکو آسکے جلائے شمع

لطف اس چہرہ کے آگے کوئی یان رکھتی ہے شمع
خوبی نظر مین جہان رکھتی ہے وان رکھتی ہے شمع

بس اُٹھا آگے سے اپنے اب نہ کر اسکو خفیف
چشم پروانہ مین اک عزت و شان رکھتی ہے شمع

راستی یہ ہے کہ ہے بسکہ طویل القامت
حسن تیرا سا منہ اپنے پہ گمان رکھتی ہے شمع

سر پہ اُسکے بھی کیا فرض دھوین کی لٹ سے
کاکل اس طرح کی کب مشک فشان رکھتی ہے شمع

ٹلتے اپنے دہنون سے کوئی آتش نفسان
گذرے ہے سر سے وہان پانون جہان رکھتی ہے شمع

جان تک دے چکے بات اپنی یہ دل سوختگان
واسطے سر ہی کٹانیکے زبان رکھتی ہے شمع

کیا کیا اس خانۂ پر دود مین تھے بزم آرا
سو نہ اب نام ہی انکا نہ نشان رکھتی ہے شمع

کٹتی ہے عمر تاسف ہی مین اس بزم کے بیچ
لو ہے انگشت کہ جسکو بدہان رکھتی ہے شمع

تیرے بیمار کے بالین پہ نہ تنہا آپ ہی
شام سے صبح تلک اشک روان رکھتی ہے شمع

شمع شبہاے محرم کی طرح اپنے ساتھ
ایک عالم کے تئین گریہ کنان رکھتی ہے شمع

شہرۂ تاب و تب از بس ہے زبان زد اوسکا
ہم بھی کہدین جو کوئی پوچھے کہ ہان رکھتی ہے شمع

سوز تا سوز تفاوت ہے یقین کر سودا
داغ جو دلپہ ہے اپنے سو کہان رکھتی ہے شمع

مژگان کی گر خلش کا بدل ڈھنگ ہے دریغ
سینہ بھی یان برائے صفت جنگ ہے دریغ

زاہد جگہ نہ وان ہو تو حاضر ہے گھر مرا
میخانہ شکل کعبہ نہین تنگ ہے دریغ

نقص صفائی اپنا نہ بہہ نچا تو وان تلک
آئینہ خانہ ورنہ بہم سنگ ہے دریغ

داماں سیل اشک مرا ہجر مین ترے
مانند دامن چمن و گنگ ہے دریغ

بے ہمتی سبب تگ و دو کا ہے ورنہ یار
روزی برائے کور و کر و لنگ ہے دریغ

چڑیا سے لے بچا ہے نہ سیمرغ تک کبھو
شہباز عشق کا بھی عجب چنگ ہے دریغ

تکون کیواسطے ترے نیمہ کے سرو ناز
گلشن مین تختۂ گل اور رنگ ہے دریغ

خواہش جنھین ہو ملک کی اُنکو نہین یہ فہم
دو گز زمین زندان نہ سنگ ہو وسیع

بادہ پہ گو کہ عرصہ کیا محتسب نے تنگ
سودا کیواسطے قدح بنگ ہے وسیع

ردیف غین معجمہ

اے لالہ گو فلک نے دیے تجکو چار داغ
چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

ڈرتا ہے جون سپند کہین اب چٹک نجائے
ہے سوز دل مرے سے نپٹ بیقرار داغ

سینے سے سوز عشق ترا ہاتھ کب اٹھائے
تا پھوٹ کر جگر سے نہو جاے یار داغ

خورشید حشر ڈھونڈھے تو پاوے نہ منھ پہ تنگ
ہو جاے دل مریکا گر اوسکے دو چار داغ

دلسوز عاشقان کوئی سودا سا اب نہین
پروانہ جل مرے تو وہ ہو شمع وار داغ

آتش ہے میرا بوجھ سمندر نہ دہرے داغ
سوزش مین کہین اوسکے مین لکھتا ہون کپے داغ

پروانہ کی اور شمع کی نسبت سے ہے روشن
بیداغ ہوے عشق کو کب حُسن کرے داغ

عاشق ہی کے سینے کو ہے اس سوز کی برداشت
بجھ عشق سے کب کھا سکے ہر ماچہ خرے داغ

اے چرخ نہین تجسے مین خواہان زر و مال
دل کو تو مرے رکھ لغم سیمبرے داغ

بے مہر ہے اُسکی سند عشق جو کوئی
عشاق مین دل اپنے کو جبتک نکرے داغ

ہے خواہش گلزار تو سینے کو مرے دیکھ
تختے سے چمن کے ہین فزودا سپہ بھرے داغ

سودا نظر آتا ہے بہار آنے کا آثار
ہوتے چلے ہین پھر مرے سینے کے ہری داغ

نالے سے مین اپنے نہین لے رشک پری داغ
کرتی ہے مرے دلکے تئین بے اثری داغ

یارون کی مجھے سوخت کیا تیز روی نے
ہر ایک گیا دے کے رفیق سفری داغ

پہونچا کے تری زلف کی بو غیر کو بادلے
کرتی ہے مجھے موج نسیم سحری داغ

جلنے کی ترے عشق مین خو ہوگئی یانتک
لالہ کیطرح سوز سے رکھتا ہون ہری داغ

جانیکا کسیطرح نہین دلسے یقین ہے
جون جرم عقیق آہ ہمارا جگری داغ

ہوتا ہون خجل مفت مین پروانہ کے آگے
جب شمع کو کرتی ہو تری جلوہ گری داغ

طائر گو ہین پرواز مین جب دیکھون ہون سودا
کرتی ہے تب اپنی مجھے بے پر و بالی فراغ

سرد مہری سے بیان کے مٹ گیا ہے سوز دماغ
کر دیا ان ظالمون نے ملک دل کا بے چراغ

واے اس پیشہ پہ اے بلبل کہ جسکی ہو یہ قدر
خوار مین کوچہ بکوچہ تو ہے رسوا باغ باغ

مملکت ساری مین باور کر سلیمان کو تھا
گوشۂ خاطر مین اپنے ہے مجھے جو کچھ فراغ

بلبل خوش نغمہ ہون لیکن اس گلستان مین جہان
نالۂ مرغ چمن سے کم نہین فریاد زاغ

خوش کبھی اس بزم مین وہ دل نہ دیکھے اک جا
دم بدم مینا بھی روتا ہے جو ہنستا ہے ایاغ

حیف اس گلشن مین عاشق سے کوئی راضی نہین
گل سدا بلبل سے ناخوش مجھسے تو نت بیدماغ

دل اگر کھویا ہے سودا چھوڑ مت دنبال اشک
شاید اس دیوانے کا لڑکو نسے تو پاوے سراغ

کسطرح دلمین چھپاؤن تجکو ہین سینہ مین داغ
دال ہے یہ گھر کی بستی پر جو روشن ہو چراغ

دل کے داغون نے نرکھا سیر گلشن کا دماغ
زخم سینہ کا ہے میرے رخنۂ دیوار باغ

زلف دیکھون یا کمر یا چشم یا ابرو کی سمت
اتنی راہین دل کے گم ہونیکی لون کیدھر سراغ

قہقہہ مارے ہے شیشہ ہی نہ میرے عیش پر
تجھ بن اے ساقی مرا منھ دیکھ ہنستا ہے ایاغ

جی کے خوش ہونے سے رکھتا ہے تعلق حسن لطف
رنگ و بو نکلے ہے جب غنچے کے دل کو ہو فراغ

خاکپا انکا ہے سودا اس سے جو ملتی ہین گرم
روے نادیدا ونسے جنکا آسمان پر ہے دماغ

کب نظر جوشش طلب رکھتی ہے سوے سرو مہر
نور مہ کو سمجھے پروانہ کم از دود چراغ

عشق کی ہووے تو ہو ہمکو اسیری کا دماغ
دل نہ شاہی پر ہے اپنا نے فقیری کا دماغ

اس لیئے خاموش رہتے ہین چمن مین عندلیب
تجھ سے ہم رکھتے نہین ہین ہمصفیری کا دماغ

ہین اگر ایسے کی نظرون کا کہ میری خاک پر
باد کو بھی اب نہین ہے دستگیری کا دماغ

بخشے کتنی ہی کرین دعوی مریدی کا اگر
شیخنا دل کو ہمارے ہو نہ پیری کا دماغ

پوچھنا اشعار کا سودا کے کیا ہے شاعرو
گفتگو مین اسکی پاتا ہون نظیری کا دماغ

ردیف فا

اب ہو تو نہ ہرگز رہے کنعان مین یوسف
آ غرق ہو تجھ چاہ زنخدان مین یوسف

ہوتا اگر اس عہد مین تو دیکھ کے تجھکو
پڑھتا فتبارک کو تری شان مین یوسف

آنکھوں مین نظر بازوں کی رہتی ہے تری شکل
بستا تھا زلیخا کے دل و جان مین یوسف

بلبل سے کہا دیکھ تجھے سب نے چمن مین
خاموش کہ ہے سیر گلستان مین یوسف

کیا شاہد معنی کا ترے اب مین کہون حسن
سودا پھرے ہین اب ترے دیوان مین یوسف

دیکھون ہون یون مین اُس ستم ایجاد کیطرف
جون صید وقت ذبح کے صیاد کیطرف

بے مشورت نگہ کے تری طبع روزگار
آوے نہ تازہ جور کے ایجاد کیطرف

سے نے دانہ ہم قیاس کیا نے لحاظ دام
دھس گئے قفس مین دیکھ کے صیاد کیطرف

ثابت نہوئے خون ہزار و ز باز پرس
بولین گے اہل حشر سو جلاد کیطرف

پتھر کی ایک تھا سخن اُسکا ہزار حیف
بولی زبان تیشہ نہ فرہاد کیطرف

طرے کے تیرے واسطے صد چوب شانہ دار
پھری گئی ہے کاٹنے شمشاد کیطرف

سودا تو اس غزل کو غزل در غزل ہی کہہ
ہونا ہے تجکو میر سے استاد کیطرف

مائل تھا بسکہ دل مرا بیداد کیطرف
خون بہ چلا بدن سے تو جلاد کیطرف

غیرون کی بات پر کہون کان مت رکھو
لیکن کبھو تو میری بھی فریاد کیطرف

پہچانین ہم نہ گل کو نہ بلبل کے آشنا
منہ کر کے آنکھین کھولیان صیاد کیطرف

جور و ستم تعدی و اندوہ و درد و غم
مائل ہوے ہین اس دل ناشاد کیطرف

سامان نالہ سب ہے مہیا پر اے اثر
مین دیکھتا ہون تیری ہی امداد کیطرف

خون کر رہا ہے جوش رگ جان مین تری
سودا نہ دیکھ نشتر فصاد کیطرف

مرضی جو آئی چرخ کی بیداد کیطرف
مائل کیے دل اُس ستم ایجاد کی طرف

تصویر ہو کے آپ ہی حیران وہ رہ گیا
بیٹھا تو منہ کو پھیر جو بہزاد کی طرف

دیکھے جو ایک آن ترا سرو خوش خرام
قمری نہ دیکھے پھر کبھی شمشاد کی طرف
بھاوے نہ گل چمن نہ کبھو تجکو عندلیب
دیکھے جو آکے تو مرے صیاد کی طرف
صد شور حشر آوے تو یکدم نہو سکے
تیرے ستم رسیدہ کی فریاد کی طرف

ردیف قاف

بلبل نہ چمن ہے گل گلزار کا عاشق
جو گل ہے سو ہے تیرے گل رخسار کا عاشق
اے وائے بران عاشق نادار کہ جسکا
معشوق ہو درہم و دینار کا عاشق
رشتے کو محبت کے جگہ دی ہی مین دل مین
نے سبحہ کا طالب ہون نہ زنار کا عاشق
باتین مجھے بھاتی ہین باآمیزش دشنام
ہون اسلیے اس شوخی گفتار کا عاشق
ہے سرو سے قامت کے تری قمری تو والہ
اور کبک دری تک تری رفتار کا عاشق
بچکر رہ میخانہ سے اے شیخ نکلنا
ہر رند ہے وان جبہ و دستار کا عاشق

کیا قدر رکھے جنس دل اُس شخص کی سودا
جسکا ہو فروشندہ خریدار کا عاشق

رنگ سے پھر گئے رسوا ہوئے ہی بیمار عشق
عشق کو یارو چھپا سکتا نہین انکار عشق
گاہ اشک تر گہے خون گاہ ہین لخت جگر
اسطرح جاری ہے ان آنکھون سے کاروبار عشق
کیا کہون ان نے مجھے جون کر دیا بے خانمان
گھر پہ کافر کے نہ پڑیو سایۂ دیوار عشق
ترک مجھسے کیونکہ ہو عشق بتان اے اہل دین
سمجھون ہون تار نفس اپنے کو مین زنار عشق
خط سمجھ اے دل نہ اس عارض کے ملک حسن مین
اُتری ہے یہ فوج بہر غارت گلزار عشق
تھے سکندر طالع آئینہ دم تک کہ تھا دل اپنے پاس
کھا گیا افسوس اس آئینہ کو زنگار عشق
اس چمن مین طرح بلبل کے وہ نالان کیون نہ ہو
روز و شب کھٹکا کرے سینے مین جسکے خار عشق
اگر کہین عاشق ہو اے سودا تو مین تجسے کہون
وہ عمل مین لائیو جو نیک ہو کردار عشق

عشق کے ذرّہ شریعت سے قدم باہر نہ رکھ
سمجھے ہے دوزخ کو اپنا ایک شمہ نار عشق

ناصح نہ انسے بک جو ہین اگاہ راز عشق
وہ کر چکے ہین دین و دل و جان نیاز عشق
جھمکے ہے انمین حق کی تجلی کہ جو کوئی
جون شمع ہو رہے ہین سراپا گداز عشق

پروانہ رات شمع سے کہتا تھا راز عشق — مجھ ناتوان نے کیا کیا اٹھایا ہے ناز عشق
سینہ سپر ہے اُنکا سدا پیش تیغ یار — ہین جو کئے ہوئے بجہان سرفراز عشق
گر سخت تر ہے سنگ سے بھی جان عاشقان — ہی مثل موم وان ہی جہان ترکتاز عشق
ہی حق بجانب آپکے پیارے غرور کا — دیکھا نہین ہے آجتلک اُن نے نیاز عشق
محراب تیغ دوست سلامت رہے مدام — کعبے مین کب مین جاکے پڑھونگا نماز عشق

سودا یہ قصہ خط سے نہ کوتاہ ہو سکے
ہے حسن زلف یار سے عمر دراز عشق

حسن کے بازار مین کیا ہے جز اشیاے فراق — دیکے نقد دل نہ کر زنہار سوداے فراق
دوستان رفتہ کا اتنا فراق ایدل تجھے — دل لے ہینگے اکیدن ہرگز نہین جائے فراق
لطف ان دوراز وفاؤن سے محبت کا نہین — خانۂ دل کو عبث کیون کیجیے ماواے فراق
بس نہ تھا اک داغ ایدل پھر تو اُس سے لگ چلا — اُس دبی آتش کو ڈرتا ہون نہ سلگا دے فراق

وصل گر اُس شوخ کا سودا ہو تیری ستداد
ہو جیو مغرور مت ہے درمیان پائے فراق

زندگی کیون نہو دے مجھپر شاق — یار بے اعتنا و دل مشتاق
تجھ بن اعضا کا ہے یہ میرے حال — تار شیرازہ بن ہون جون اوراق
عشق تیرے مین سب منافق ہین — ایک غم کو نہین ہی مجھسے نفاق
الفت اس دل سے کب ہو دلکو ترے — یہ تو ہے لعل اور وہ سنگ سماق
غم نہین اُسکی بیوفائی کا — گر کرے ترک وفا نہ ہم سے فراق
جور تو ہے بجز گران ستم — گر رکھو تہ دورونہ کا اشتقاق
شیخ صاحب کے عقد مین دنیا — آئی تھی کب جو دی انھون نے طلاق
دیکھ زاہد کے سر عمامۂ نو — ہاتھ اٹھا رند بولے یار زاق
بخشے تجھ خط سے جب چمن مین بہار — روز ہی کی خزان نے آتشلاق

بار کیا اُسکے آگے اے سودا
منھ تو دیکھو کہ جیسے ہو سے طباق

ردیف کاف

شمع اُس عارض کے سب کہتے ہین پہونچے نور تک
ہمسے جو پوچھے کوئی ہے حرف شمع طور تک

بس چلے تو دیکھنے ہرگز تجھے تجھکو نہ دون
آئینہ گھر مین ترے رہنے نہ دون مقدور تک

آن کر اس میکدے کے بیچ جز چشم پُر آب
قسمت اپنی ہم نہ پائے ساغر معمور تک

رہیو مت غافل نگاہ حسرت آلود اُسکی سے
پہونچے وقت جانکنی گر اپنے تو رنجور تک

دل نہ دے ان سانورون کے تو نمک کو دیکھکر
تخم الفت کو نہ پہونچا اس زمین شور تک

باغ ہاتھ آوے تو کرلین غضب اہل اتقا
نسبت مے سے نہ چکھین دانۂ انگور تک

کون سے عارف کو یان دعوی انا الحق کا نہین
یہ ترانہ ختم لیکن ہوچکا منصور تک

فی الحقیقت جو مقام وجد ہے اے شیخنا
وہ نہین وابستہ ہرگز ڈھولک و طنبور تک

عمر بی میخانہ و ساقی نہین اُسکے نصیب
پہونچے گو زاہد عبادت سے قصور و حور تک

ہجو ہی اُس زلف کی تشبیہ دنیا مشک سے
شاعرو یہ بات پہونچیگی دراز و دور تک

یہ غزل سودا کہی ہے تونے اس انداز کی
ہند سے پہونچیگی ہاتھون ہاتھ نیشاپور تک

رہے اس فصل ہم اے بلبل و گل ناتوان یانتک
نہ نالہ لب تلک پہونچا نہ چاک جیب دامان تک

کوئی بیماردارون سے یہ کہیو جاکے جانان تک
مریض عشق کا تیرے نہ پہونچا کام درمانتک

عبث باندھون ہون لکھ لکھ شرح دل نالان کبوتر سے
دلونکے اُڑ گئے پرزے نہ پہونچی کچھ خبر وان تک

ترے غم کا دل پرخون سے استقبال کرنے کو
وہ قطرہ نارسا طالع ہی جو پہونچا نہ مژگان تک

روا کرتا ہی کیا دلکو کنو اگر خال پر سودا
کہین خط آگیا اُسکے تو ظالم حرف ہے جانتک

آباد شہر دل تھا مرے شہر یار تک
پہونچا نہ آ کوئی پھر اس اُجڑے دیار تک

ٹک دیکھ لین چمن کو چلو لالہ زار تک
کیا جانے پھر جئین نہ جئین ہم بہار تک

دیکھا نہ اُسکو وہین گمان سو طرف کیا
آئے نہ ہوتے کاشکے ہم کوے یار تک

قسمت نے دور ایسا ہی پھینکا ہمین کہ ہم
پھر جیتے جی پہونچ نہ سکے اپنے یار تک

ساقی سمجھ کے دیجیو جام شراب عشق
آخر کو کام پہونچیگا اسکا خمار تک

دیکھا کروں میں دور سے اے یار کب تلک
تڑپا کرے مرا یہ دل زار کب تلک

تنہا میں بستر اپنے پہ فکر وصال میں
یوں کروٹیں سدا شب تار کب تلک

مجھ وصل بن نہیں مرض عشق کی دوا
جیوں میں کہو تو ہجر میں بیمار کب تلک

سچی اگر ہو بات تو آ دے ظہور میں
جھوٹے قبول کیجئے اقرار کب تلک

دو روز کی بہار پہ اتنا نہ کر غرور
پیارے رہے یہ باغ حسن گلزار کب تلک

رخصت جو در تلک بھی نہ مجھے دے نہ باغبان
جھانکا کروں میں رخنۂ دیوار کب تلک

رشتہ نہو صنم کی جو الفت کا ہاتھ میں
گردن میں برہمن رکھے زنار کب تلک

اب کیجئے مرے مرض عشق کی دوا
رہیے گا دل کے در پئے آزار کب تلک

یوسف نہ ہاتھ آئے جو سودا بنقد دل
بیٹھا رہے دکان پہ خریدار کب تلک

خط آچکا پہ مجھسے وہی ڈھنگ اب تلک
ویسا ہی میرے نام سے ہے ننگ اب تلک

دیکھے ہو مجکو اپنی گلی میں تو پھر سے مجھے
ویسی ہی گالیاں ہیں وہی سنگ اب تلک

سب سے ہوا یہ ربط کہ جوں غنچہ و نسیم
رہتا ہے مجھسے ویسا ہی دلتنگ اب تلک

عالم سے کی ہے صلح مگر ایک میرے ساتھ
جھگڑے وہی عبث کے وہی جنگ اب تلک

دیکھے نہ مجھکو تا نہ کرے تیغ پر نگاہ
یا تنگ ہے میرے قتل کا آہنگ اب تلک

سنتا ہے جس جگہ وہ مرا ذکر ایک بار
بھاگے ہے وانسے لاکھ ہی فرسنگ اب تلک

سودا نکل چکا ہے وہ ہنگام ناز سے
پر مجھسے ہے ادا کا وہی رنگ اب تلک

رخ سے دیکھوں ہو نہیں اُس زلف سیہ فام تلک
شام سے صبح تلک صبح سے لے شام تلک

یک نفس گرد چمن ہم نہوئے بال افشان،
آشیانے سے اُٹھ اک رات گئے دام تلک

آپ سا مجکو تو زاہد نہ سمجھ کور سواد،
خط خوانسے پڑھا ہو نہیں خط جام تلک

شاعروں میں کب لکھے ہیں شیر کی تقریر جنگ
نہ جدل تقریر میں انکی نہ در تحریر جنگ

بعضے ایسے بھی ہیں نامعقول ہیں جنکا سخن
اپنی شہرت ہو نیکی سمجھیں ہیں وہ تدبیر جنگ

ہیچ گوئی سے نہیں ہٹتے پہ میدان سخن
کرتے ہیں گویا وہ جڑ کر پانو میں زنجیر جنگ

یکدگر ہوتا ہی ہے سقم سخن پر اعتراض
اسپہ کیا لازم جو تب کیجے ہو گر بیانگیر جنگ
ابرو و مژگاں کے مضموں کمیں کرے جو انکے دخل
کرنے یہ اُس سے لگیں ناداں بہ تیغ و تیر جنگ
میں تو حیران ہوں اب ان ناشاعروں کی وضع پر
کرتے پھرتے ہیں جو پڑھ پڑھ شعر بے تاثیر جنگ
کچھ بھی انمیں عقل ہے اتنا سمجھتے یہ نہیں
کرتے ناحق ہر مسلمان ساتھ ہی تکفیر جنگ

ایک اُنمیں سے لگا سودا کے آگے پڑھنے شعر
واسطے اتنے کہ تا کیجے باین تزویر جنگ

سنکے یہ بولا خدا کے واسطے کیجئے معاف
میں تو ہوں شاعر غریب اور آپ ہیں شمشیر جنگ
دل مسخر کر نہیں سکتے بہ تیغ و تیر جنگ
ملک تو یہ کچھ نہیں جسکو کرے تسخیر جنگ
یہ نہ کر مہر و محبت سے جو ہاتھ آوے تو آئے
اسکے ہاتھ آئیگی اے پیارے نہیں تدبیر جنگ
جنبش ابرو نے مارا لشکر صبر و قرار
ہووے ہی فیصل کہ جب پہنچے ہی باشمشیر جنگ
اُسکے مل چلنے کے ہی انجام سے غفلت میں دل
پر میں سمجھا ہوں کہ ہے اس خواب کی تعبیر جنگ
جب دو صف بیجان سپاہی ہوں تو ہو کسطرح صلح
روز و شب باہم رہے جوں لشکر تصویر جنگ
سامنے جھریکے تیرے مہر و مہ کا ہے یہ حال،
رنگ رو نامرد کا کرتی ہے جوں تغییر جنگ
کب سپاہی کام پر آقا کے اب دیتا ہے جی،
بھوک سے کرتا ہے ہو کر زندگی سے سیر جنگ
یہ نہیں ممکن ہے وہ وحشی کسی کا ہوے رام
کرتے ہیں اسیر عبث باہم جوان و پیر جنگ

در پڑا التحریر پر سودا کی قسمت کا لکھا
کر چکی اُسکی قلم با خامۂ تقدیر جنگ

پھونک دی ہے عشق کی تب نے ہمارے تن میں آگ
دہکے ہے جوں شعلۂ فانوس پیراہن میں آگ
رنگ گل کچھ بے طرح دہکے ہے اے ابر بہار
آشیاں میرا چھڑک لگتی ہے اب گلشن میں آگ
لالۂ خودرو نہیں ہے خون نے فرہاد کے
جوش میں آ کر لگا دی کوہ کے دامن میں آگ
گر نہو پانی دل اُسکا خوف سے اے شعلہ خو،
لگ اُٹھے تیری نگاہ گرم سے درپن میں آگ
رنگ یہ یاقوت کا دہکے اب انگارے کی طرح
حسرت لب سے تری از بس لگی معدن میں آگ
برج میں ہے دھوم ہو رہی ہے لیکن تجھ بغیر
یہ گلال اڑتا نہیں بھڑکے ہے اپنے تن میں آگ

گو بہار آئی کسے سودا بھلا لگتا ہے باغ
یوں چمن میں گل نظر آتے ہیں جوں گلخن میں آگ

عدو ہے دوری مے ایک اور خمار ہے ایک
گل ایک دشمن جان ہے مرا بہار ہی ایک

پہونچ شتاب کہ بیٹھا ہون اسگھڑی ساقی
دو چار ایک ہوئے ہین یہ دلفگار ہی ایک

نبچے تو نبچ رہے آنکھوںنسے دل مرا لیکن
غضب ہی یہ کہ ہین صیاد وہ شکار ہی ایک

بدن مین جسکے ترے عہد تک دل و جان ہے
ادا پہ ایک فدا ناز پر نثار ہی ایک

یقین ہی یہ کہ دراز ان سے عمر خضر نہو
ہے ایک اپنی شب ہجر و زلف یار ہی ایک

ڈبو دین ہین یہی دو جان و مال عاشق کے
دل ایک خون شدہ ہی چشم اشکبار ہی ایک

رہی نہ دین کی عزت نہ حرمت دنیا
خراب ایک ہی اے عشق تجسے خوار ہی ایک

ہوس رہی نہ چمن کی ہمین کہ داغون سے
دل ایک باغ ہے اور آنکھین آبشار ہی ایک

نہ کیجو تکیہ تو اس جان و جسم پر سودا
ہوا تو ایک ہے ان دو مین اور غبار ہی ایک

مین بتاؤن تمکو یارو گر کرو تدبیر ایک
بس ہے مجھ دیوانیکو اس زلف کی زنجیر ایک

دل دھڑکتا ہے مبادا اجل نجاوے یہ قفس
ورنہ اے صیاد کرتے نالۂ شبگیر ایک

کیون ڈراتا ہے مجھے تلوار ہر دم کھینچ کھینچ
یار ثابت کر تو مجھپر بھی بھلا تقصیر ایک

اس چمن کی سیر مین لیجا بسر تو سطرح
چاہیے ہووے نہ تیرا خار دامنگیر ایک

بزم مین تیری تو یون آزردہ خاطر ہین بہت
پر نہ دیکھا ہمنے سودا ساکوئی دلگیر ایک

سنبل و زلف سیہ کاکل و شب چارون ایک
غمزہ و ناز و ادا جنبش لب چارون ایک

دیکھیے کیونکہ بچے جی کہ ہوے ہین تیرے
تجھ بن اب درد و غم و رنج و تعب چارون ایک

باتین دو کہنے کی ہین دو نہین کہنے کے تئین
لب پہ گر ڈالے ہی تجھ آگے ادب چارون ایک

گل و خورشید و مہ و شمع ترے چہرے سے
بین کب کہ ہمین یہ نور کا اب چارون ایک

شعلہ و برق و تجلی و شرر اے سودا
رکھتے ہین زیر فلک حسب و نسب چارون ایک

رونیکو میرے تا بکجا دل سے آئے اشک
نکلے ہے خون چشم سے اتنو بجائے اشک

خون جگر تو چشم سے جو تھا سو بہ گیا
آتا ہی لخت دل بھی چلا اب قفائے اشک

رونے سے باز ہم کوئی آتے ہین مثل شمع
لے سر سے پانؤن تک نہ ہمین تا گھلائے اشک

نظر دنسے جو کسو کے گرے بول کیا سکے
ہمنے سنی نہ چشم سے گرتے صدائے اشک

آنکھون سے ایکدم نہین ہوتا ہے جدا
سودا مین کیا بیان کرون اب وفائے اشک

کب لگ سکے ہی اُس سے کوئی رنگ اور نمک
بیرنگی کا ترے ہے جو نیرنگ اور نمک

لذت ہی تیغ عشق مین کیا جب تلک نہو
دامن فراخ زخم دل تنگ اور نمک

ساقی جو تو نہوے تو ساغر بلور کا
مینا مے کیواسطے ہے سنگ اور نمک

مخمور ہو کے جام مے ناب کی طرح
پیدا کرے ہی چشم تری رنگ اور نمک

لذت ہے دل کو آنکھ لڑانیسے یار کے
دیکھا کہین نہ اسکے سوا جنگ اور نمک

ملنا ترا ہر ایک سے پھیکا کرے نہ دل
چاہے ہے دوستی مین تو یہ ڈھنگ اور نمک

موزون ہے اس چمن مین بہنگام میخوری
بھر کباب مرغ بد آہنگ اور نمک

خط ساده رونکے چہرے پہ رکھتا نہین ہے لطف
ایسا کچھ اسکو جان کہ جون بنگ اور نمک

کب سیر ہون وہ نان قناعت سے جو کوئی
کھاتے ہین خوان دہر پہ سر جنگ اور نمک

جز خط سبز عارض دلدار ہمنشین
دیکھا ہے آپ نے یہ کبھو رنگ اور نمک

سودا سے کیونکہ یار کو ہووے موافقت
پیر و جوان ہین بادهٔ گلرنگ اور نمک

کرتی ہی مرے دلمین تری جلوہ گری رنگ
اس شیشہ مین ہر آن دکھاتی ہی پری رنگ

کس رنگ مین دیکھا نہ ترے رنگ کا جلوہ
سب رنگ مین ہی تو یہ ترا اسسے بری رنگ

اے شیشہ گران دل کوئی ٹوٹا جو بناوے
پیدا کرے پھر اور ہی کچھ شیشہ گری رنگ

ہر مرغ کو پہچان کے نامے کو تو لینا
نالے کے کبوتر کا ہے میرے جگری رنگ

ہے خاک بسر آج حنا جانے چمن کا
دیکھ آئی ہے کیا جا کے نسیم سحری رنگ

کس گل مین یہ جلوہ ہی جواب کنج قفس مین
دکھلاتی ہی میری مجھے بے بال و پری رنگ

گر جامۂ عریانی کو خاک تری سودا
ہو عزم سفر یا نسے تو ہے یہ سفری رنگ

ردیف لام

کھینچ شمشیر چاؤ دل کے نکال
آج در پر ترے پڑا ہون نڈھال

پان کھا کھا کے آرسی کے بیچ
اپنے ہونٹھون کو دیکھتا ہے لال

کم ہے ناصر علی سے نعمت خان
اُس سے مرغوب تر ہے اسکا خیال

شلغم اس داڑھی پر تو ناچے ہے
کیا ہے اے مسخرے یہ تیرا حال

داڑھی ملا کی جون گیہون کا کھیت
لے گئے لڑکی لڑکے ایک ایک بال

اُس کے قامت کو صحن گلشن مین
ہو گئے سرو دیکھتے ہی نہال

لے مرے دل کو دے کے اپنا دل
سنگ کے مول یہ بکے ہے لعل

دے ہے دولت فلک ہمین لیکن
اس سے ہم لین یہ کیا ہے ایسا مال

واہ واہ بے تما کو والے سکے
دے ہے تو وہا ہمین دکھا کر گال

میوہ نخل امید سے سودا
جتنا چاہے تو کھا یہ توڑ نہ ڈال

سخن عشق نہ گوش دل بیتاب مین ڈال
مت یہ آتشکدہ اس قطرۂ سیماب مین ڈال

گھر کا گھر بیچ نہ کر خرچ مے ناب مین ڈال
زاہدا اسباب جہان کچھ نہین دے آب مین ڈال

ابھی جھپکی ہے ٹک اے شور قیامت یہ پلک
صبح کا وقت ہے ظالم نہ خلل خواب مین ڈال

کرکے معیوب طمع دلکو نہ سن حرف درشت
یہ بڑی چیت ہے نہ اس گوہر نایاب مین ڈال

شمع سان سر ویئے کیونکر کہ یہان بیٹھے ہین
ہم بنا ہستی کی اپنی رہ سیلاب مین ڈال

دسترس ہووے تو کر مہر کا طرہ مقراض
ساقی کے سامنے دیجے شب مہتاب مین ڈال

کوے میخانے سے رکھ دل تو کنارا اے سودا
شیشہ ٹوٹا ہے نہ جا کر رہ احباب مین ڈال

پوت پیتے ہین دُر دیدۂ نمناک کے مول
مژۂ تر کو بتان لیوین نہ خاشاک کے مول

دل پرخون کو نہ وہ غنچہ لیوے بہ نگاہ
جرعۂ مے جو ہے شیشے مین تو دے تاک کے مول

زاہد انطق گھر بار پہ واعظ کے بجا
الٰہی بیچے ہے بیٹھا دُر ادراک کے مول

مرغ دل کے جو شکاری ہین اگر صید حرم
بکنے آوے تو خریدین نہ وہ فتراک کے مول

تڑپ اپنے دل بیتاب کی خاطر اے شوخ
برق سے لے ہے ترے غمزۂ چالاک کے مول

شوق کسکو ہے پتنگون کے لڑانیکا کہ خلق
شیشہ ٹوٹا ہو تو لے ہے دل صد چاک کے مول

عکس رو اپنے سے کہتا ہے لب آئینہ مین دیکھ
ان نگینون کا پتا کیا ہے بے حکاک کے مول

کوزہ پشت اتنے ہوئے شیخ ہمارے کہ عصا
بیچے اپنا تو وہ شاید بکے مسواک کے مول

محتسب رحم کر اب مفلسی رندان پر
تنگ قدغن سے ترے بکتی ہے تریاک کے مول

بے زری خلق کو ہے یہ کہ کسی کا کیسا
کوئی کاٹے تو بکے کیسہ دلاک کے مول

جنس دل اپنی کے بکنے کو کہون کیا سودا
مفت بر لیجئے دیتی ہے اے سفاک کے مول

مر لگتا نہیں اے باغبان تیرے چمن مین دل
لگے کیونکر کہ جسکا یار بن سرو و سمن مین دل

جلے ہم شام سے تا صبح ہم بزم ہو نہیں یون اپنے
جلے ہے شمع کا جسطرح تیری انجمن مین دل

کہا مت کر ہمین حرف درشت اے یار تو ہر دم
نظر آتا ہے اکثر ٹوٹ جاتے یک سخن مین دل

جو تو سیر چمن مین ساتھ ہوتا ہے تو شادی سے
سما تا وان نہیں جون غنچہ میرے پیرہن مین دل

نہیں سودا جو وہ مر نیکے بعد از بھی تجھے بھولے
پڑا تڑپے گا تیری یاد مین اسکا کفن مین دل

ہووے نہ ملک عشق سے کم رسم داغ دل
روشن رہے ہمیشہ الٰہی چراغ دل

مانند غنچہ تا کہ پریشان نہوئے تو
کب اس چمن کی سیر مین پاوے فراغ دل

شاید کہ سیل اشک نے اسکو بہا دیا
سینے مین اب تو خاک نپایا سراغ دل

یکدست اک زمانہ جہان مین لٹائے گل
سر کو ہمارے خاک نہ دیوے جو جلائے گل

کہتے تھے اسلئے کہ نہو آشنائے گل
اے عندلیب دیکھی نہ آخر وفائے گل

دیکھے اگر صفائے بدن کو ترے صبا
کھولے کبھو نہ شرم سے بند قبائے گل

مین اور عندلیب ازل سے ہین ہم نصیب
مجھ پر ستم ہوا ہے تو اسپر جفائے گل

ہے شرط در دیوان کہ بجز حکم عندلیب
کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لائے گل

ہستی سے نیستی مین جو بہتر نہو مزا
ہنستا ہوا جہان سے ہرگز نہ جائے گل

سودا کبھے بہار مین وضع زمانہ دیکھ
اے وائے وائے بلبل و ہے ہائے ہائے گل

جب تو چمن سے گھر کو چلا کرکے دید گل
بلبل نے گل کو دیکھ کے تجھے لی رسید گل

آنے کی تیرے باغ مین ہے آج یہ خوشی
نو روز عندلیب کہون یا مین عید گل

ساقی تلاش بادہ مین مطرب بفکر ساز
بلبل ہو غرق زمزمہ سُنکر نوید گل

جون لالہ داغ داغ ہے دل لیک اب ہمین
رکھنے کی اس چمن سے ہی سر پر امید گل

جس جا کہ ذکر حسن ہو تیرا تو اُس جگہ
لائق نہین جو کیجیے گفت و شنید گل

بندہ مین بیدرم ہون ترا اسکو جان لے
بلبل چمن مین دہر کی ہے زر خرید گل

نسبت نہ عندلیب سے سودا کو دیجیو
بسمل یہ آن کا ہے تری وہ شہید گل

جاتا ہے دل تو جائیو ہشیار آجکل
چلتی ہے اسکے کوچے مین تلوار آجکل

خنجر مژہ ہے تیر نگہ تیغ ابروان
مجروح کس سے ہے یہ دل زار آجکل

کوئی دوا نہین ہے موافق بغیر وصل
مرتا ہے تیرے غم مین یہ بیمار آجکل

گر زمزمہ یہی ہے ہمارا تو ہم صفیر
ہوتے ہین اس چمن مین گرفتار آجکل

تسبیح گر یہی ہے جو رکھتا ہے شیخ شہر
اے یار ہم تو پہنین گے زنار آجکل

عرصہ سمجھ بہار کا ساقی پہونچ شتاب
جاتی ہے اس چمن سے یہ گلزار آجکل

گر ہے ترا سلوک یہی ہمسے اے صنم
بت سے کریگا برہمن انکار آجکل

مت چل تو اس لٹک سے کہ ظالم قدم تلے
مل ڈالے گی جہان کو یہ رفتار آجکل

تیری زبان سے عہدہ برآ کیونکہ ہو کوئی
سودا سے ہے جو کچھ تری گفتار آجکل

اس چمن کی سیر مین آیا رہوین ملکے گل
کیا بنائے صانع قدرت نے رنگین گلکے گل

یہ نہو دریا کہ جس سے گذرے تو پل باندھکر
موج چشم عاشقان دے توڑ پل مین ملکے پل

قتل کا کسکے کیا ہے آج ان آنکھون نے عزم
کھینچکر تیغے رہے ہین ابرو اُس قاتل کے تل

عہد مین تجھ حسن کے جسکو ہوا ہے شغل عشق
مچ رہی ہے شرق سے تا غرب اُس شاغل کے غل

حل مشکل کس سے ہو سودا کی شاہا تجھ بغیر
کھولدے مشکل کشا عقدے مری مشکلکے کل

ردیف میم

سنا ہے اب تجھے خط آیا ہی کس اسلوب دیکھین ہم
لکھا ہو وصل قسمت مین تو یہ بھی خوب دیکھین ہم

ہمیں دعویٰ نبوت کا نہیں کچھ صرف عاشق ہیں
جفائے صبر یہ دل پر کہ جون ایوب دیکھیں ہم

ہوئے ہیں غرق ہم جسطرح آب چشم میں اپنے
بھلا اے ابر یوں دریا میں تو تو ڈوب دیکھیں ہم

لکھی ہے شرح سوز دل بجز پروانہ اے ظالم
تجھے اب کون پہونچاتا ہے یہ مکتوب دیکھیں ہم

لکھو ہوں سے نگہ کرتے ہو تم آئینہ پر اکثر
مزاج آئے ہوا یدھر تو کوئی محبوب دیکھیں ہم

خدا وہ دن کرے ہوئے جو کوئی تند جو تجھسا
ترا دل ہو راغب اُس پہ وہ ترا مرغوب دیکھیں ہم

ترے دیکھے سے تو اٹھ جاوین یہ وہ آنکھیں کہاں جس سے
جفا کے سامنے اپنی وفا محجوب دیکھیں ہم

نہ دیکھا ہمنے کچھ اپنے سوا وہ جسکو دل چاہے
جو طالب ہوں کسیکے تو کوئی مطلوب دیکھیں ہم

خوشی سودا کو کب ہے حور سے نسبت کی اے اہد
وہ دن ہو دخت رز سے آپ کو منسوب دیکھیں ہم

تیرے ہی دیکھنے کے نہ آوے جو کام چشم
تو زخم چہرے پر ہے کہ اُسکا ہے نام چشم

کیونکر نہ دیکھے خلقت انسان تجھی کہ سنگ
دیکھے لباس آئینے میں ہو تمام چشم

مبدا جو بلا کا ہی سو ہے وہ نظر چشم
آئے ہے کسی دل پہ جب آفت زدہ چشم

آتا ہے نظر رونے سے ہر دم کے یہ مجکو
ہے قافلۂ اشک کے ہمرہ سفر چشم

اڑ لگتی ہے جلوے پہ حسینوں کے مری آنکھ
دیدا اُنکی سے پہونچے ہے بہم بال و پر چشم

مکتوب غم اُس شوخ تلک سیل سے پہونچا
دیکھا نہ بجز اشک کوئی نامہ بر چشم

دیدار کے وعدے پہ نہ رکھ منتظر اتنا
تا مجکو برابر پڑے سود و ضرر چشم

چاہے تو جہان رہ مرے پیارے کہ تصور
رکھتا ہے ترے جلوے کو میری آبہ چشم

موتی کو صدف کے ہے مرے اشک پہ ترجیح
عالم میں نہیں قدر شناس گہر چشم

سرمہ تو ان آنکھوں میں ہے پر کیا کہوں سودا
آفاق کے ہے موجب نور بصر چشم

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
ذرہ بھی ہم تڑپنے نہ پائے کہ بس تمام

صیاد سے ہوں اے اثر نالہ منفعل
آتش دی اُن نے دام کو توڑی قفس تمام

اشک آنکھ سے تھمنے تو رہے نالہ سے یہ دل
جب قافلہ تھکے تو ہو بانگ جرس تمام

آتش کو رنگ گل کے صبا تونے پھونکا تھے تک
جلوائے آشیان کے مرے خار و خس تمام

سودا ہوئی ہر نشانہ کو نہ لقو نہیں اسکی راہ
اس دست نارسا کو ہے کیا دسترس تمام

اب اسطرف تری دل گرمی شعلہ خو معلوم
تپاک غیر سے جو ہونگے ہم سے وہ معلوم

بھری ہے دلمین ترے یان تلک محبت غیر
کہ جا نہین مرے کینے کو پھر تو معلوم

گلہ مین غیر کے میری وفا کرو تو یاد
سو غائبانہ کبھو اُسکے رو برو معلوم

خطا ہے زلف کو تیری کہون جو مشک ختن
سیاہ فام تو وہ ہے پر ایسی بو معلوم

ستم ترے کی کرون کسکے آگے جا فریاد
جو تجکو رو ہے جہانمین سو مجکو رو معلوم

عبث ہے مہر کی نت اُٹھ تلاش کرنے کو
ہے وصل دور ترا میری جستجو معلوم

طبیب اُٹھ مرے بالین سے دے اجل کو جگہ
دوا مری وہ لب شربتی ہے سو معلوم

نہ زر نہ زور نہ طالع نہ تیرے دلمین مہر
جو چاہیے اس سے یہ دل کامیاب ہو معلوم

سخن تو یار بھی سودا برا نہین کہتے
و لے جو چاہیے یہ انداز گفتگو معلوم

نہ غرض کفر سے رکھتے ہین نہ اسلام سے کام
مدعا ساقی سے اپنے ہین اور جام سے کام

دل نالان کو مرے کسکے ہے آرام سے کام
کوئی بیچین رہو اپنے اسے کام سے کام

اس چمن مین نہ کسی چشم سے ٹپکے کوئی اشک
صبح تک ہمکو بھی شبنم ہے یہی شام سے کام

کیون نہ انکی چلے ہر ایک جگہ مکڑا اکر
نہ پڑا اُسکو تری زلف سیہ فام سے کام

گر اکیلا کہین ملجائے ہمین تو دل کا
لیجے من مانتا اُس شوخ گل اندام سے کام

ہو اسیر اُسکا جسے بعد گرفتاری عید
نہ گرفتار سے مطلب ہے نہ دام سے کام

ہے مبرا یہ زبان کہنے سے اب رام رحیم
جن نے پایا ہے نشان اُسکو نہین نام سے کام

جو ہین آغاز ترے کام کا دیکھا سودا
وائے وہ دن کہ تجھے اُسکے ہو انجام سے کام

کیا مچائی اُن نے میرے دل کے کاشانے مین دھوم
شور ہی جسکے لیے کعبہ مین بتخانے مین دھوم

مٹ گئے وہ شور دل کے ہائے تب آئی بہار
ورنہ کیا کیا ہم بھی کرتے شہر و ویرانے مین دھوم

زلف کو کھولا تو کر اس دل کی شورش کا علاج
سخت دیوانے نے کی زنجیر کھلوانے مین دھوم

تجھ نگاہ گرم کی حسرت سے دل مارے ہے جوش
راتکو دیکھون ہو نہین جب شمع و پروانے مین دھوم

اسقدر ہین لاغری میری سے خوش اتنا ہے ہر
جون ہلال عید ہے میرے نظر آنے مین دھوم

دل کو اُس کوچے مین ترے اب چلے ہین سیل اشک
ہوئیگی بیچہ دان اطفال دیوانے مین دھوم

کب سے اے سودا شراب اس بزم میں پیتے ہیں یار
تو نے اے کم ظرف کی پہلے ہی پیمانے میں دھوم

لے دیدۂ تر جدھر گئے ہیں ہم
ڈبرے جو تھے خشک بھر گئے ہم

تجھ عشق میں روز خوش نہ دیکھا
دکھ بھرتے ہی بھرتے مر گئے ہم

تیرا جو ستم ہے اسکو تو جان
اپنی سی تو خوب کر گئے ہم

یہ قطعہ پڑھے تھا سوز دل سے
سودا کے جو رات گھر گئے ہم

جون شمع لبوں پر آرہا جی
تھا تن سو گداز کر گئے ہم

اتنی بھی پتنگ پیش قدمی
گر شام نہیں سحر گئے ہم

ہوگی نہ کسیکو یہ خبر بھی
اس بزم سے آگدھر گئے ہم

ہیں صفائے بادۂ و دُرد تہ پیمانہ ہم
نور شمع مجلس و سوز دل پروانہ ہم

جان عقل کامل و شور سر دیوانگان
رونق آبادی کے ہیں اور وحشت ویرانہ ہم

چشم شیخ و برہمن میں ہے ہمیں جون سرمہ جا
گرد راہ کعبہ و خاک در بتخانہ ہم

فیض سے مستی کے دیکھا ہمنے گھر اللہ کا
جا رہے مسجد میں شب گم کر رہ میخانہ ہم

فرصت اکل و شرب کی پائی نہ یاں مانند شمع
لیگئے ہمراہ جو لائے تھے آب و دانہ ہم

زاہدا گہ تو صلاح نیک ہے دونوں میں کیا
جام کا بوسہ لیں یا چومیں لب جانانہ ہم

گر نکالا آسمان نے گھر سے اپنے ہے سزا
آنکر مہمان بن بیٹھے تھے صاحب خانہ ہم

میں سے پانو کی لغزش کے کیا اے شیخنا
دیر سے اُٹھتے ہوئے کل سجدۂ مستانہ ہم

واعظا سوز جہنم سے ڈراتا ہے کسے
والے پھرتے ہیں بغل میں دل سا آتشخانہ ہم

ہاتھ اُن زلفوں تلک پہونچے نہ اپنا ایکبار
گر بہم پہونچائیں صد انگشت مثل شانہ ہم

ماندگی گر محنت دنیا کی خواب آور ہو یاں
شور محشر کو بھی سودا سمجھیں اک فسانہ ہم

دھن کے سر لولا گئے جب یار کے کاشانہ ہم
جی میں آتا ہے کریں اس گھر کو خاد تخانہ ہم

ہے عجب قسمت کہ سمجھے جسکو اپنا آشنا
آخر کار اسکو پایا آپ سے بیگانہ ہم

کوہ کا پیارے اٹھانا زور مردونکا نہیں
جو اُٹھادے نجتسے دل سمجھیں اُسے مردانہ ہم

شیخ جی مانگو دعا تا یار ہووے مہربان
آپ کی داڑھی میں دے چھلے کرینگے شانہ ہم

دختر رز سے ہمارا باندھ دے گر تو نکاح
خوب سا کھلوائین اے ملا تجھے شکرانہ ہم

آبیار کشت ہستی گو نہو اپنا کہ ہین
اشک کے مانند آپھی آب آپھی دانہ ہم

کام سے نے شمع حرم سے نے چراغ دیر سے
جسجگہ تیری تجلی ہو وہان پروانہ ہم

دوستی کا غیر کے کیا ذکر اس دل مین کہ دوست
آشنائی مین ترے ہین آپ سے بیگانہ ہم

جب تصور بیچ اُن زلفون کے جھپکے ہے پلک
کرتے ہین انکو خیال اپنے مین سودا شانہ ہم

عاشق تو نامراد ہین پر اسقدر کہ ہم
دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کر کہ ہم

کہتا تھا کل کسو سے کرونگا کسیکو قتل
اتنا تو کشتنی نہین کوئی مگر کہ ہم

دیکھین تو کسکی چشم سے گرتے ہین لخت دل
تو اسطرح سے رو سکے اے ابر تر کہ ہم

بیٹھا نہ کوئی چھانون نہ پایا کسینے پھل
بے برگ و بر نہین کوئی ایسا شجر کہ ہم

قاصد کے ساتھ چلتے ہین یون کہکے میرے اشک
دیکھین تو پہلے پہونچے ہے وان نامہ بر کہ ہم

اتنا کہان ہے سوز طلب دل تپنگ کا
رکھتی نہین ہے شمع بھی ایسا جگر کہ ہم

یا تنک ہو نہین ضعیف کہ کہتے ہین میرے عضو
باریک و ناتوان ہے اب اسکی کمر کہ ہم

سودا نہ کہتے تھے کہ کسیکو تو دل نہ دے
رسوا ہوا پھرے ہے تو اب در بدر کہ ہم

خانہ پرور چمن ہین آخر اے صیاد ہم
اتنی رخصت دے کہ ہو لین گل سے ٹک آزاد ہم

خندۂ گل بے نمک فریاد بلبل بے اثر
اس چمن سے آہ جا کر کیا کرین گے یاد ہم

خاکسارون سے موافق کب ہے دنیا کی ہوا
راہ مین تیری گئے جون نقش پا برباد ہم

ذبح تو کرتا ہے ٹک فرصت گلے لگنے کی دے
عید قربان ہے تجھے دے لین مبارکباد ہم

قیس جسدم سے گیا اپنے قدم کے فیض سے
خانۂ زنجیر رکھتے ہین سدا آباد ہم

نہین نکل سکتے اسیری سے تری اے سرو قد
طوق قمری کی طرح رکھتے ہین مادر زاد ہم

اے جنون مصرع ترا سودا کی ہے زنجیر پا
قید سے تیری نہین ہو سکتے اب آزاد ہم

اے گل صبا کیطرح پھرے اس چمن مین ہم
پائی نہ بو وفا کی ترے پیرہن مین ہم

شیشے کی طرح دلکے تئین رو کے تا سحر
خالی کرین ہین بیٹھ تری انجمن مین ہم

فانوس بیچ شمع جلے جسطرح ہنوز
جلتے ہین تیرے ہجر سے ظالم کفن مین ہم

کرنے کو وصف طول تری زلف کا صنم
پھیرے خدا ہی جائین جو فکر سخن مین ہم

سودا نہ تن ہمارے سے شعلہ اٹھا کبھو
بھٹی کی طرح جل گئے کچھ من ہی من مین ہم

تو کیون جلتی رہی بلبل چمن مین دیکھکر شبنم
کہ وہ دامان پاک گل جسے کرتی ہی تر شبنم

ندیکھا اس سوا کچھ لطف ای صبح چمن تیرا
گل ایدھر لیگئے گلچین گئی روتی ادھر شبنم

بھلا گل تو تو ہنستا ہی ہماری بے ثباتی پر
بتا روتی ہے کسکی ہستی موہوم پر شبنم

پرے ٹک بر سید گلشن سے ہم نازک مزاجونکے
بہا دیتی ہے رنگ گل کو یان آ ابر تر شبنم

کہا بلبل سے یہ گلشن مین کچھ تجکو بھی ای نادان
خبر ہی اسکی یان کرتی ہی کیون اتنا گذر شبنم

چمن مین وقت رخصت صبحکو مین کیا کہون تجسے
روئی ہر گل کی چھاتی سے لپٹ کر کسقدر شبنم

بس ان باتون سے یہ روشن ہی پیش دیدۂ بینا
رکھے ہے عشق کے محبوب پر تیری نظر شبنم

یہ بولی سنکے وہ یون بھی ہوا بالفرض ای سودا
تو کیا چھینے تھی مین گل کا کہ لیگئی توڑ کر شبنم

مجھے وضع جہان اس شک سے محفوظ رکھتی ہی
بہار آخر ہے اک پل مین کہان پھر گل کدھر شبنم

ترے آگے ادب سے خورشید کا منہ خوش نہین آتا
چمن سے ورنہ کیون جاتی رہی وقت سحر شبنم

پیتا ہون یاد دوست مین ہر صبح و شام جام
بے یاد دوست مجکو ہے پینا حرام جام

اے شمع سرکشی نہ کر اتنے فروغ پر
ہے کلبۂ فقیر کا بدر تمام جام

کیون شیخ اسکو منہ نہ لگا دن مین کس لیے
لاتا ہے لب سے یار کے ہر دم پیام جام

رہتا مثال جام دہن وا تمام عمر
دیتا نہ زخم دل کو اگر التیام جام

جمشید کو تھی مملکت جم ہی ستم
کرتا نہ جا بجا آن کے گر انتظام جام

سودا تھا وقت نزع کے کلمے کا منتظر
جنبش لبون کی دیکھی تو کرتا تھا جام جام

وہی ہین دن وہی راتین وہی فجر و وہی شام
وہی ہے روشنی مہر و مہ جو کچھ تھی مدام

بجا نو دور محبت کا کیا ہوا یا رب
کہ دوستون سے جدا کرکے گردش ایام

ہمین لے آئی ہے شہر غریب جسدن سے
کبھو انھون کیطرف سے نہ نامہ و پیغام

علی الخصوص تغافل کو میر صاحب کے
کہو نمین کس سے کہ با وصف اتحاد تمام

لکھا نہ پرچہ کاغذ بھی اتنی مدت مین
کہ بے قرارون کو تا ہووے موجب آرام

کبھو اُنھون کو ہماری بھی الفت سابق
کسیکے ہاتھ جو بھیجے ہے نامہ و پیغام

جو وہ پھرے ہے اُدھر سے تو یہ بھی کہتا نہین
کہ مین کہی تھی تری بندگی اُنھونکو سلام

ردیف نون

سوتے مین ترے گھر کی طرف رو نہ کرون مین
تا دو سے ترے ملنے کو یکسو نہ کرون مین

دل دون اُسے تجسے بھی وفا مین جو زبون ہو
خواہش تری تو گو کہ ہے نیکو نہ کرون مین

دیکھون نہ ترا منھ کبھو اب گل کے مین ہوتے
سنبل کے سوا زلف تری بو نہ کرون مین

نظارہ کرون نرگس شہلا کو شب و روز
بر دید تری نرگس جادو نہ کرون مین

سایہ ہو پڑا سرو کا جس جا کہ چمن مین
وان یاد ترا قامت دلجو نہ کرون مین

عادی ترے کوچے مین جو ہون ہرزہ دوی کے
کیون اسکی عوض سیر چمن خو نہ کرون مین

جس جا کہ ہلال مہ عید آوے نظر وان
ناخن بدل اپنے ترا ابرو نہ کرون مین

اُٹھتے ہوئے لٹ دیکھون دھوین کی بسر شمع
کاکل سے نگہ تیرے سر مو نہ کرون مین

میزان خرد مین جو کرون حسن بتان وزن،
تجھ حسن کو پاسنگ ترازو نہ کرون مین

تجھ وحشی نگہ سے جو مین اب آنکھ لگاؤن
دل بستگی کیون اپنی کو آہو نہ کرون مین

اب تجھسے ملون تب کہے کھا کر جو قسم تو
آزردہ کسیطرح سے تجکو نہ کرون مین

ہے دوسر یکا شکوہ جو ہر دم تجھے سودا
ہرگز جگہ اسکی ترے پہلو نہ کرون مین

حسن یکتا مین ترے ہرگز دوئی کو رہ نہین
بلکہ یون سمجھا ہے عالم نے کہ تجسا تو نہین

گر نہین باور تو دیکھ آئینے مین اپنا جمال
عکس گلچین برنگ ہے گل کا کیا گل کی بو نہین

بولنا بھاتا نہین اُسکا جو بے مورد نہو
خوش صدا ہوتی ہے وہ چینی کہ جسمین مو نہین

جب امید وصل ہوتی ہے تو یون بولے ہے یاس
مختلط انسان سے ہو جنس پری کی خو نہین

تیغ کہ سکیے نہ اُسکو نے کمان نے ہلال
شے ہے اک ناخن بدل اُس چشم پر ابرو نہین

شانہ کھولے گا صبا میرے دل صد چاک کا
زلف کی اُسکی گرہ کچھ غنچہ خوشبو نہین

سنکے ترک عشق میر اینسکے یون بولا وہ شوخ
نیل بگڑا ہے کہین یار وہ یقین مجکو نہین

روئے برسون پر نہ پہونچی منزل مقصود کو چشم
حامل کشتی ہے دریا ہے کچھ آب جو نہین

خط سبز اسکا سیہ کچھ رو ہوا میرا سفید
خواہش ترک نیاز و ناز دونون کو نہین

مین کہا سودا سے وہ بھی چاہتا ہی تجکو یار
وہ لگا کہنے محبت ہم مین کچھ یکسو نہین

مجھے عاشق نہ بوجھ اپنا جفا کا کب مین حائل ہون
لگا لو ہو شہیدون مین تجھے کاہیکو داخل ہون

جہان پوچھون مجھے جرم وفا پر اپنے قائل ہون
مین سر سے تا قدم یار و نیاز تیغ قاتل ہون

مسیحان ادا اسکے تو ہر کوچے مین ہین لیکن
گرہ کا چین پیشانی کے وقت ناز بسمل ہون

نہ دانہ آبلہ جھپٹ خوشہ چین میر کیے ہاتھ آوے
جو ہر دم برق کا مورد ہے اس خرمن کا حاصل ہون

خم وحدت مین میرا بادہ کیا کیا جوش مارے تھا
فلک کے شیشے مین آگر مین اس مستی سے غافل ہون

جگہ تجھ بن ہے کیونکر کسکے منہ دکھانے کی
مین عکس اپنے سے آئینے مین کس منہ سے مقابل ہون

مجھے یارو دماغ اب کب ہے گا گلگشت دو عالم کا
قدم رکھنے مین باہر گوشہ خاطر سے کاہل ہون

بچشم کم نہ دیکھ اے شاہ تو میری گدائی کو
مین در سے بے نیازی کے نہ اٹھکر تجسے سائل ہون

نصیحت کیون تو کرتا ہی نہین بادہ مین اے ناصح
کہ ملنے سے ملیحون کے نشے اپنے سے زائل ہون

مکرر رنجیدہ تو مجکو کہ تیری طبع اے ظالم
اگرچہ جون شیشہ نازک ہی تو سر تا پا مین یکدل ہون

مین عاشق اپنا اور معشوق اپنا آپ بن بیٹھا ہے
گہے پروانہ اس مجلس مین گاہے شمع محفل ہون

تم فیض آکے مجھ تک ایک عالم نے اٹھایا ہی
نہین سودا مین دریائے سخن پر اسکا ساحل ہون

زبس رنگینی معنی میرے عالم مین پھیلی ہے
سخن جس رنگ کا دیکھو گے مین بھی اسمین شامل ہون

کرے ہی عشق کی گرمی سے دل آئینہ آتش مین
سمندر رات دن رہتا ہی جون خرسند آتشین

برہ کی آگ سے کیونکر گریزان ہون نہین اے ناصح
ازل سے ہم ہین شعلہ کیطرح پابند آتشین

ہوا آئینہ حیران دیکھکر خال اسکے عارض پر
کہ یارب کسطرح ٹھہرا ہے یہ اسپند آتشین

بجھی سینے کی تف ہرگز نہ میری ایکدم یارو
کیا پی پی کے آنسو آب مین ہرچند آتشین

ترے چہرے کی گرمی شمع کے رخ پر نہین ہرگز
پتنگا بیٹھ کر کھاتا ہے یہ سوگند آتشین

شرر سے شعلہ شعلہ سے شرر اک پل مین کرتے ہین
بھلا ٹک غور کر دیکھو ہے کیا کیا چھند آتشین

ملے جب گرمیٔ نظارۂ حسن شعلہ خوبان سے
ہوا سودا کا اس وصلت سے تب پیوند آتشین

لڑین ہین کیون ترے مژگان و ابرو یار آپس مین
ادھر خنجر نکلتا ہے اُدھر تلوار آپس مین

لگا دل چھیننے تو جسگھڑی آئینہ رویونکا
رہے حیران ترا منھ دیکھ اے خونخوار آپس مین

دل و جان دیدہ صبح و شام تیری راہ تکتے ہین
رہے ہین منتظر پیارے کئی بیمار آپس مین

ہمارے درد کی تدبیر ایسی ہو نہین سکتی
تاسف ہی مرا کرتے ہین یہ غمخوار آپس مین

چکے انصاف حسن و عشق کا تب جسگھڑی پیارے
اکیلے بیٹھکر ہم تم کرین گفتار آپس مین

تری تسبیح کا دشمن نہین ہے دیر مین اپنے
رہے ہے شیخ ہمکو الفت زنار آپس مین

دہین مارے ہے سنگ تفرقہ سودا کو یہ ظالم
اگر بیٹھے ہوے دیکھے فلک دو چار آپس مین

قیس کی آوارگی ہے دلمین سمجھو تو کہون
ورنہ لیلی ہے ہر اک محمل مین سمجھو تو کہون

چشم کم سے خلق کو آپس مین مت دیکھا کرو
زور ہی جھمکا ہے مشت گل مین سمجھو تو کہون

میکدہ اور کعبہ مین کیا ہی تفاوت شیخ جی،
شیشہ ہی پتھر کی ہر اک سل مین سمجھو تو کہون

ناصحو کیفیت اُن آنکھونکی کیا پوچھو ہو تم
مجھ سا عاشق ہو گیا اک پل مین سمجھو تو کہون

جانتے ہو عیش تم دنیا مین جسکو سو نہین
عیش ہے دنیا کی جو محفل مین سمجھو تو کہون

کرتے ہو ہر دم جو وصف چشمۂ آب حیات
آب ہے جو خنجر قاتل مین سمجھو تو کہون

تم جو پوچھو ہو بھڑک دل ہی کا سودا سے سواد
جو تڑپ کا ہے مزا بسمل مین سمجھو تو کہون

خوبونمین دلدہی کی روش کم بہت ہے یان
خواہان جان چاہو تو عالم بہت ہے یان

غافل نہ رہ تو اہل تواضع کے حال سے
تیغ و کمان کیطرح خم و چم بہت ہی یان

چشم ہوس اٹھالے تماشے سے جون حباب
نادیدنی کا دید بس اکدم بہت ہے یان

خون جگر بادم دلوزینہ ہے بکاؤ
صورت معاش خلق کی برہم بہت ہی یان

آنکھونمین دو دن اُس آئینہ رو کو جگہ دے
ٹپکا کرے ہے سبکہ یہ گھر نم بہت ہی یان

کہتا ہی حال ماضی و مستقبل ایک ایک
جام جہان نما تو نہین جم بہت ہے یان

دیکھا جو باغ دہر تو مانند صبح و گل،
کم فرصتی ملاپ کی باہم بہت ہے یان

آیا ہون تازہ دین بجرم شنخنا سے مجھے / پوجا نماز سے بھی مقدم بہت ہے یان

سودا الٰہ اس سبب سے دل کی تسلی کیو اسطے
گوشہ سے چشم کی نگہ کم بہت ہے یان

عاشق ترے ہمنے کیے معلوم بہت ہین / ظالم تو ہی دنیا مین ہے مظلوم بہت ہین

گل دیکھے جو سو غنچے نظر آئین ہزارون / خوش ہیینگے کم اس باغ مین مغموم بہت ہین

موجود ہے اک آدھ ہی مجھسا سو برے حال / تجھ عشق مین جو ہو گئے معدوم بہت ہین

آئینہ جسے کہتے ہن دیدار کا تیرے / محرم تو وہی ایک ہے محروم بہت ہین

جتنے ہین تہ دام فلک سبکو مین دیکھا / آیا نہ ہما ایک نظر بوم بہت ہین

دل چاہے تھا کوسہ کو جو تم سے نہ کہا مین / مت مانگ وہ دینے کے نہین شوم بہت ہین

مجھ جیسے جو خادم کی ہو خدمت سی تمھین عار / تو خوش رہو تم مجکو بھی مخدوم بہت ہین

شہرہ کے لیے خیل نہ عشاق کے چاہو / دو چار بھی کر نیکے لیے دھوم بہت ہین

مضمون نہین تیرا ساکسی بیت مین سودا
یون شعر تو موزون نکیے منظوم بہت ہین

جو بزم بیچ تجھے دیکھکر کے ہٹ جاوین / یہ شمع رو جو ہین مانند شمع کٹ جاوین

تو اس چمن مین ہی گل پر نہین ہین ہم شبنم / وگرنہ رو رو گلے سے ترے لپٹ جاوین

ہزار طرح جو ملیے بتان سے ہو کر شاد / پر انکے دل سے یہ ممکن نہین کپٹ جاوین

مرا دل اس صف مژگان سے کب اٹکتا تھا / وے مین کیا کرون طالع ہی جب الٹ جاوین

ہوے غبار نہ سودا جو چھوٹے دامن یار
پر ایکی ہو کے حنا پاؤن سے لپٹ جاوین

کردے ہے مہر بکین افلاک ایک پل مین / پھر جاوے انکی طینت جون خاک ایک پل مین

نازان نہو تو ہووے گر تجکو شادمانی / کردے فلک دل خوش غمناک ایک پل مین

اکسیر سے نہین کم مجھ مستکبر کی صحبت / سونا کرے ہے مس کو یہ خاک ایک پل مین

ورنہ تو دے ہے آتش آفاق کو ہمارا / اگر دے ہے سرو چشم نمناک ایک پل مین

دامن کشان چمن سے گذرا ہے کون بلبل / کرتا ہے گل گریبان صد چاک ایک پل مین

آکوچے مین یار تیرے مجھ وحشی کی برابر / پہونچے نہ جو ہووے قاصد چالاک ایک پل مین

زاہد نے پی ہے سودا چھپ چھپ شراب وسکی
مسواک گاڑدین تو ہوتا ک ایک پل مین

یار آزردہ ہوا رات جو مے نوشی مین
کیا ہوا ہم سے خدا جانیے بیہوشی مین

رنگ گیا ہے مہ نو عید کا کے پیارے
کھول کر ہاتھ تمنا ہے ہم آغوشی مین

آئینہ کو ہے بڑا فخر ہے لہنا کہ جسے
تیرے دیدار کی دولت ہے نمدپوشی مین

بات آوے نہ تو چپ رہ کہ گمان کے نزدیک
سو طرح کا ہے سخن پردۂ خاموشی مین

درد دل مرغ چمن کا تو کہے ہے شبنم
رو دیا رات کو تین گل کی جو سرگوشی مین

بھولنا ہم کو نہین شرط مروت کہ ہمین
یاد تیری ہے دو عالم کی فراموشی مین

مین تو سمجھون کہ قیامت کو ہوا ہی سودا
قامت یار سے بچئے جو وہ ہم دوشی مین

پوچھ کر چشم کرین ہم جو فشار دامن
باج خواہان ہو رگ ابر سے تار دامن

صندل جیب نہ نکلی کچھ پدر و مادر کے
ہم تو ہین روز تولد سے غبار دامن

پوچھتا کیا ہے کہ تو کون ہے اک ہم بھی ہین
خاک راہ بت بے رحم و نثار دامن

غیر سے تجکو جو صحبت ہے تو ہو کیا کھچئے
کونسا گل ہے کہ رکھتا نہین خار دامن

آتش عشق جو ذرہ ہو کسی دلمین تو پھر
کرتی ہے جنبش مژگان تری کار دامن

اشک گلرنگ سے ہون غم مین ترے باغ بہار
نالۂ بلبل ہے چمن نقش و نگار دامن

موسم گل ہے نکل شہر سے اب اے سودا
دیکھ کہسار کی تین جا کے بہار دامن

شکل گل ہمنے تمام اپنا کیا تن دامن
یاد کر تجکو بھرا خون سے یہ گلشن دامن

دل کسیکا نہ کسی سے کہیں چھوٹے یارب کہ دہم
سیتے دیکھا نہ محبت کا بسوزن دامن

بوئے گل باد صبا کوچے کو کسکے یارب
دوڑتی ہین دونون ہم باندھ کے دامن دامن

شیخنا دیر کے مسجد سے نہ کر منع مجھے
چھوڑے کب بت کی پرستش کا برہمن دامن

پہونچے ناصح کا ہمارے نہ گریبان تک ہاتھ
عشق کا چھوڑدے جو یہ دل دشمن دامن

کہا زاہد نے مجھے دختر رز گھر مین نہ رکھ
پاک تہار نہین رکھتی ہے یہ زن دامن

چھوڑدینا کو کہ اس مادر بے مہر کا اب
پھر نگا کب تئین تھا نبے عیسے کو دن دامن

عشق فولاد مرا حسن ترا مقناطیس
چھوڑیگا اُسکی کشش کا نہ یہ آہن دامن

داغ دل پر ہے مرے دم کی یہ صورت سودا
جیسے چھپکے ہے کوئی بر در گلخن دامن

بلبل تصویر ہون جون نقش دیوار چمن
نے قفس کے کام کا ہرگز نہ در کار چمن

کیا گلا صیاد سے ہمکو یونہین گذرے ہے عمر
اب اسیر دام ہین تب تھے گرفتار چمن

نوک سے کانٹون کے ٹپکے ہی لہو اے باغبان
کس دل آزردہ کے دامن کش ہین یہ خار چمن

زخم پر ہر گل کے چھڑکے صبح محشر کا نمک
سیکھے گر ہمسے تو رونا شبنم زار چمن

لخت دل گرتے خزانمین جاے برگ ای عندلیب
ہم اگر ہوتے تری جاگہ گرفتار چمن

فصل گل جاتی ہی سودا دیکھ لے نرگس تو ٹک
باغ مین مہمان کوئی دن ہی یہ بیمار چمن

سمجھ کے باندھا تھا آشیان ہم رہیگا آب و تاب گلشن
یہی کہ غنچہ نے آنکھ کھولی خیال گل تھا نہ خواب گلشن

نگاہ بھر بھر کے تو جو دیکھے ہے لا سکیگا یہ تاب گلشن
مجھے ہی دھڑکا کہ یہ نجاوے چمن سے ہو کر شراب گلشن

طرف ہو نقشے سے تیرے منھ کے یہی تو پایا نہ باغ نے رنگ
بہار رسوا خفیف نرگس ذلیل سنبل خراب گلشن

بہار آئی تو آکو اُس سے خوشی نہین ہے کچھ اپنے دلکو
فسردہ خاطر جو ہوے اُنکو ہی فصل گلمین عذاب گلشن

نہ میل دانہ پہ بلبلونکو نہ خوش کرے ہین نہال بابی
پہونچ کر دیتا ہے عمر اپنی کو آج تجھ بن جواب گلشن

کرے ہے ترغیب مجکو سودا عبث تو گلگشت کی ہمیشہ
جہانمین تجسے ہی میرزا اُنکے سیر کرنے کا باب گلشن

ابھی جو صحن چمن مین جاکر کواڑ چھاتی کے کھولدے تجے
جگر کے داغونکو عاشقونکے لگے ہی دینے حساب گلشن

جیتی اُٹھکر مین تجھے رات کرون یا نہ کرون
حق خدمت بھی کچھ اثبات کرون یا نہ کرون

آج تو مل گئے تنہا یہ کہو تو بارے
اب نہ ملنے کی مکافات کرون یا نہ کرون

خون مرا تو ہی نہ بیچا غم دل کو بھی چھوڑ
کچھ مین اسکی بھی مدارات کرون یا نہ کرون

گھر مین آنے سے کیا منع تو یہ بھی کہیے
راہ کوچے کی ملاقات کرون یا نہ کرون

شیخ کہتا ہے مریدون سے جو تم سے احمق
ہون تو اظہار کرامات کرون یا نہ کرون

زہد کو چاہیے ہے زور تو عصیان کو زر
مین بھی یون ہی بسر اوقات کرون یا نہ کرون

دل سے لب تک سخن آتے ہوے سودا سو بار
مصلحت یار سے ہی بات کرون یا نہ کرون

کیون مین تسکین دل اے یار کرون یا نکرون
نالہ جا کر پس دیوار کرون یا نہ کرون

سنلے اکبات مری تو کہ رمق ہے باقی
پھر سخن تجسے ستمگار کرون یا نہ کرون

ناصحا اٹھ مری بالین سے کہ دم رکتا ہے
تلے دل کھول کے دو چار کرون یا نہ کرون

سخت مشکل ہے کہ ہر بات کنایہ سمجھو
ہے زبان میرے بھی گفتار کرون یا نہ کرون

خواب شیرین مین ہی اور دل ہی مرا مائل شوق
جی دھڑکتا ہے کہ بیدار کرون یا نہ کرون

موسم گل ہی مین صیاد سے جا کر یارو
ذکر مرغان گرفتار کرون یا نہ کرون

حال باطن کا نمایان ہے مرے ظاہر سے
مین زبان اپنی سے اظہار کرون یا نہ کرون

عہد تھا تجسے کہ پھر عمر وفا کرئے گا
ان سلوکون پہ جفا کار کرون یا نکرون

کوچۂ یار کو مین رشک چمن اے سودا
جا کے باد یدۂ خونبار کرون یا نہ کرون

چمن کا لطف سیر اور رونق محفل ہی شیشے مین
پہونچ ساقی کہ اپنے دوستونکا دل ہی شیشے مین

بمعنی آشنا مینائے مے ہے پر زخاموشی
برائے ہرزہ گو گفتار لاطائل ہی شیشے مین

تڑپتی ہے یہ خون دل مین ظالم آرزو میری
کہون کیا تجسے مین گو بادہ اک بسمل ہی شیشے مین

پیے جس مے کو تو اے یار بزم غیر مین جا کر
تو پھر اس مے کا ہر قطرہ مرا قاتل ہی شیشے مین

طلب ان دو سے کب ہے، ایک کی بھی بادہ خوار و نکو
ہوائے ابر و فصل گل کی مے سائل ہی شیشے مین

ہمارا مصطبہ کیا کم ہی زاہد تیری مسجد سے
کہ یان بھی چار قل سے مے سدا شاغل ہی شیشے مین

اگر بیٹھے ہی تیرے دل مین آ کر حور اے زاہد
تو یان بھی دختر رز سی پری داخل ہی شیشے مین

جہان میخانہ مین دیکھو شکست اس جا ہی مینا پر
نہین معلوم پھر کس سنگدل کا دل ہی شیشے مین

کہاتا ہے تو اے سودا غلام ساقی کوثر
جو دولت دین و دنیا کی تجھے حاصل ہی شیشے مین

اسی کو چھپا کیے جو یہ قلقل ہے شیشے مین
مے گلرنگ بھی ساقی عجب بلبل ہی شیشے مین

جو کچھ دیکھا تو چاہے دیکھ لے دو قطرہ مے پیکر
بسان جام جم احوال جز و کل ہے شیشے مین

لپٹ کر کسکی زلفون سے صبا سو چمن گذری
گلاب آ کر تو ٹک سونگھ نوے سنبل ہے شیشے مین

گتھے بالونکو خوبان ہو کے کیفی کھولدیتے ہین
نظر کر ٹک پریشانی سدا کاکل ہی شیشے مین

دو عالم کا تماشا جسکے اک جرعہ سے ہم دیکھا
وہ نور چشم بینا کو ر آگے مل ہے شیشے مین

اذان کا شور بھی کیا کم ہے ہاو ہوے مستان سے
جو غو غا طاق مسجد مین ہے وہی غل ہے شیشے مین

بغیر از مے جہان کے باغ مین کیا سیر سے حاصل
یقین تو جان سودا حسن ہر اک گل ہے شیشے مین

غم کی مے ہمنے جو شب دل کے بھری شیشے مین
شور قلقل ہے اب آہ سحری شیشے مین

آشنا مفت نہین دل سے خیال رخ یار
اُتری ہے لاکھ فسون سے یہ پری شیشے مین

راز دل فاش کیا مے نے مرا ساقی پر
کچھ نہ دیکھا مین بجز پردہ دری شیشے مین

مست پرواز ہوا ہے نالہ مرے دل سے کہ ہے
طائر نشہ کو بے بال و پری شیشے مین

طرفہ صحبت ہے کہ ساقی تو یہ کہہ کر دے جام
ہے خبر شرط کہ آتش ہے بھری شیشے مین

تشنگی اپنی یہ چاہے ہے کہ ایسا بھر دے
نہ رہے خم ہی مین قطرہ نہ دری شیشے مین

یار کا دل مین ہمارے ہے خیال اے رفتار
ہم سمجھتے ہین اسے کبک دری شیشے مین

بادہ حسن روز کہ ساقی ازل بانٹے تھا
نظر آیا ادھر جو پڑی آگ بھری شیشے مین

دلمین جس رنگ سے سودا کے گذرتی ہے لہر
موج مے کر نہ سکے جلوہ گری شیشے مین

خانہ دل کہ ہو خون ہونیکا آئین جسمین
ہے وہ اک بیت کہ سو معنی رنگین جسمین

وہ خط اس روے کتابی پہ بہم پہنچا ہے
سیکڑون مشق ستم کے ہین مضامین جسمین

ہے وہی گردن عشاق کہ جز تیغ جفا
ہو حمائل نہ کبھو دست نگارین جسمین

صاف طینت سے نہ خو بونکے ہو خاطر پہ غبار
زشت رو کا ہے دل آئینہ سے ہو کین جسمین

ہجر اور وصل سے کچھ کام نہین ہے مجکو
بات وہ کیجے کہ ٹک دل کو ہو تسکین جسمین

عمر وہ روزہ بھی عشرہ ہے محرم کا سا
کہ دل اپنے کو سدا پاؤن ہون غمگین جسمین

کار فرما جو ہمین پوچھے تو کیا دینگے جواب
وہ کیا کام نہ دنیا ہو سے نے دین جسمین

لطف کیا رکھے ہے اس باغ کی سیر اے سودا
شاخ پر دیکھنے دے گل کو نہ گلچین جسمین

تجھ بن چمن ہر خس و ہر خار پریشان
حیران ہے نرگس گل و گلزار پریشان

سنبل سے صبا کسکی لے آئی یہ قفس تک
ہے زمزمہ مرغ گرفتار پریشان

کیا چیز دل اُسکا ہے جو ملنے کی ہو رخصت
گردیجئے جمعیت کہسار پریشان

گہ کفر کا مائل ہے یہ دل گہ سوے اسلام
ہے در طلب سبحہ و زنار پریشان

اس جنس کا انسان ہو تو پیارے کہ تجھے دیکھ
یوسف کی ہو جمعیت بازار پریشان

مین راز دل اسواسطے کرتا نہین اظہار
تا غم نہ کرے خاطر دلدار پریشان

اختر نہ سمجھیو یہ مری آہ شرر بار
ہوتی ہے فلک پر شب تار پریشان

دی نازنے رخصت نہ ٹک ادھر جو وہ دیکھے
اسپر کہ سدا ہے نظر یار پریشان

ہوش اور حواس اپنے عمل سے ترے سودا
کرتا ہے نویسندہ کردار پریشان

گدا دست اہل کرم دیکھتے ہین
ہم اپنا ہی دم اور قدم دیکھتے ہین

نہ دیکھا جو کچھ جام مین جم نے اپنے
سو اک قطرۂ مے مین ہم دیکھتے ہین

یہ رنجش مین ہمکو ہے بے اختیاری
تجھے تیری کھا کر قسم دیکھتے ہین

غرض کفر سے کچھ نہ دین سے ہے مطلب
تماشاے دیر و حرم دیکھتے ہین

حباب لب جو ہین اے باغبان ہم
چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہین

نوشتے کو میرے مٹاتے ہین رو رو
ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہین

مٹا جائے ہے حرف حرف آنسوؤن سے
جو نامہ اسے کر رقم دیکھتے ہین

اکڑ سے نہین کام سنبل کے ہمکو
کسی زلف کا پیچ و خم دیکھتے ہین

خدا دشمنون کو نہ وہ کچھ دکھا دے
جو کچھ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہین

ستم سے کیا تو نے ہمکو یہ خوگر
کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہین

مگر تجھسے رنجیدہ خاطر ہے سودا
اسے تیرے کوچے مین کم دیکھتے ہین

کشور عشق مین وہ مرد قدم رکھتے ہین
نالہ و آہ کا جو طبل و علم رکھتے ہین

برہمن آج جو نازان ہے بتون پر اپنے
کیا مجال انکی وہ میرا سا صنم رکھتے ہین

لاکھ شمشیر برابر کرے کوئی لیکن
تیرے ابرو تو نرالے خم و چم رکھتے ہین

مفلسونکو نہین دنیا مین کسیکا خطرہ
خوف ہے انکو کہ جو دام و درم رکھتے ہین

ایک اس شوخ کے دلمین نہین آتا ہے رحم
ورنہ ہمسون پہ سبھی لطف و کرم رکھتے ہین

کوئی پوچھے تو بتونسے ہوا کیا مجھسے گناہ
اتنا کیون مجھپہ روا جور و ستم رکھتے ہین

تجھسے واقف جو نہون آنکھو ہو باور وعدہ
جتنے ہین زیر فلک عاشق شیدا مفتون
تیری قسمونکی عوض ہم تو قسم رکھتے ہین
چھاتی پر اپنی یہ سب داغ بہم رکھتے ہین

جنکا مولا ہے علی ہر دو جہان مین سودا
وہ نہین دل مین کسیطرح کا غم رکھتے ہین

وے صورتین الٰہی کس ملک بستیان ہین
اب دیکھنے کو جنکے آنکھین ترستیان ہین

آیا تھا کیون عدم سے کیا کر چلا جہان مین
یہ مرگ و زیست تجھ بن آپسمین ہنستیان ہین

کیونکر نہو مشبک شیشہ سا دل ہمارا
اُس شوخ کی نگاہین پتھر مین دھنستیان ہین

برسات کا تو موسم کب کا نکل گیا پر
مژگانکی یہ گھٹائین ابتک برستیان ہین

لیتے ہین چھین کر دل عاشق کا پل مین دیکھو
خوبان کی عاشقون پر کیا پیش دستیان ہین

اسواسطے کہ ہین یہ وحشی نکل نہ جاوین
آنکھونکو میرے مژگان ڈورونسے کستیان ہین

قیمت مین اُنکے گو ہم دو جگ کو دے چکے اب
اُس یار کی نگاہین تسپر بھی سستیان ہین

جب مین کہا یہ اُس سے سودا سے اپنے ملکے
اس سال تو ہے ساقی اور مے پرستیان ہین

اُن نے کہا یہ مجھسے اب چھوڑ دخت رز کو
پیری مین اے دیوانے یہ کون مستیان ہین

لخت جگر آنکھون سے ہر آن نکلتے ہین
یہ دل سے محبت کے ارمان نکلتے ہین

تجھ تیر نگہ کے ہے کشتون کا جہان مدفن
سبزے کی جگہ وان سے پیکان نکلتے ہین

سر خاک گریبان چاک آغشتہ بخون دامن
کیا گھر سے ترے عاشق باشان نکلتے ہین

یہ خوبرو اے یارو کیا بطن سے مادر کے
لے قتل کا عاشق کے فرمان نکلتے ہین

کسطرح کہو عالم آسودہ ہو روزی سے
دن رات مین اُس گھر سے دو خوان نکلتے ہین

موتی تو صدف مین سے نکلے ہین سمندر کے
بحر نیا سے عاشق کی مرجان نکلتے ہین

مجھ دل سے تری الفت مشکل ہی سے جاویگی
چشمون سے میان جی یہ کچھ آسان نکلتے ہین

زاہد کی زبان سے یون حرف آگئے مریدونکے
حق مین خلف اپنے کے ہر آن نکلتے ہین

جو بات یہ کرتا ہے تم غور کرو یارو
کچھ کشف کے آئین سے عنوان نکلتے ہین

اور انکی جو صبح دیکھو یون گھر سے وہ نکلین ہین
جو رات کے رہنے کے مہمان نکلتے ہین

اک بیجی کی بیچ اکثر جون ہار گلے ہین ہین
مستی کی جمع رنگین کھایان نکلتے ہین

مین کیا کہون اسے یار دکھنے مین نہین آتا
جس جھمکی سے ہر اک جاوہ آن نکلتے ہین

جو گھورنے والے ہین دیکھ اُنکو اس برن سے
ہر کوچے سے ہونیکو قربان نکلتے ہین

کہتا ہے یہ تب سودا لاحول ولا قوت،
ولیون کے بھی نطفے سے شیطان نکلتے ہین

مست سحر و توبہ کن شام کا ہون مین
قاضی کی گرفتارئ ت اعلام کا ہون مین

بندہ کہو خادم کہو چاکر کہو مجھ کون
جو کچھ کہو سو ساقی گلفام کا ہون مین

خدمت مین مجھے عشق کے ہے دل سے ارادت
نے معتقد کفر نہ اسلام کا ہون مین

اک روز حلال اُسکو بھی مین کر کے نکھایا
نوکر جو خرابات مین دو جام کا ہون مین

نے فکر ہے دنیا کی نہ دین کا متلاشی
اس ہستی موہوم مین کس کام کا ہون مین

یکرنگ ہون آتی نہین خوش مجکو دورنگی
منکر سخن و شعر مین ایہام کا ہون مین

مطلوب دُعا حق مین نہین اپنے کسو کی
طالب لب محبوب سے دشنام کا ہون مین

بندہ ہے خدا کا تو یقین کر کہ بتان کا
بندہ بجہان بے زر و بیدام کا ہون مین

ہی شیشۂ مے عینک پیری مجھے سودا
نظارہ کن اب شیب کے ایام کا ہون مین

زندگی محبوب کیا کیا اسمین ہین محبوبیان
بیوفائی نے پر اسکی دین مناسب خوبیان

نامۂ پیچیدہ کو جون شمع وہ دیتا ہی آگ
کسطرح اُسپر کھلین باتین مری مکتوبیان

رکھتی ہی چشم محبت کیا ہی یار و فیض حسن
جس سے نظر وئین بہ ارپوسف ہون بدسلوبیان

آہ و نالہ سے مرے ساتون فلک سے تا بعرش
رہتے ہین پنبہ بگوش اب روز و شب کروبیان

عشق یا پیغمبر وقت اسکو یار و کیا کہون
دل تو اتیری ہوا آنکھین ہوئین یعقوبیان

حسن بالا دست تیرا کیا مہ عاشور ہے
تیرے کوچے مین سدا رہتی ہین سینہ کوبیان

تھین مری آنکھین الٰہی یا کہ طوفان تنور
ساتھ اپنے یہ جو اک عالم کو لیکر ڈوبیان

زیب و زینت کا مین دنیا کی نہین پاتا گناہ
زائل عزت ہین اپنی طبع کی مرغوبیان

حسن کے دعوے سے ہی وہ منکسف منخسف
مہر و مہ دونون کو اُسکے رو سے ہین محجوبیان

ترک کر سودا ہنر کو اب ہنر رکھتا ہے عیب
ہوگئین خلقت کی نظرون مین ہنر معیوبیان

لاتا ہے بزم مین وہ سخن بر زبان زبون — سر جس سے ہو بخدمت فرزانگان نگون
دنیا نہ لے سکے ہے نہ دین مجھسے دل مرا — میدان سے لگئے ہین یہ گو دلبران برون
سنتا نہین کسیکا کوئی درد دل کہین — اب تجھ سوا مین جاکے خدایا کہان کہون
جون گل نہین ہے تازہ جنون یان کہ از عدم — لایا مین شکل غنچہ گریبان دران درون
دعدے کو وصل کے یہ بڑھایا کہ ہو گیا — اسکے تلے فلک کے قد دلستان ستون
ایسے کو دل دیا ہے کہ کرنے کو مسترد — پھرتا ہون گرد اسکے مین زاری کنان کنون
یوسف کے غم مین رووے تھا یعقوب جسطرح — تجھ غم مین چاہتا ہے میرا ہر روان روون
دل عاشق غریب سے لے شکل آسیا — چاہے ہی یون ہر ایک زسنگین دلان دلون
ناصح کہے تھا راست کہ بد ہین یہ خوبرو — حاشا نہ بازی عشق کی پھر با بدان بدون
سودا سخن کو جامی کے مین سمین کر نصب — مشہور اس غزل کو گران تا گران کردن

اسکا یہ گھر ہے مجھ سے لئے اختر مرا بچرخ
نیکان نمودہ میل بہ نیکان بدان بدون

عقل اس نادان مین کیا تیرا جز دیوانہ نہین — نور پر تیرے مگس ہے وہ جو پروانہ نہین
اپنی توبہ زاہدا جز حرف رندانہ نہین — خم ہو یان تو احتیاج جام و پیمانہ نہین
خال زیر زلف پر مت جی چلا اے مرغ دل — ہان میر ابھی کہا یہ دام بے دانہ نہین
اپنے کعبہ کی بزرگی شیخ جو چاہے سو کر — از روے تاریخ تو بیش از صنم خانہ نہین
گرہے گوش فہم اپنا ورنہ یون کہتا ہے چغد — تھی نہ آبادی جہان ایسا تو ویرانہ نہین
باغبان مت دور کر گلشن سے تو مجکو کہ ہے — آشنائے رنگ گل یہ سبزہ بیگانہ نہین
صبح دیکھا تھا جو کچھ وہ کم نہین ہے خواب سے — ذکر اسکا شام ہو تو بیش از افسانہ نہین
بے تجلی طور کے کس سے یہ دل گرمی کرے — جل نہ بجھے ہر شمع پر اپنا وہ پروانہ نہین
زاہدا کنگھی کی مت کر فکر آئینہ تو دیکھ — چاہین چھٹ جامے کی اور اس ریش کا شانہ نہین
ہاے کس ساقی نے ٹپکا اسطرح مینائے دل — ہو جہان ریزہ نہ اسکا کوئی میخانہ نہین

سنلے ناصح کا سخن مجنون نے سودا یون کہا
ایسے احمق سے مخاطب ہمسخن مین دیوانہ نہین

آنکھو تو کو سمجھتا ہے کہ وہ دانا نہین — حق بجانب ہے ترے تین اسکو پہچانا نہین

گر کہون مین حال اپنا سنکے غافل ہو دہ چند
درد دل میرا تو اُسکو بیش از افسانا نہین

عشق کے کوچمین اپنا مست قدم رکھ بوالہوس
گر تجھے منظور دان سر سے گذر جانا نہین

زلف مین شانہ کو دی جاگہ تو اُسکا کیا گناہ
یہ دل صد چاک بھی تو کچھ کم از شانا نہین

پھل نکوئی کا تو لیتا جا اگر لیجا سکے
پھر پھر اس گلشن مین اے نادان تجھے آنا نہین

سنگ سے بیت الحرم کی شیخ اُٹھائے ہی بنا
آئنہ دلکا مجھے اس گھر مین ٹھہلانا نہین

ناصحا بالین سے میرے اُٹھ خدا کیواسطے
جان کھانی اسکو کہتے ہین یہ سمجھانا نہین

وعدۂ کوثر پہ واعظ کیجے ترک جام مے
نقد کو نسیہ پہ کھونا کار فرزانا نہین

شیشۂ دل ہی کوئی دیتا ہے جیز اُس شوخ کو
اب غرض سودا سا دینا بیچ مستانہ نہین

تیرے پہلو سے جو مجلس مین ہٹے جاتے ہین
شمع رو نظر دئیں جون سایہ گھٹے جاتے ہین

جنکے دامن سے تھے نمازی سو ترے کوچے مین
اُنکی خرقو نکے گریبان پھٹے جاتے ہین

کھینچ کر تیغ مگر چرخ پڑا ہے پیچھے
رات دن زیست کے جو جلد کٹے جاتے ہین

زخم دل قابل مرہم نرہا جب کیون یار
رشتے سینے کو تب الفت سینے بٹے جاتے ہین

گوشوارونکی کہان تاب ہے اُن کانونکو
گوش گل جب دُر شبنم سے پھٹے جاتے ہین

خار رہتے نظر آتے ہین بگلزار جہان،
گل جنھین کہیے سو وہ گل ہی چھپٹے جاتے ہین

ابر مژگان کو ترے دیکھ لے تر اے سودا
چل ہر اک نالے پہ صحرا مین پٹے جاتے ہین

گو سونکا نہین فرق وجود اور عدم مین
قصہ ہے تمام آمد و شد کا دو قدم مین

کیا جام نباتے سے ہوا سود جو یارو
طاقت نہ مے عشق کے پینے کی تھی جم مین

کچھ ہر زہ دوی سے نہین کم عزم حرم شیخ
دے خرقہ و دستار مغ بیٹھ جا ہم مین

ہم ساقی قسمت سے بہر شکل ہین راضی
یان فرق نہین ذائقہ کو شربت و سم مین

کب چشمے کے پانی سے پھلے تخم محبت
ہان ابر مژہ آب دے اس کشت الم مین

ہے جام سے عیش مجھے دیدۂ پر آب
مین نشو و نما پائی سو میخانۂ غم مین

بہکے گا تو سنکر سخن شیخ و برہمن
رہتا ہے کوئی دیر مین اور کوئی حرم مین

موجب یہ تہید ستی کا اپنے کہ کسو نے
کچھ رتبہ نہ دیکھا مین کبھو دست کرم مین

اچھا ہوئے مو تا تری شیریں سخنی سے
سودا دم عیسیٰ ہے تری نالے قلم میں

جب لبوں پہ یار کے مسّی کی دھڑیاں دیکھیاں
جوں زحل کی ساعتیں اس دل پہ گھڑیاں دیکھیاں

عشق و طفلی کے ہی سر سہرا کہ تار اشک سے
موتیوں کی عاشقوں کے منھ پہ لڑیاں دیکھیاں

داغ چیچک کے سے تبلاتے تھے اکثر بے تمیز
چھینیاں سی ہمنے اس مکھڑے پہ جڑیاں دیکھیاں

دیکھ لو اس شوخ کی زلفوں کو سر سے تا بپا
حسن کے پاؤں پہ زنجیریں جو پڑیاں دیکھیاں

عہد میں تجھ حسن کے مارین ہیں انکو جوب گل
پھولوں کی جن پر کبھو چھوٹی نہ چھڑیاں دیکھیاں

کیونکے دل اپنا مکدر زندگی سے اب نہو
صورتیں کیا کیا زمیں پر ہمنے گڑیاں دیکھیاں

جب سے وعدہ تونے سودا سے کیا ہے وصل کا،
اٹھ پہر اسکے تئیں گنتے ہی گھڑیاں دیکھیاں

خاک و خوں میں صورتیں کیا کیا نہ رلیاں دیکھیاں
اے فلک باتیں تری کوئی نہ بھلیاں دیکھیاں

وہ رہا دست تاسف کے تئیں ملتا ہوا
جن نے وہ انکھیاں خمار آلودہ لیاں دیکھیاں

ہائے جسدن سے گیا ہو کر خفا وہ تند خو
غنچۂ دل کی کھلی پھر میں نہ کلیاں دیکھیاں

کسکے گھر میں چھپ گیا اے شوخ تو کیا جانیے
ہمنے سارے شہر کی دن رات گلیاں دیکھیاں

آہ اپنی میں نظر ڈھونڈھے ہی اے سودا تو کیا،
بید مجنوں کی نہ شاخیں ہمنے پھلیاں دیکھیاں

اتنا ستم نہ کیجے مری جان جان جان
یکساں نہیں رہیگا ترا مان مان مان

آئینہ ٹک تو دیکھ کہ خالق نے خاک کو
کیا کیا بنائی صورت انسان سان سان

گذرا ہے تو چمن سے کہ جلنے ترا نہ آج
کھینچے ہے آہ مرغ گلستان تان تان

دشنام دیکے ہائے وہ جمدھر کا کھینچنا
چبھتی ہے میرے دلمیں وہی آن آن آن

پوچھا کسی نے مارا تو سودا کو کس لیئے
بولا مجھے وہ گھورے تھا ہر آن آن آن

غیر کے پاس یہ اپنا ہی گماں ہے کہ نہیں
جلوہ گر یار مرا ورنہ کہاں ہے کہ نہیں

مہر ہر ذرہ میں مجھ کو ہی نظر آتا ہے
تم بھی ٹک دیکھو کہ صاحب نظراں ہے کہ نہیں

پاس ناموس مجھے عشق کا ہے اے بلبل
ورنہ یاں کونسا انداز فغاں ہے کہ نہیں

(ردیف نون)

دل کے ٹکڑون کو بغل بیچ لئے پھرتا ہون
کچھ علاج انکا بھی اے شیشہ گران ہی کہ نہین

آ گئے شمشیر تمھاری کے تلے یہ گردن
مو سے باریک ترلے خوش بگمان ہی کہ نہین

جرم ہی اسکی جفا کا کہ وفا کی تقصیر
کوئی تو بولو میان منھ مین زبان ہی کہ نہین

پوچھا اک روز مین سودا سے کہ ای آوارہ
تیرے رہنے کا معین بھی مکان ہی کہ نہین

یک بیک ہو کے بر آشفتہ لگا یون کہنے
کچھ تجھے عقل سے بہرہ بھی میان ہی کہ نہین

دلکو جنکے ہی تعلق یہ مکان کیا جانے
عدم و ہستی انھون کے بگمان ہی کہ نہین

دیکھا مین قصر فریدون کے در او پر اک شخص
حلقہ زن ہو کے پکارا کوئی یان ہے کہ نہین

اسباب جہانکے کچھ اب پاس گو نہین
یہ فکر تو نہین کہ یہ ہے اور وہ نہین

گو منتظر دعا کا ہمارے ہی اب قبول
دست و دہن پسارے اپنی یہ خو نہین

آنکھین تو ایسی خلق نہو ئین ہین نہوئینگی
پر جا ہیے کہ انمین مروت ہو سو نہین

باندھا ہم اس چمن مین اگر آشیان تو کیا
ہے گل مین آب رنگ وفا کی تو بو نہین

سرگوشی پر تو میرے بر آشفتہ کیون ہوا
مین درد دل کہا ہے یہ کچھ اور تو نہین

جو چاہین یار حال سے دین میرے اشتہار
بر وا کچھ ایسی باتو نکی اُس شوخ کو نہین

سودا نہ کرتے کاش ترا وصف پیش یار
اب ہمکو اُس سے آنکھ ملانے کا رو نہین

کہے ہے تو بہ یہ زاہد کہ تجکو دین تو نہین
بھڑا دے خم ہی مرے منھ سے جل نہین تو نہین

ولا مین پیتے ہی پیتے ہو نگا عشق کی مے
یہ جام زہر ہے پیارے کچھ انگبین تو نہین

یہ جو ہے دوستی غیر و دشمنی میری
کسی سے کچھ اُسے منظور مہر و کین تو نہین

جو کوئی دے تجھے دامن پسار کر دشنام
ترے بھی ہاتھ مین کچھ صرف آستین تو نہین

ولا خموشی کی میری تو دیکھیو تاثیر
ہو ترا اُسکو ترا نالۂ حزین تو نہین

نگار خانۂ گردون کی سیر کی سودا
ولیک وا ز ہے گھر اپنے دلنشین تو نہین

ہو جو کچھ ہو سو تجھے بھاگنا ترے در سے کا رنگو نہین
کہان چھپ سکے ہی یہ رو سیہ کوئی ہے جگہ جہان تو نہین

دو جہانکے آئینہ خانہ مین ترے عکس دو کی ہین صورتین
پھرے جنسے تا ترا منھ انھین کسطرح پھر کہین رو نہین

چمن زمانہ کا مین بیان کرون کیا ہی مسلح انس و جان
کوئی گل تبا تو مجھے یہان مرے خون کی جسمین کہ بو نہین

ہی عجب طرح کی یہ آب رخ کسے تاب لاوے جو تاب رخ
اٹھی جلسے تیری نقاب رخ مہ و خور کے منہ پہ لہو نہین

مری پائے خم تلے سنکے جا نہین منصفی تو کہے برا
ترے سر اوپر بھی تو زاہدا یہ عمامہ کم ز سبو نہین

کرون توبہ بادہ سے مین اگر نہو پھر شکست اسے شیخ جز
تو اب اس سخن کو یقین کر مری توبہ تیرا وضو نہین

کہے سودا سے کوئی تجکو ہم سبھی فن مین باتین ہین بیش و کم
تجھے تجھ مین دیکھا ہوا یکدم مرے مہربان سو کبھو نہین

پیارے تمھارا پیار کسی انسان پر نہین
لیکن ہزار شکر کہ اک آن پر نہین

تنہا کہین بٹھا کے تجھے آج ایک بات
دل چاہتا ہے کہیے مری جان پر نہین

کر بیٹھنا ہر ایک کسی سے قبول عشق
زیبا تمھارے حسن کی یہ شان پر نہین

سودا وہ کونسا ہے بھلا اس چمن مین گل
ٹکڑے جگر کے جسکے گریبان پر نہین

موسم گل ہے ولے کچھ یہ دل اب شاد نہین
تاب پرواز نہین طاقت فریاد نہین

آہ اس دل نے تجا ننگ و حیا کو ورنہ
کیا کیا باتین ہین تمھاری کہ ہمین یاد نہین

ڈرتے ڈرتے جو ترے کوچے مین آجاتا ہون
صید خائف کی طرح رو بقفا جاتا ہون

گرچہ طاقت نہین لیکن بخدا جاتا ہون،
اتنی رنجش کا سبب کیا ہی کہا جاتا ہون

کیون مجھے گھر سے نکالے ہی کہ اب تجکو دیکھ
آپ سے مین تو مری جان چلا جاتا ہون

ہون مین جون نالۂ زنجیر سدا پا بر کاب
چاہیے سلسلہ جنبان نہے چلا جاتا ہون

نہ تلطف نہ محبت نہ مروت نہ وفا
سادگی دیکھ کہ اسپر بھی ملا جاتا ہون

ناتوان مرغ ہون مین اے رفقاے پرافشان
اتنا آگے نہ بڑھو تم کہ رہا جاتا ہون

طائر رنگ حنا کی نمط اب اے صیاد
ہون تو مین ہاتھ مین تیرے پہ اڑا جاتا ہون

کوئی تعمیر کی میری نہین درپے ہیہات
شکل دیوار خرابے کی مین ڈھا جاتا ہون

فکر موزون نہین کرنیکو گرفتار مرے
ہو نہین مضمون تری بات تو نہین بندھا جاتا ہون

سوچتا ہون اپنے تئین جون سخن رفتہ زیاد
گاہ بیگاہ اگر آپ مین آجاتا ہون

گرم جوشی نہ کرون مجھسے کہ مانند چنار
اپنی ہی آگ مین مین آپ جلا جاتا ہون

ہو نہین وہ وحشی رم خوردہ کہ تا دشت عدم
پات کھڑکے ہے تو مانند صدا جاتا ہون

صفحۂ ہستی پہ یک حرف غلط ہی سودا
جب مجھے دیکھنے بیٹھو تو اٹھا جاتا ہون

اے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون — مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
گریان بہ شکل شیشہ و خندان بہ طرز جام — اس میکدہ کے بیچ عبث آفریدہ ہون
تو آپ سے زبان زد عالم ہے ورنہ مین — یکحرف آرزوے بلب نارسیدہ ہون
کوئی جو پوچھتا ہو تو کس پر ہے دادخواہ — جون گل ہزار جا سے گریبان دریدہ ہون
تیغ نگاہ چشم کا تیرے نہین حریف — ظالم مین قطرۂ مژہ خون چکیدہ ہون
کس سے کرون مین دعوی دل جاکے اے خدا — دل دادۂ زلف رخ دلبر ندیدہ ہون
کرتا ہے جاکے گل کی تسلی چمن مین تو — خون جگر مین مین بھی تو دامن کشیدہ ہون
غافل ہے کیون ترا مری فرصت سے گوش دل — اے بیخبر مین نالۂ حلق بریدہ ہون

مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

عاشق کی کہے چشم رووے بن نہ رہون مین — مین رخنۂ کشتی ہون روؤن اور بہون مین
پیارے نہ برا مانو تو اک بات کہون مین — کس لطف کی امید پہ یہ جور سہون مین
چھپ کر جو کہین تجکو تنک دیکھ رہون مین — ہر ایک نے مجھے آکے ستاتا ہی کہون مین
یہ تو نہین کہتا ہون کہ سچ مچ کرو الطاف — جھوٹی بھی تسلی ہو تو جیتا ہی رہون مین

سہتا نہین خط آنے سے کوئی ستم یار
سودا اگر اب ایک سہون یا نہ سہون مین

چشم تر میری سے کیا رکھتی ہے مطلب آستین — ایکدم ہوتی نہین اُسنے جدا اب آستین
لخت دل کس دن نہین گرتے مرے دامن کے بیچ — تر نہین ہوتی لہو مین کونسی شب آستین
ہے مجھے اے ابر دریا بار اتنا تو یقین — تجسے نکلینگے کئی جھاڑونگا مین جب آستین
کہکشان ہے نام کو لیکن مرے احوال پر — آسمان روتا ہے منہ پر دھر کے ہر شب آستین

تجھکو بھی سودا کچھ اپنی بیقراری پر ہے شرم
برق ہنستی ہے تجھے رکھ منہ پہ جب تب آستین

نگر آباد ہے بسے ہین گانون، — تجھ بن اوجڑ پڑے ہین اپنے بھانون

یاد کر باغ مین تجھے ساقی
روز ہم روئے بیٹھ تاک کی چھاؤن

تجھ وہان و کمر سے ہے جنھین عشق
اب انھون کا کہین نہ ٹھور نہ ٹھاؤن

جن نے سجدہ کیا نہ آدم کو
شیخ کا پوجتا ہے بایان پاؤن

تم نے ہمسے بہت کی کج خلقی
کبھی تو ہووے گا ہمارا داؤن

نوبت قیس ہو چکی آخر
اب تو سودا کا باجتا ہے ناؤن

کس کس طرح کی دیکھین اس باغ کی فضائین
کیدھر گئے وہ ساقی وہ ابر وہ ہوائین

حسرت سے آئینہ کا دل کیونکہ ہو نہ پانی
شانہ حضور اسکے زلفونکی لے بلائین

واشد ہو خرمی سے یہ کیا حساب تجھ بن
ہے زندگی سے اپنے دل کو حجاب تجھ بن

اس برگ خشک آسا جو نخل سے جدا ہو
پھرتا ہون نالہ کرتا ہر سو خراب تجھ بن

جلدی پہونچ کہ مجکو ڈرتا ہون لے نجاوے
ہون جسجگہ مین وان سے آنکھونکا آب تجھ بن

بے اختیار منھ سے نکلے ہے نام تیرا
کرتا ہون جس کسیکو پیارے خطاب تجھ بن

مل جا جو چاہتا ہے سودا کی زندگانی
کچھ بیطرح سے اسکو ہے اضطراب تجھ بن

ملائم ہوگئین دلپر برہ کی ساعتین کڑیان،
پھر کٹنے لگے ان بن جنھون بن کاٹتے گھڑیان

کبھی نکلی ہین لخت دل سے تار اشک کی لڑیان
یہ انکھیان کیون مرے جی کے گلے کی ہار ہو پڑیان

ہنوز آئینہ گرد اس غم سے اپنے منھ کو ملتا ہے
خدا جانے کہ کیا کیا صورتین اس خاک مین گڑیان

گرہ لاکھون ہی غنچہ کی صبا اکدم مین کھولے ہے
نہ سلجھین تجسے اے آہ سحر اس دل کی گلجھڑیان

دیوانہ ان لٹونکا ہون قسم ہے روح مجنون کی
نہ ہار و چوب گل مجکو بغیر از بید کی چھڑیان

چھری تلوار یکدیگر گل و بلبل ہین گلشن مین
تمھاری سیج کہو دو نومین کس سے انکھڑیان لڑیان

کھلائے گو کہ شانہ سے تم اپنی زلف کے عقدے
نہ سمجھے یہ کسی دلمین ہزارون ہین گرہ پڑیان

تسلی اس دیوانیکی نہو جھولی کے پتھرون سے
اگر سودا کو چھیڑا ہے تو لڑکو مول لو پھریان

نہ غنچے گل کے کھلتے ہین نہ نرگس کی کھلین کلیان
چمن مین لیکے خمیازہ کسی نے انکھڑیان ملیان

کہین مہتاب نے دیکھا ہی تجھ خورشید تابانکو
پھرے ہی ڈھونڈھتا ہر شب جہان آباد کی گلیان

لب و لہجہ ترا سلہے کہین خوبان عالم مین
غلط ہی یہ زبانو نپر کہ سب مصری کی ہین ڈلیان

تبسم یون نمایا ہے مسی آلودہ دندان سے
نہو ابر سیہ مین اسطرح بجلی کی اچھلیان

دیوانا ہو گیا سودا تو آخر ریختہ پڑھ پڑھ
نہ مین کہتا تھا اے ظالم کہ یہ باتین نہین بھلیان

بلبل چمن مین کسکی ہین یہ بدشرابیان
ٹوٹی پڑی ہین غنچونکی ساری گلابیان

تجھ کھ یہ تا نثار کرین مہر و ماہ کو
لبریز سیم و زر سے ہین دونون رکابیان

صیاد کہہ تو کن نے کبوتر کو دام مین
سکھلا دیان ہین دل کی مرے اضطرابیان

افیون مین گر ملا کے تو زاہد پیے شراب
مصری کی دین منگا کے تجھے ہم گلابیان

فرہاد و قیس دونون گئے سودا کا ہے یہ حال
کیا کیا کیان ہین عشق نے خانہ خرابیان

باتین کدھر گئین وہ تری بھولی بھولیان
دل لے کے بولتا ہے جواب تو یہ بولیان

ہر بات ہے لطیفہ و ہر یک سخن ہے رمز
ہر آن ہے کنایہ و ہر دم ٹھٹھولیان

حیرت نے اسکو بند نکرنے دی پھر کبھو
آنکھین جب آرسی نے ترے مکھ پہ کھولیان

اندام گل پہ ہو نہ قبا اس مزہ سے چاک
جون خوش جھجھو نکے تن پہ مسکتی ہین چولیان

کن نے کیا خرام چمن مین کہ لے صبا
لاتے ہین بوے ناز سے بھر بھر کے جھولیان

ساقی ہے عہد سچ کہ تجھ بن اس ابر بہار سے
پڑتے نہین تگرگ برستی ہین گولیان

کسطرح ہووے آنکھونکی کاوش سے دلکو چین
مژگان نکر سکین تو نگاہین چبھولیان

کیا چاہیے تجھے یہ سر انگشت پر حنا
جس بیگنہ کے خون مین چاہین ڈبولیان

جون برف ہو گئے ہین خنک آفتاب ہند
انسے تو بلکہ گرم ہین کابل کی لولیان

سودا اسکے دل سے صاف نرہتی تھی زلف یار
شانے نے بیچ پڑ کے گرہ اسکی کھولیان

نہ اشک آنکھونسے بہتے ہین نہ دلسے اٹھتی ہین آہین
سبب کیا کاروان درد کی مسدود ہین راہین

مرے گلشن مین کب نالہ ترا اسے سبزہ ہو قمری
بجاے سرو یان خاک چمن سے اگتی ہین آہین

ردوے مین تخم درہم اس سرزمین پر جاکے دہقان
بجاے دانہ دل بو دین اگر اُگی زمین گاہین

بتان کی دوستی پر مطمئن ہووے سو کافر ہو
یہ ظالم مار ڈالین بار ت کہتے ہین جسے چاہین

نہ پہونچا منزل مقصود کو مجنون بھی اے سودا
سمجھکر جائیو لٹتی ہین ملک عشق کی راہین

تو نے سودا کے تئین قتل کیا کہتے ہین
یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہین

جس سے پوچھا مین کہ دل خوش ہے کہین دنیا مین
رو دیا اُن نے اور اتنا ہی کہا کہتے ہین

محتسب کسی میخانہ مین جا اے زاہد
ایک شیشے کو بھی ثابت نہ رکھا کہتے ہین

تو تو اس معنی کو سن شاد ہوا ہووے گا
پوچھیے اہل لون سے کہ وہ کیا کہتے ہین

نہ اپنا سوز ہم تجھسے بیان جون شمع کرتے ہین
جو دل خالی کیا چاہین تو آہین سرد بھرتے ہین

جلا انکا ہے جو تجھکو صنم کہہ یاد کرتے ہین
میان ہم تو مسلمان ہین خدا بھی کہتے ڈرتے ہین

کہے بولین عقیق اور گہ نگین لعل ٹھہراوین
یہ نا شاعر ترے ہونٹھونکو کیا کیا نام دھرتے ہین

گلی مین اسکے مت جا بوالہوس آ مان کہتا ہون
قدم پڑتا نہین اُس کو مین وان سے گذر جاتے ہین

یہ رتبہ جاہ دنیا کا نہین کم مال زادی سے
کہ اس پر روز و شب مین سیکڑون جیتے مرتے ہین

نہ چارہ کر سکے کچھ موج دریا کی روانی کا
کہین وارستگان زنجیر جکڑ لیسے ٹھہرتے ہین

تنا مین کسکے غنچون نے دہن کھولا ہی اے شبنم
کلا انکا موتیون سے منھ ترے قطرے جو بھرتے ہین

کسی کی مرگ پر اے دل نکیجے چشم تر ہرگز
بہت سا رو دیے اُنکو جو اس جینے سے مرتے ہین

طرح سیکھی انکی لینے پگڑی کے سودا کی نظر مین
یہ بانکے جو بروت جتنے ہین بگڑے پر سنورتے ہین

عاشق فنا مین اپنے بہبود جانتے ہین
جی کا زیان جو ہووے تو سود جانتے ہین

غنچہ کھلین ہین کیونکر تجھ سے صبا چمن مین
واشد کی رسم ہم تو مفقود جانتے ہین

پروانہ تلک تو پہونچا مکتوب شمع لیکن
ہم راہ نامہ بر کی مسدود جانتے ہین

کچھ اس سوا ترقی اپنی مین ہم نہ سمجھے
اک دن بدن غم دل افزود جانتے ہین

مجمر کا دخل کیا ہے محفل مین تفتگان کے
جو داغ دل کی اپنی ہم عود جانتے ہین

اپنا چراغ دل کا جس دم سے بجھ گیا ہے
ہم گھر کو آسمان کے پردود جانتے ہین

ڈرتا ہون بات میری کر دے نہ تو تنگ گر
اب تک تو اس سخن کو معدود جانتے ہین

آئینہ سازی انکو ہے کفر اے سکندر
جو مرد شکل ہستی نابود جانتے ہین

جس خشت کو اٹھا کر دیکھین وہ چشم دل سے
صورت کو اپنے اسمین موجود جانتے ہین

کیا شکر و کیا شکایت اپنی ہی شکل ہی ہے
دونون سے آپ ہی کو مقصود جانتے ہین

گاڑا قدم جنھون نے کوے قناعت اندر
کب مجلسون مین جا کر وہ کود جانتے ہین

آوے مین کاسہ گر کے گھری جو ہو سفالی
شیخ آپ کو اسی پر موجود جانتے ہین

عجز و غرور دونون اپنی ہی ذات سے ہین
ہم عبد سے جدا کب معبود جانتے ہین

ہم سر نوائین کسکے آگے کہ بید آسا
انکے قدم کو اپنا مسجود جانتے ہین

سودا سے یہ کہا مین تجھ درد کے حق مین
کرنے دعا دوا سے ہم سود جانتے ہین

یہ بات سنکے مجھسے بولا وہ آہ بھر کر
تدبیر ہم بھی یہ ہی محمود جانتے ہین

لیکن نہ وہ دعا ہے جسکو اثر کی ڈر کے
گوبندگان آمین مردود جانتے ہین

باتین کتنی ہی نہین منھ لگنے سے منظور ہمین
سو میسر نہوا تا بلب گور ہمین

قدرت اور ونکو ہے سر گرم سخن ہونیکی
نہین بھرنے کا دم سرد ہے مقدور ہمین

کام ہے چشم کا نظارہ نہ بہنا شب و روز
آنکھ خالق نے رقیبونکو دی ناسور ہمین

ساقیا بزم نہین آج خلل سے خالی
جام کچھ اور ونسے دیتا ہے تو معمور ہمین

نیش زن کام مین اپنے ہین یہ اپنی شکلین
لگے آئینہ محل خانۂ زنبور ہمین

بوسہ ہنسکر نہ دیا ان نے سواے دشنام
سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہمین

کوئی سمجھے ہے ترے گھر مین کہ ہم آئے کیون ہین
ہوکے مانع تو نہ کر خلق مین مشہور ہمین

راستحاصر ہوے سودا کی جو ہم بالین پر
شعر پڑھتا یہ نظر آیا وہ رنجور ہمین

پہونچے ہم آرزوے وصل مین نزدیک مرگ
سوجھے ہی شکل ملاقات ابھی دور ہمین

گلشن مین یار بن مجھے شرب مدام مین
مانند لالہ خون ہوا لبریز جام مین

کاڑھے قفنا الغل بین سے دشمن کے مرغ کو
لاوے ہی شاخ سے پر پرواز دام مین

آزادگان کے تنگ ہین وہ جو سیاہ بخت
نقش نگین کیطرح سے ہین قید نام مین

ان جوش قد کی چال کا انداز کیا کہون
ٹھوکر لگی ہے دل کے تئین جس خرام مین

سودا سے ہم سخن ہی جس انداز سے وہ شوخ
آئی ہے بو لہو کی مجھے ان کلام مین

گر کیجئے انصاف تو کی زور وفا مین
تم جنکی ثنا کرتے ہو کیا بات ہے اونکی
رکھتا ہے کچھ ایسی وہ برہمن بچہ رفتار
یارو نہ بندھی اُس سے کبھو شکل ملاقات
جب مین گیا اُسکے تو اُسے گھر مین نہ پایا

خط آتے ہی سب چلگئی اب آپ ہین یا مین
لیکن ٹک ادھر دیکھیو اے یار بھلا مین
بت ہوگیا ڈھج دیکھ کے اُسکی بخدا مین
ملنے کو تو اُس شوخ سے ترسا ہی کیا مین
آیا وہ اگر میرے تو در خود نہ رہا مین

کیفیت چشم اُسکی مجھے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا مین

جاتا ہون ترے در سے بس اے یار رہا مین
مین جب سے ملاقات کی تب سے ترے نزدیک
آئے تھے سبھی ہمنفس اکبار تہ دام،
پیارے نگہ لطف نہ بھر عمر کی تو نے
تجھ حسن کی اسواسطے ہے گرمی بازار
اکدم نہ تھمبا خون مری آنکھونسے کبھو یار

نظرون مین رقیبون کی بہت خوار رہا مین
ذلت ہی کا ہر وقت سزاوار رہا مین
آزاد ہوئے اور گرفتار رہا مین
آنکھون کو تری دیکھ کے بیمار رہا مین
اے شوخ ترا بسکہ خریدار رہا مین
ازبس ترے ہاتھونسے دل افگار رہا مین

صد شکر کہ رحمت کا سزاوار ہون سودا
گر شیخ کے نزدیک گنہگار رہا مین

ناوک نے ترے صید نچھوڑا زمانے مین
کیونکر نہ چاک چاک گریبان دل کرون
زینت دلیل مفلسی ہے ٹک کمان کو دیکھ
اے مرغ دل سمجھ کے تو چشم طمع کو کھول
چلے مین کھینچ کھینچ کیا قد کو جون کمان
پایا ہر ایک بات مین اپنے مین یون تجھے
دست گرہ کشا کو نہ تزئین کرے فلک
ہمسا تجھے تو ایک ہمین تجھسے ہین کئی

تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے مین
دیکھون ہون تیری زلف کو مین دست شانے مین
نقش و نگار چھیٹ نہین کچھ اسکے خانے مین
تو نے سنا ہے دام جسے ہے وہ دانے مین
تیر مراد پر نہ بٹھایا نشانے مین
معنی کو جسطرح سخن عاشقانے مین
منہدی بندھی نہ دیکھی ہین انگشت شانے مین
جا دیکھ لے تو آپ کو آئینہ خانے مین

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اُڑ گئی تیرے فسانے مین،

سجدہ کیا صنم کو مین دل کے کنشت مین — کہ اس خدا سے شیخ جو ہے سنگ و خشت مین
جون تاک اینڈتے ہین پڑے میکدے مین مست — زاہد بھلا یہ عیش ہے باغ بہشت مین
گذرا ہے آب چشم مرے سر سے بارہا — لیکن نہ وہ مٹا جو کہ تھا سر نوشت مین
ہرگز نہ مر تو قصر فریدون کے رشک سے — جا گہ کر اپنے دوست دل خوب و زشت مین
سودا کو شمع بزم جو کہتے تو تھا بجا — ہے اشک و آہ و سوختن اسکی سرشت مین

مژہ اس چشم کا کھٹکے ہے دل بغتون مین — نیشتر پیرے ہے لوہو کی تری جستجو مین
سبق ناز پڑھا کن نے چمن مین کس کے — جنبش لب سنے لٹائے ورق گل خو مین
موسم گل ہے بہا نیت تو ہمین کیا سودا — اپنے جی سے یہ عداوت ہے دل گرد و مین
شب کو خاطر مین اگر قصد صبوحی ہووے — نمک صبح ملاوے وہ مے گلگون مین

خلش کرون نہ کسی سے اگرچہ خار ہون مین — جلے نہ مجھسے دل خس جو شعلہ بار ہون مین
جو گرد ہون تو رہون خاکپائے دشمن و دوست — نہووے یہ کہ دل مور کا غبار ہون مین

عاشق کی بھی کٹتی ہین کیا خوب طرح راتین — دو چار گھڑی رونا دو چار گھڑی باتین
اور ونسے چھٹے دلبر دلدار ہوا میرا — برحق ہے اگر پیر دیکھ تم مین کراماتین
کل لڑ گئین کوچے مین آنکھو نسے مری انکھیان — کچھ روز ہی آپسمین دو دو چلین سمکھاتین

نہار اسکی نہین لگتی ہے اک پا سنگ آنکھو مین — بتان کی ہمنے دیکھی ہے گے گلرنگ آنکھو مین
ہے جبتک اسکی تو حایل یہ باہر آ نہین سکتا — گل لخت جگر ہے اشک کا دل تنگ آنکھو مین
چمن کی سیر کو جاتا ہے تو یہ مجکو خطرہ ہے — نہو گلشن مین نرگس سے کہین اب جنگ آنکھو مین
کہان طاقت جو اٹھیے پانسے جانیکی تو کیا معنی — نظر آتا ہے مجکو یک قدم فرسنگ آنکھو مین
ندی فرصت کسیکی خونے یکقطرہ کے بہنے کی — وگرنہ ہم تو رکھتے ہین چمن اور گنگ آنکھو مین
نہین ہرگز تری چشم سیہ محتاج سرمہ کی — لگے اے شوخ تیرے دشمنو نکے سنگ آنکھو مین
نشے سے جھک گیا سودا تو دیکھ اس خط کے سبزے کو — رکھی ہے زور کیفیت یہ کافر بنگ آنکھون مین

کر دوا اگر نہی ہے کر اے یار دن دو چار مین
ورنہ مرجاوے گا یہ بیمار دن دو چار مین

جسم کا معلوم رہنا گر یہی ہے سیل اشک
بیٹھ ہی جاویگی یہ دیوار دن دو چار مین

اب تو گل کھاتے پھرے ہین لوگ تیری نام پر
دیکھیو پھولی ہے یہ گلزار دن دو چار مین

جو چلن چلتے ہو تم ہمکو بھی اسکی ہے خبر
اس چلن پر چلتی ہے تلوار دن دو چار مین

چھوڑ دیجے یہ طریق اب ورنہ اس کوچیکے بیچ
لوٹتے دیکھے گا اپنے یار دن دو چار مین

پیچ پر گر پیچ دیتے ہی چلے جاؤ گے شیخ
ہو گی گنبد سے بڑی دستار دن دو چار مین

جب مین کہتا ہون کہ وعدہ وصل کا پورا کرو
ہے یہی اس شوخ کی گفتار دن دو چار مین

لیکن اسکے قول کو سودا تو یون جانون ہون مین
یہ سخن کہتا جو ہے ہر بار دن دو چار مین

جو مرض مہلک ہوا اور بولے تشفی کو طبیب
دور ہو جاویگا یہ آزار دن دو چار مین

امید ہو گئی کچھ گوشہ گیر سی دل مین
رہا کرے ہے تمنا اسیر سی دل مین

خدا کیواسطے خاموش ناصحا بیدرد
لگے ہے بات تری مجکو تیر سی دل مین

نجانے عشق ہے کس گلعذار کا ہم کو
ہے نالہ مرغ چمن کی صفیر سی دل مین

یہ کسکے اب صف مژگان نے دلکو دی ہے شکست
کہ اشک پھرتے ہین لوٹے بہیر سی دل مین

وفور یار کے یا تنک ہے سرد مہری کا
کہ آہ گرم بھی ہے زمہریر سی دل مین

کہے ہے خلق تری شکل کو مقابل ماہ
لگے ہے مہر کی مجکو نظیر سی دل مین

اگرچہ دختر رز فاحشہ ہے اے سودا
لگے ہے پنبۂ مینا سے پیر سی دل مین'

دل کو یہ آرزو ہے صبا کوے یار مین
ہمراہ تیرے پہونچئے ملکر غبار مین

مین وہ درخت خشک ہون اس باغ مین صبا
جسکو کسو نے سبز نہ دیکھا بہار مین

ساقی پہونچ شتاب کہ تجھ بن یہ نو بہار
دیتی ہے زہر ہمکو مے خوشگوار مین

خنجر پکڑ کسو سے یہ مژگان نہ پھیرین منھ
تلوار مارین بیٹھ کے ابرو ہزار مین

سودا تو دخت رز کو تو اتنا نہ منھ لگا
تکلیف پاویگا بہت اسکے خمار مین

کسنے آرام لے ہے چرخ مینا فام دنیا مین
سدا گردش ہی مین گذری برنگ جام دنیا مین

کہو نہین کونسا گھر ہے جسے ہمنے نہ دیکھا ہو
بجز خلوت سراے دل نہین آرام دنیا مین

جو بوجھے شیخ ذرہ بھر بھی رمز کفر کو میرے
قبول خاطر اسکی پھر نہوا اسلام دنیا مین

بغیر از مرنے چلتے کچھ نہ دیکھا بزم ہستی مین
کٹی اپنی تو مثل شمع صبح و شام دنیا مین

لیا دل کو تھا جبتک مری کیا کیا خوشامد بھی
نہوگا کوئی تمسا بھی میان خود کام دنیا مین

دلا اب سر کو اپنے پھیر مت سنگ ملامت سے
یہی ہوتا ہے نادان عشق کا انجام دنیا مین

نہ کر سودا تو شکوہ ہم سے دل کی بیقراری کا
محبت کسکو دیتی ہے میان آرام دنیا مین

اے خوشا حال ہوا جو کوئی رسواے بتان
خوار بازار ملامت ہے بسوداے بتان

کفر سے اب تو مرا دل ہے نہایت بیزار
درمیان کیا کرون اے شیخ کہ ہے پاے بتان

الفت و مہر کی ذرہ جو کہین انمین ہو بو
کاش دیتا مین کسی سنگ کو دل جاے بتان

بیگناہون پہ یہ ناحق جو ستم کرتے ہو
اب کسیطرح بھی تم مین سے یہ خو جاے بتان

دل سی ہم جنس کو بیقدر کیے رکھتے ہو
کیا مین تمسے کہون افسوس بتان ہاے بتان

مول لیتے ہو جو اس دل کو تو یون ہی لیجیے
تم دیے دام مجھے اور مین بھر پاے بتان

اب خدا ہی تمہین سمجھاوے مرے دل کا درد
تم سمجھتے ہو کوئی سودا کے سمجھاے بتان

جی تک تو دیکھے یون جو ہو تو کارگر کہین
اے آہ کیا کرون نہین بکتا اثر کہین

ہوتی نہین ہے صبح نہ آتی ہے مجکو نیند
جسکو پکارتا ہون سو کہتا ہے مر کہین

ساقی ہے اک تبسم گل فرصت بہار
ظالم بھرے ہی جام تو جلدیسے بھر کہین

بھرنے لگے تو جون کف دریا بہا بہا
دامن اگر نچوڑ دیے اے ابر تر کہین

جادو بھرے ہین چشم مین مت آئنہ کو دیکھ
دھڑکے ہے دل مرا کہ نہ پلٹے نظر کہین

دل آہ شعلہ بار کے ہر دم بھرے ہے گرد
پروانہ آسکے ہے مری شمع پر کہین

خونناب یون کبھو نہ مری چشم سے بہا
اٹکا نہ جبتک آن کے لخت جگر کہین

منھ تو نے مجھے لگا دے تو لب جام کیطرح
اتنا بھی واہ واہ ہے میسر ہو گر کہین

صحبت مین تیری آن کے جون شیشۂ شراب
خالی کرون مین دل کے تئین بیٹھکر کہین

اے دل یہ کہہ تو مجھسے کہ مین کیا کرون نثار
آوین کبھو جو حضرت سودا ادھر کہین

انگشتری کے دل کی طرح غیر سنگ و خشت
گھر مین تو خاک بھی نہین آتی نظر کہین

سودا سے رات مین کہا مغموم کیون ہی تو
اٹکا ہے ان دنون مین ترا دل مگر کہین

کہنے لگا کہ سچ ہے پرا بکی اگر یہ جی
بچ جاے تو نہ دل کو دون بار دگر کہین

پوچھا جو مین سبب تو کہا کیا نہین سنی
قاصد مرے کے حال کی تو نے خبر کہین

نامہ لکھا تھا یار کو مینے سمجھ کے یہ
عالم مین رسم نامہ و پیغام ہے مگر کہین

لیکن سواے بندگی و عجز و انکسار
نکتہ ہوا اسمین حرف تمنا سے گر کہین

وان لاکے مجکو مار یے گردن کہ جسجگہ
پانی کے قطرے کا بھی نہووے اثر کہین

ورنہ خدا کیواسطے انصاف تو کرو
آتا ہے ایلچی پہ زوال اس قدر کہین

اڑتا پھرے ہے نامہ گلی مین کسی طرف
دھڑ سے جدا پڑا ہے سر نامہ بر کہین

وقتیکہ دلبران جہان کا ہو یہ سلوک
پھر دل کو دون کہو تو کس امید پر کہین

بلبل کہین پتنگ کہین اور ہم کہین
اُٹھے یہ دل جلے نہووے اکیدم کہین

کب تک یہ سرکشی مری شمشاد کے حضور
اے سرو ٹک تو ہو تو خجالت سی خم کہین

گردون پھرے حباب کی صورت بہا بہا
آجاوین موج پر جو مری چشم نم کہین

لیکر چلے ہین مہر بتان ہم سوے حرم
ہو جاے شیخ کعبہ نہ بیت الصنم کہین

آہونین کو رام کیا ایک عمر مین
ہر آن ہے یہ خوف نکر جاے رم کہین

درکار کچھ نہین مجھے چلنے مین خضر راہ
کوئی سنا نہ بھولتا راہ عدم کہین

سودا رہیگی آہ اگر آتی متصل
اندیشہ ہے مجھے نہ نکل جاوے دم کہین

مت پھر تو ساتھ غیر کے آمان ہر کہین
ضائع نہ حسن اپنے کی کر شان ہر کہین

جز سنگ کیا ہے دیر و حرم مین جو سر جھکے
سجدہ کیا ہے تجکو مین پہچان ہر کہین

سچا تو ہو وے وعدے مین کسطرح ہمسے یار
وعدہ تجھے ہر ایک سے پیمان ہر کہین

میرے ہی دل پہ یار چلے ہی یہ ہرٹ ترا
ہوتا نہین ہی شوخ تو نادان ہر کہین

جو جو ستم ہین ہم پہ کیے اسکے بر خلاف
کرتے ہین ہم بیان ترے احسان ہر کہین

معمورہ پھر قلمرو امکان مین رہ چکا
یون ہی اٹھا جو اشک کا طوفان ہر کہین

کعبہ سے کچھ ہے کام نہ کچھ دیر سے غرض
سودا کرے ہے دید یہ اک آن ہر کہین

یاد میاں اب دلمین تیرے دے باتین نہین آتی ہین
گھڑی گھڑی کی دے جوادائین جنہونسے مین دکھ پاتا تھا
کیون نہ مکافات اسکی پیارے ہووے نہ تری بیتونکو
خون ہمارے دل کا پیوین جسصورت سے چاہین وہ
پھنسواتین ہین دلکو میرے زلف مین ہر اک مہرو کے
جلسے گیا ہے برسے میرے تو آرام جان و تن
گئے وہ دن جو تلخ تمھارے منہ سے میٹھا لگتا تھا
گھر سے باہر جلد نکل اب تیری خاطر ہے یہ حال

کس مہوشکی جا وگری جو آنکھین بھی شرماتی ہین
گلا اب اسکا مجھسے نہ کیجے کیا وہ اپنا پاتی ہین
لیکر پہلے دل عاشق کا جان بھر اسکی کھاتی ہین
بس کب چل سکتا ہے اُنسے جو انکھیان مدماتی ہین
آنکھین میری مجھسے یارو ناحق بیر بساتی ہین
آنکھین طفل اشک کو تب سے گودیمین ٹھلاتی ہین
سنو ہو پیارے اب وہ باتین تمکو نہین سہاتی ہین
جانین سب عشاق کی پیارے سینو مین گھبراتی ہین

دیکھئے کہ ہوا دیوانا سودا تو پھر عجب نہین،
عشق کی باتین افلاطونکی ملین بہت بوراتی ہین،

آنکھونکو ٹک سنبھالو یہ مارتی ہین راہین
کیا حسن و عشق مین اب بگڑی ہے بطر جسے
آوے جو سیر کرنے اکبار وہ چمن مین
اس دلمین گو ہماری الفت نہین رہی اب
ٹک مہر دے خدایا کافر بتون کے دلمین
فریاد کر کسی سے چاہین سودا کیون کر

بھٹکے مسافرون کو دیتی نہین نگاہین
تیر نگہ تو وان ہین یان برچھیان ہین آہین
گل آسمان پہ پھینکین اپنی سدا کلاہین
اپنی طرف سے اے دل ہم تو بھلا نباہین
یا عاشقون کے جی سے کھو دے انکھونکی چاہین
گردن ہی مارتے ہین ذرہ جو ہم کراہین

سودا تو عاشقی مین ثابت قدم یہ رہنا
فرقہ مین عاشقون کے تا سب تجھے سراہین

جو صبر ہو کے عاشق مرغوب جانتے ہین
ذرہ نہین ہین واقف اطوار دلبری سے
ہر ایک نیک دیدہ سے مل بیٹھنا بتان کا
سمجھو ہو شرح جسکو خلوت مین اپنی پیارے
کہتے ہین جسکو سودا آفاق زند مشرب

عاشق جو ہون انھونکو ایوب جانتے ہین
دل لیکے جور کرنا محبوب جانتے ہین
غیرت جنھین دی حق نے معیوب جانتے ہین
ہم دل جلونکا اسکو مکتوب جانتے ہین
تقوی کو شیخ جی کے وہ خوب جانتے ہین

چاہ کے غرق تجھے ہے یہ گمان ترتے ہین
ڈوبے گرداب محبت کے کہان ترتے ہین

اب تو اس بحر سے جیتے جی ابھرنا معلوم
تہ کے بیٹھے ہوئے بھی کوئی میان ترتے ہین

لخت یون ہی ہے مری سیر چمن مین تجھ بن
برگ گل جون بروے آب روان ترتے ہین

وصل کی رات بھی محروم ہین اک بوسہ کے
آب حیوان مین پڑے تشنہ دہان ترتے ہین

یاد کر مستی مین تجکو مین جہان رویا تھا
آجتک یار بط مے پڑے وان ترتے ہین

منہ مین تیری سی جو رکھتے ہین سوا تہ زبان
بحر مواج سخن مین وہ جوان ترتے ہین

صاحب فہم ادسے کہتے ہین جوہر سودا
دست و پا مار کے یہ گنگ جہان ترتے ہین

اُس سرو قد کی دوستی مین کچھ ثمر نہین
نخل محبت آہ مرا بار ور نہین

اُس سنگدل کو حال پہ میری نہ آیا رحم
اے آہ و نالہ حیف کہ تم مین اثر نہین

یاقوت لعل یار سے بہتر نہین ولے
ہر جوہری کو اسکی پرکھ کی نظر نہین

کیون مجھسے بیگناہ کو ناحق کرے ہے قتل
اے یار تیرے دلمین خدا کا بھی ڈر نہین

قاصد کی کیا مجال جو اُس کو مین جا سکے
جز مرغ روح کوئی مرا نامہ بر نہین

میری طرف سے دیکھ صبا گل کو یہ پیام
اُڑن قفس بھی توڑ کے پر بال و پر نہین

سودا نہ مان ایسے تو واعظ کی گفتگو
ذرہ بھر اوسکو اصل سخن سے خبر نہین

امید وصل جز طمع خام کچھ نہین
ہر صبح ہے قسم پہ قسم شام کچھ نہین

وضع بہار دیکھ کے مانند آبشار
جز گریہ اس چمن مین ہمین کام کچھ نہین

اُس شوخ بیوفا و فراموش کار سے
مدت ہوئی کہ نامہ و پیغام کچھ نہین

نالہ غلط ہے مرغ گرفتار دام کا
وہ تو اسیر زلف سیہ فام کچھ نہین

سمجھاؤن اپنے کفر کے گر رمز شیخ کو
بے اختیار کہہ اُٹھے اسلام کچھ نہین

طاقت نہین ہے اتنی کہ بے طاقتی کرین
موجب مرے سکوت کا آرام کچھ نہین

دیکھا نہ حال سودا کا کوچے مین عشق کے
اسے دل تو عاشقی کا نہ لے نام کچھ نہین

آنکھین بھی اُنکی آنکھو نسے گر ٹک ملا کرین
تو ہم کسی سے کاہے کو اتنا گلا کرین

گر جوش مارے خط کی ترے چہرے پر بہار
غنچے دلون کے گل کیطرح سے کھلا کرین

کیونکر نہ چشم ابرو سے ہو قتل دل مرا
دو ترک مست لیکے جو تیغے بلا کرین

بار دگر بہار نے مارا ہے جوش پھر
بر پا جنون کا اپنے ہم اب سلسلا کرین

آئینہ کا عبث ہے سکندر یہ تعبیہ
بہتر ہوا دور اس سے جو دل کو جلا کرین

ہے معتبر اُنھون کی جہان مین مہوسی
جو خاک کو نگاہ سے اپنی طلا کرین

سودا ابھی بدون گا مین کار قراولی
شہری غزال یہ جو کسی سے ہلا کرین

مجھے معلوم یون ہوتا ہی میری بھی پھنسی آنکھین
کسیکی دیکھکر شاید جہان مین رسمسی آنکھین

خدا جانے کدھر کو دیکھ تجکو وہ نکل جائین
بزور اپنے میان ڈورون سے ہمنے اب کسی آنکھین

ہجوم از بس تماشائی کا تیرے قد پہ ہی پیارے
بسان دستۂ نرگس زسر تا پا رسی آنکھین

مری آنکھین جو یان مارے پڑین تو کیا تعجب ہے
تری لفون نے کیا کیا ایک خلقت کی ڈسی آنکھین

نقاب اب دور کر چہرے سے کس سے منھ چھپاتا ہے
قدم تیرے کو ملتے ملتے عالم کی گھسی آنکھین

ترا وہ حسن دلکش ہی نکالے جسکو تو گھر سے
پلٹ کر پھر طرف گدی ہی کر اُسکی دھسی آنکھین

مرے رونیکا آگے یار کے ہر دم یہ باعث ہی
دکھاتی ہین اُسے سودا یہ اپنی بیکسی آنکھین

طلب مین سلطنت جم کی نہ صبح و شام کرتا ہون
در میخانہ پر جا کر سوال جام کرتا ہون

پرستار خدا کہہ کیا بُرا مین کام کرتا ہون
جہان جس بت کو دیکھون ہون مین اپنا رام کرتا ہون

روا کب باز پرس محتسب ہے مجھپہ اے زاہد
کہ مستی از نگاہ ساقی گلفام کرتا ہون

جو آزادی مین یاد آجاے ہے لذت اسیری کی
تو کر پرواز گلشن سے تلاش دام کرتا ہون

جو دل تھا کر دیا پامال تونے اب جو تن چاہے
کسی سے جا کے اک دل اور قرض و دام کرتا ہون

دیا تھا کس گھڑی دل اُس ستمگر کو کہ اے یارو
نہ دن کو چین ہے مجکو نہ شب آرام کرتا ہون

طلب بوسہ کیا تھا وے ندے جھگڑا نہین اسمین
کسی پر کیا میان قاضی کا مین اعلام کرتا ہون

مجھے بن یاد تیری دم گذرتا ہو تو کافر ہون
سحر سے شام تک مین ورد تیرا نام کرتا ہون

نصیحت کرنیسے سودا کو تو سمجھا نہ اے ناصح
کہ با این پختہ مغزی مین خیال خام کرتا ہون

یہ مین بھی سمجھون ہون یار دو وہ یار بار نہین
کرون مین کیا کہ مرا دل بہ اختیار نہین

عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا — قسم خدا کی ترے دل مین اب وہ پیار نہین
مین ہون وہ نخل کہ جس نخل کو قیامت تک — بہار کیسی ہی آوے تو برگ و بار نہین
جہان کے بیچ غم دل کہون سو کس سے کہون — سوائے غم کے مرا کوئی غمگسار نہین

ہزار قول کرین یہ نباہ کا سودا
مجھے بتان کی محبت کا اعتبار نہین

ٹکڑے تو ابھی لعل کے دل بیچ دھرے ہین — ہمنے تو ابھی موتی ہی آنکھون مین بھرے ہین
صد شکر کہ مرنیکا خلش اٹھ گیا دل سے — جب سے ہوے پیدا ہم اسی دن سے مرے ہین
اس باغ مین ہمسے نہ ملے سود کسو کو — نے گلبن سر سبز نہ ہم نخل ہرے ہین
کاوش نہ مرے دل سے ہو مژگانون کو تیرے — ابرو بھی کجی مین صف مژگانسے پرے ہین

سودا جو ترے یار کے دلسے نہ گیا کھوٹ
کیسا ہی وہ کھوٹا ہو میان ہم تو کھرے ہین

مین کس کس شعلہ خو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤن — جو دل تھا ایک سو تو جل بجھا کیا خاک دکھلاؤن
گریبان چاک کر یہ جی مین آتا ہے کہ اک دم مین — رسائی آہ کی تا دامن افلاک دکھلاؤن
کرے دعوی نہ ہرگز ہمسری کا ابر بارش مین — برائے امتحان گر دیدۂ نمناک دکھلاؤن
چمن مین پھر نہ بیٹھے شاخ گل پر بھولکر بلبل — جو اس گلرو کے کوچے کا خس و خاشاک دکھلاؤن
چل اٹھ سایہ سے دیوار حرم تک شیخ آ جھٹ تک — تجھے نیرنگی قدرت بزیر تاک دکھلاؤن
پڑے دونون کی ناگہ دوستی مین جلوہ والی سی — گل و بلبل کو گر وہ روے آتشناک دکھلاؤن

پرستش چھوڑ دے کعبہ کی سودا شیخ گر اوسکو
جو میرے دل مین بستا ہے بت بیباک دکھلاؤن

ردیف واو

دماغ صلاح دینے کا نہین کہدو ہلالی کو — کہ فکر شعر ہے اس وقت میرے طبع عالی کو
بغیر از بادہ سمجھون بزم کو مین حلقۂ ماتم — تصور قالب بیجان کرون مینائے خالی کو
ترا خط دیکھ یون بھولین ہین سب قرآن کا پڑھنا — کہ جون تہ کر رکھین تقویم ہائے پارسالی کو
کہے ہے سرنگون اس باغ مین کثرت تعلق کی — ثمر کا بیشتر ہونا جھکا دیتا ہے ڈالی کو

نشست شیخ نے مجلس مین تو چھاتی پکا ڈالی
لے آئے یان کوئی سودا اسے اب جا لاابالی کو

چہ بے گنہ چہ گنہگار یہ نہو وہ ہو
وہ شوخ قتل کو تیار یہ نہو وہ ہو

بغیر یار ہو کیسا ہی کچھ تو مارین ہین
ہم ایسے ہونے پہ بیزار یہ نہو وہ ہو

ہین اور غیر متقین کیون نہ ایک سے ہون کہ ان
نہین تمیز گل و خار یہ نہو وہ ہو

نگہ بہ سحر و تبسم بلطف کچھ تو ہو
جو وہ نہو تو یہ ہو یار یہ نہو وہ ہو

جو وعدے آگے کئے تھے یہ باتین ہمین نہین
ملے جو ہمسے تو گفتار یہ نہو وہ ہو

جفا و مہر جو خاطر مین ہو کہ سب بہتر
کیا ہے عشق نے ہموار یہ نہو وہ ہو

ہمین تو ایک سے ہین حسن مین جمیع ملیح
کوئی ہو اپنا خریدار یہ نہو وہ ہو

ہے اعتقاد ہمین ہندو و مسلمان پر
ہین دونون تیرے پرستار یہ نہو وہ ہو

مساوی آپ کو تجھ بن ہے جنت و دوزخ
نہین ہم اُسکے طلبگار یہ نہو وہ ہو

نہین ہے وصل مین درخواست ہجر کی مجکو
ولے خدا سے ہون ناچار یہ نہو وہ ہو

رسوخ سودا رکھے بندگی غیر سے فرق
تمھارے جور سے بیزار یہ نہو وہ ہو

یون نہ چاہے گا دل آگاہ یہ ہو وہ نہو
اُسکی یہ خواہش معاذ اللہ یہ ہو وہ نہو

بندگی کی ذات سے واقف جو ہین انکی زبان
بول کب سکتے ہین یون اللہ یہ ہو وہ نہو

تو ہوا جب پاس پھر دنیا و ما فیہا کے بیچ
کب ہمین اس چیز کی پرواہ یہ ہو وہ نہو

جب سے ہو آیا ہے تو گلشن مین تب سے عندلیب
دیکھکر کہتے ہین گل کو واہ یہ ہو وہ نہو

شکل آئینہ کی رووے دیکھ میرے دلکو یار
منہ لگانے سے ترے گمراہ یہ ہو وہ نہو

دیکھکر ہنستا ہے عالم آپکا دامان ریش
شیخ جی لازم ہے کیا کوتاہ یہ ہو وہ نہو

صاحب محمل جو بس سمجھے ہو دل کو قیس کے
قدر اسکی تب ہو جب ہمراہ یہ ہو وہ نہو

گھر مرے تب آئیے جسدم نہو ہمرہ رقیب
مجھسے ملنے کی تمھاری راہ یہ ہو وہ نہو

غیر کو گھر مین جگہ دی کرتے ہو سودا کو منع
ہوش دیکھا بس تمھارا واہ یہ ہو وہ نہو

حال دل پوچھے ہے کیا مجھسے مرا اے یار تو
سن لے جا عالم سے در ہر کوچہ و بازار تو

اب نکل سکنا نہین ممکن تجھے یان سے دلا
زلف کے حلقہ مین ہے جون نقطۂ پرکار تو

ہو گیا آشفتہ سر ہر ایک اُسکو دیکھکر
باندھکر نکلا نکر یہ لپٹی دستار تو

کچھ تو یان نسبت بُرُدنکو ہی بھلونسے ای صنم
گو کہ ہین باغ جہان مین خار ہم گلزار تو

گر چمن تک رخصت اے صیاد تین دیتا نہین
دیکھنے کی فرصت ہمین دے تا سر دیوار تو

گر نہین اُسکے میسر ساقی و ابر بہار
جام دے اے دل برسا ای دیدۂ خونبار تو

زندگی اپنی اگر ہے ناصحا تجھکو عزیز
مان سودا سے نہ کر اِس وقت یہ گفتار تو

لہو اس چشم کا پونچھے سے ناصح بند کیونکر ہو
جو دل ٹوٹے کسیکے ہاتھ سے پیوند کیونکر ہو

ملے ہے غنچہ و گل خاک مین یک لب تبسم سے
کسو کا دل کہو اس باغ مین خورسند کیونکر ہو

فراہم مال و زر گھر مین کیا اپنے تو کیا حاصل
غنی جبکا نہین ہی دل وہ طالع مند کیونکر ہو

مقابل ہو کے میرے مہوش کے ناخن پا سے
جو چاہے ماہ نو وہ چند ہو وہ چند کیونکر ہو

حلاوت شہد سے بھی زیادہ تر ہے جسکی باتونمین
برابر اُس لب شیرین کے یارو قند کیونکر ہو

خیال زلف کو تیرے نکلنے دون نہ مین دلسے
یہ کالا ہے کہ جب تو بین سے نکلا بند کیونکر ہو

نہو دل جبتلک میرا مشبک شکل مجمر کے
کسی کے روے آتشناک پر اسپند کیونکر ہو

غزال دشت کی ہر چند ہین ابلہ فریب آنکھین
پر انکھیونکا ترے اے یار انہین چھند کیونکر ہو

ہنسے ہے وہ سخن گر تئین تجھ داڑھی کے ہلنے پر
اثر سودا کے تئین ناصح تری یہ پند کیونکر ہو

کرے ٹک منفعل کوئی مرے بیدرد قاتل کو
دکھا دے خاک پروانہ یہ گریان شمع محفل کو

الٰہی ہی سکت نعم البدل کے تجکو دینے کی
مجھے اسکے عوض تو کچھ نہ دے پر پھیر لے دلکو

کر رکھا تیغ نگہ نے دل فگار آئینہ کو
تیر مژگان نے کیا غربال چار آئینہ کو

تیرے مشتاقونکی حیرانی مین ہی ہم چشم نم
بسکہ رہتا ہے شب و روز انتظار آئینہ کو

مان اے مشاطہ وہ مغرور ہو دیگا دوچند
وقت آرایش نہ کر اُس سے دوچار آئینہ کو

گرد خط سے یار کے چہرے پہ ہو دونی جلا
صاف تر رکھتا ہے صیقل سے غبار آئینہ کو

یار کے جب منھ کو وہ تکتا ہی سودا رشک سے
جی مین آتا ہے کرون مین سنگسار آئینہ کو

چین کیا ہوں جو کریں قتل وہ انکھیاں مجکو
پھر گئے دیکھتے ہی خنجر مژگان مجکو

سیر کرتا ہے خیال اُسکی نگہ کا جیدھر
نظر آتے ہین اُدھر گنج شہیدان مجکو

گل و گلزار ترحم ہون کسی کے سر پہ
جا خوش آتی نہین جز گور غریبان مجکو

ہاتھ کس کا ہے تری زلف کا شانہ سچ کہہ
رات آتے ہین نظر خواب پریشان مجکو

اے نسیم سحری مہر و مروت سے دور
بے نہایت نظر آیا یہ گلستان مجکو

ایک گل تک مرے مانع نہوا چلتے وقت
خار نے بھی نہ رکھا کھینچ کے دامان مجکو

ایک عالم کو زمانے نے دیا کیا کیا کچھ
پر کبھو مین نہ کہا اُس سے کہ دوران مجکو

کسکی بابت مین گنون آپ کو بتلا اے شیخ
تو نے مجھے گبر کہے گبر مسلمان مجکو

مجھ مین اور یار مین ہے ربط سپند آتش
اُسکی جوشش لے گیا اُس سے گریزان مجکو

ریختہ اور بھی دنیا مین رہے اے سودا
جینے دیوے جو کبھو گردش دوران مجکو

بس ہو تو رکھون آنکھون مین اُس آفت جانکو
اور دیکھنے دون مین نہ زمین کو نہ زمان کو

جب عزم کرون گھر سے کوئی دوست کا یارو
دشمن ہے مرا وہ جو کہے یہ کہ کہان کو

موجب مری رنجش کا جو پوچھے ہو تو یہ جان
موندونگا نہ پھر کھول کے جون غنچہ دہان کو

ابرو نے مژہ نے نگہ یار نے یارو
بے رتبہ کیا تیغ کو خنجر کو سنان کو

اسرار خرابات سے واقف ہو جو زاہد
کعبہ سے نہ کم سمجھے در پیر مغان کو

یہ رسم نہین تازہ کچھ اے شیخ جہان مین
جا گہ حرم و دلمین جو مین دی ہے بتان کو

ناصح یہ مجھے راست کہے تھا کہ بجز داغ
کیا لیویگا دل دے کے تو ان لالہ رخان کو

دل کسکے دم تیغ کا پیاسا ہے کہ سودا
بسمل کی طرح تڑپے ہے دیکھ آب روان کو

منڈا اگر خط تم اپنے حق مین کیون کانٹے ہی بوتے ہو
نہوینگے اب یہ عارض گل عبث سبزہ بھی کھوتے ہو

خبر ہے کچھ تمھین بیداری شب کی ان آنکھون کی
خمار انکا ہے قاتل خلق کا کس نیند سوتے ہو

رقیب اور مین ہون زیر آسمان یکجان دو قالب
مخاطب تم بلفظ جان ہم دونون کے ہوتے ہو

سمجھنا آپ کو بیٹا خدا کا ہے غلط فہمی
غرور و ناز اتنا کس لیے آدم کے پوتے ہو

محتسب آیا بزم مین ساقی لے آ شراب کو
یہ نسمجھ کہ شب پرک دیکھے گی آفتاب کو

آنکھوں کا میرے اندنون یارو ہی طرفہ ماجرا
مین تو روؤن ہون انکے تئین ہنستی ہین یاسحاب کو

دم ہی رہا بہ پیرہن تن تو ہوا اشک بہ گیا
جن نے نہ دیکھا ہو مجھے دیکھ لے وہ حباب کو

پند سے تیری زاہدا حال مرا یہ نے سہی ہے
سگ کا گزیدہ جسطرح دیکھ ڈرے ہے آب کو

مجنون بریگ بادیہ کیون نہ کرے شمار غم
یان تو نہ جا شمار کی دخل نہ یان حساب کو

موسم گل مین ابکی سال بادہ بغیر ساقیا
ہمنے کیا بجام چشم خون دل خراب کو

یار کی بیت ابرو پر خال نہین وہ ہے نقط
آفرین ہے صد آفرین صاحب انتخاب کو

خامشی موجب رضا کب ہو سوال بوسہ کی
تنگی ہے اُس دہن کی راہ دیتی نہین جواب کو

سوداؔ امید وصل کی کسکو ہے یان کہ رہ نہین
اپنے دل ور چشم مین ایسے خیال و خواب کو

شیخ نے اُس بت کو جس کو چین دیکھا شام کو
لے چراغ اب ڈھونڈھے وان ہی تا سحر اسلام کو

مول لے مجکو تو دون یون آپکو مین اشتہار
چاہے پھر بیچے تو لے کوئی نہ کھوٹے دام کو

کوہکن ہی مجھ جگر گن کے گھر آنیکا وہ ننگ
قوم مین لب پر نہ لاوے کوئی جسکے نام کو

چھوٹ کر تجھسے نہ تپیاوے کسی سے پھر یہ دل
مرغ وہ پھنستا نہین جو توڑ بھاگے دام کو

جنس دل کتنی ہے ناکارہ ببازار بتان
ایک پوچھے یون تو بولے دوسرا کس کام کو

کیا کرون پاکیزگی کا شمع کی اُسکی بیان
بھیجون ہون خوناب سے دھوکے مین پیغام کو

مت سمجھ کا طعمہ ہو کر کعبۂ دل کا طواف
دور کر اے شیخ تن سے جامۂ احرام کو

یہ شفق مت سمجھیو یارو خدا جانے فلک
پونچھے ہے دامن سے کسکی تیغ خون آشام کو

پھر کہین دل دینے کی ہمنے تو کھائی ہے قسم
دل جو دیتا ہے کوئی تو جان کے آرام کو

کرکے توبہ ناصحا سوداؔ اصلی کل ہوا
آج پھر پی ہے مصلا رکھ گرو دو جام کو

بادشاہت دو جہانکی بھی جو ہو وے مجھ کو
تیرے کوچے کی گدائی سے نکھو وے مجھ کو

اٹھ پھر اسکو ہے نظارۂ خوبانکی تلاش
کہین یہ دیدۂ تر ون ہون نہ ڈبو وے مجھ کو

کی مین جو عرض تمنا تو یہ ظالم بولا
پھر کہے مجھ سے جو یہ بات تو رو وے مجھ کو

خرمن برق زدہ کا ہون وہ دانہ کہ مجھے
نہ کوئی مرغ چگے نے کوئی بو وے مجھ کو

خشک رکھتی ہے کبھو چشم جو دامن تجھ بن
آستین چاہتی ہے خون سے بھگوے مجھ کو

کچھ کہین گو کہ مخالف مرے حق مین سودا
دون نہ سمجھے وہ مجھے کہتے ہین جو بے مجھ کو

ہون گریبان دل یار مین الفت کا گل
داغ نئین دامن عصمت جو دھوے مجھ کو

آلودہ زقطرات عرق دیکھ جبین کو
اختر پڑے جھانکین ہین فلک پہ سے زمین کو

اک صید مرے دل کی ہے بس باندھ نفتراک
ہر صید کے مت خون تنے بھر دامن زین کو

آتا ہے تو آ شوخ کہ مین روک رہا ہون
مانند حباب اپنے دم باز پسین کو

دیتی ہے نہین چین بدی اپنے گمان کی
ساتھ اسکے مین ہوتا ہون کوئی جائے کہین کو

ہرگز بجہان روسیہی اسکو نہو تی
لگتا نہ مرے نام سے گر عیب نگین کو

جون دانہ تسبیح ہو ہر دانہ برکرم حق
زاہد در میخانہ سے کہے ہر خاک نشین کو

یک گل کا چمن مین سنو اگوش نہین ہے
دے مرغ گرہ سینے مین فریاد حزین کو

راہب ہے بھر بتکدہ مطعون مرے باعث
تلقین نہ کر اے شیخ تو اپنے مجھے دین کو

مطلب کے مرے عرض پہ اکبار بھی سودا
ہان سے نہ چھوڑا یا کبھو اُس لب نے نہین کو

دے کے دل ہاتھ سے نہ دھر کر رو
زندگانی کی مت حلاوت کھو

رشتہ محکم نہین محبت کا
دل ہے گوہر کو اس مین تو نہ پرو

گل کو مین جب سے بو گیا بچمن
گل کے اور آئے ہے دماغ مین بو

جو کہا مین ہون عاشق نین ترے
بولا وہ مسکرا کے یہ نہ کہو

یار ہوئی نے گوشوارے کے
دیکھ تیری صفائے عارض کو

خجل ایسا ہوا کہ اپنے تئین
قطرۂ آب مین دیا ہے ڈبو

سچ ہے یار و اثر ہے صحبت کا
ایک جا گہ جو مل کے بیٹھین دو

کل جو اُس بیوفا تلک پہونچا
گل سے نے پیدا کی ویسی ہی خوبو

اب تو دل دے چکا اُسے سودا
آگے قسمت ہے ہونی ہو سو ہو

نہ پوچھو قتل کرنے مین کسو سے بیر ہے اسکو
چلے تلوار تو آب روان کی سیر ہے اسکو

یہ عاشق پیشہ عہد اسکے مین مجھبین قبلہ تا صبح کی
شکار انداز انسان کا ہے وہ کب جائے صحرا مین
سبب آزار دل میرے کا ہے بے الفتی اسکی

نصیحت کرنے سے منظور سبکی خیر ہے اسکو
سوائے مرغ دل کب میل وحش وطیر ہے اسکو
نہ اپنے سے محبت ہے نہ مہر غیر ہے اسکو

کیا برگشتہ دین سودا اگر کس کافر کی مژگان نے
کہ سررشتہ کا اب خاک در راہ دیر ہے اسکو

تو نہووے تو شب ہجر دے جلنے ہم کو
شادی خوش باش رکھی ہے سپہر نے آفاق کے بیچ
آدمی ہو تو ہم آپ مین پہونچا کچھ فضل
ہم کسو کی نہ چڑھے نظر و نہین عنقا کی طرح
عشق کی تیغ کا گھائل ہون ستاؤ نہ مجھے
ہے کہ اب لاکے دکھا دین اسے تجکو ناصح
پوچھون عارض سے عرق اسکے تو یون کہتا ہے
حسن فیاض ہے گل کا کہ سحر پنجۂ مہر

خالق اے صبح سلامت رکھے تیرے دم کو
ہو الم الحبس کیا دل مین ہمارے غم کو
ورنہ بدنام نہ کر تو نسب آدم کو
دیکھ ڈالا ہے بیک آن ہم اک عالم کو
زخم الماس طلب لائے ہو تم مرہم کو
مت نصیحت ہو عبث کرتے نصیحت ہم کو
چھیڑنے چھونے مین دامن نہ دون نامحرم کو
جسکے دامن سے چنے ہی گہر شبنم کو

بادہ پیتا تو وہ اک لطف اٹھاتا سودا
فائدہ جام بنانے سے ہوا کیا جم کو

دیکھ بہلی مین شکاری کی مرے چنگل کو
اسکے طرہ کے تئین پہونچے ہے کوئی کیا دخل
پہلوے یار نہ ہم عنبر کو بیٹھا دیکھین
اہل دل کی یہ دعا نت ہے کہ مجکو یارب
شیخ کو ذوق اچھلنے سے نہین مجلس مین

کونج کوئی نہ پھرے ہند مین آ کابل کو
دھووے ہے ابر بہاری یہ عبث سنبل کو
اس چمن مین رکھے بے خار خدا اس گل کو
دور گلشن سے قفس مین نہ دکھا بلبل کو
اس بہلانے سے ہٹاتا ہے وہ اپنی چل کو

زاہدان کیون اسے کہتے ہین برا اے سودا
جوہر انسان کا نکال آئے ہی جام مل کو

کیجیے نہ اسیری مین اگر ضبط نفس کو
یہ جائے لہو ہوکے دل قافلہ سالار
پہونچا ہے نم داغ جگر تا سر مژگان

دے آگ ابھی شعلۂ آواز قفس کو
تعلیم دے نالا جو مرا بانگ جرس کو
شاداب مین رکھتا ہون سدا آگ سے خس کو

پھرتا ہی ادھر زلف مین شانہ تو ادھر دل، | یہ وزد نہ لایا کبھو خاطر مین عسس کو
اے عشق نہ فرہاد بچا تجسے نہ پرویز | با خاک برابر تو کیا ناکس و کس کو
لے سکتے نہین سانس ترے کوچے کے مقید | تا خون جگر پیچ نہ غوطہ دین نفس کو

ترغیب نہ کر سیر چمن کی ہمین سودا
ہر چند ہوا خوب ہے وان لیک ہوس کو

خواہی رہ صد سالہ ہو تو خواہ یہین ہو | نزدیک بدل ہی تو مری جان کہین ہو
دم مارنا پھبتا ہے اُسے عشق کا تیرے | جسکا دم اول نفس باز پسین ہو
تن چھوڑ کے گذرون ترے کوچے سے کہ غیرت | یہ چاہے نہ وان نقش قدم خاک نشین ہو
تک مقتل عشاق پہ انداز تبسم | تا زخم شہیدون کے جگر کا نمکین ہو
ناصاف ہے اس وضع سے اپنے دل عالم | آئینہ کو منہ کیجے تو وہ چین بجبین ہو
مت دیر و حرم کے تو سمجھ سجدہ مین کچھ فرق | پتھر ہی کا جب پوجنا آیا تو کہین ہو

سودا کے خیالات مین جھگڑے ہے خدائی
جو اپنے تخیل مین یہ چاہے سو وہین ہو

خط اسکا سادہ لوحونکی پرستارونسے مت پوچھو | عزیزو کفر مجھ کافر کا دیندارونسے مت پوچھو
نہ استفسار کیجئے ہمسے اُس لب کی حلاوت کو | شکر کا ذائقہ خون جگر خوارونسے مت پوچھو
طلبگار نشان ہمسے ہوا اُس خوش قدم کے کوچے سے | بہشت و سایۂ طوبیٰ گنہگارون سے مت پوچھو
ہمین گر نالۂ کنج قفس کہیے تو آتا ہے | چمن کے زمزمے کرنا گرفتارونسے مت پوچھو

فراموش اندنون ہم شہریون کے دلسے سودا ہی
خبر اُسکی یہان آباد کے یارون سے مت پوچھو

مرے نامہ کے خاطر مرغ جان سے کون بہتر ہو | تجھے نامہ لکھون اور نامہ بر میرا کبوتر ہو
لکھون گر شرح سوز دل تو ہر اک حرف پر میرے | شرار کاغذ آتش زدہ کی طرح مسطر ہو
کیا ہے عہد و پیمان اشتیاق اپنے سے یہ مینے | کہ جس ساعت گلے لگنا مجھے تیرا میسر ہو
رکھون مین چشم داغ سینہ سے اسوقت اس خاطر | مبادا مانع نظارہ اشک آنکھون مین آکر ہو

خط اپنا مرغ جانکے پر سے باندھا آج سودا نے
نہ کھینچا انتظار اتنا کہ تا پیدا کبوتر ہو

ناصح کو جیب سینے سے فرصت کبھو نہو
اس دل کو دے کے لون دو جہان یہ کبھو نہو
آئینۂ وجود و عدم مین اگر ترا
جھگڑا تو حسن و عشق کا چکتا ہے پل کے بیچ
طرہ کی کھل گئی ہے گرہ ورنہ ای نسیم
گذرے سو گذرے اہل زمین پر اب ای فلک
دل لیکے تجسے برق کے شعلے کو دیجئے
گل کی نہ تخم مرغ چمن کر سکے تلاش

دل یار سے پھٹے تو کسی سے رفو نہو
سودا تو ہووے تب یہ کہ جب اسمین تو نہو
رو در میان نہ ہو تو کہین ہم کو رو نہو
گر محکمے مین قاضی کے تو روبرو نہو
شوریدہ ماغ مرغ چمن گل کی بو نہ ہو
آیندہ یان تلک تو کوئی خوبرو نہ ہو
پر ہے یہ ڈر کہ اسکی بھی ایسی ہی خو نہ ہو
ہم خام فطرتون سے تری جستجو نہ ہو

سودا بدل کے قافیہ تو اور کہہ غزل
اے بے ادب تو درد سے بس دوبدو نہو

تجھ بن تو دو جہان سے کچھ اپنے تئین نہو
ہو دین نہ ہم کہین کے اگر تو کہین نہو

آزردہ خاطر ونکی جو آنکھون سے نم چنے
پیارے تمھارے ہاتھ کی وہ آستین نہو

دلدار اسکو خواہ دل آزار کچھ کہو
غمزہ ادا نگاہ تبسم ہے دل کا مول
شیرین نے کوہکن سے منگائی تھی جوے شیر
ہر آن آ مجھی کو ستاتے ہو صحو
اے ساکنان کنج قفس صبح کو صبا
سودا موافقت کا سبب جانتا ہے یار

سنتا نہین کسو کی مرا یار کچھ کہو
تم بھی اگر ہو اسکے خریدار کچھ کہو
گر امتحان ہو اس سے بھی دشوار کچھ کہو
سمجھا کے تم اسسے بھی تو یکبار کچھ کہو
سنتی ہی جائیگی سوے گلزار کچھ کہو
سمجھین مخالف اسکو جو اغیار کچھ کہو

عالم کی گفتگو سے تو آتی ہے بوے خون
بندہ ہے اک نگہ کا گنہگار جسے کہو

بہار باغ ہو مینا ہو جام صہبا ہو
روا ہے کہ تو بھلا اے سپہر نا انصاف
بھرا ہے سقدر اے ابر دل ہمارا ابھی
جو مہربان ہین وہ سودا کو سغتنم جانین

ہوا ہو ابر ہو ساقی ہو اور دنیا ہو
ریاے زہد چھپے راز عشق رسوا ہو
کہ ایک لہر مین اروے زمین دریا ہو
سیاہی زاد ونسے ملتا ہی دیکھیے کیا ہو

بوؤن مین تخم گل کو جہان دان زقوم ہو
پالون جو عندلیب قفس مین تو بوم ہو

اپنے چمن کو فائدہ کیا تجھ سے اے نسیم
یہ جا ہے وہ کہ یان دم عیسیٰ سموم ہو

اس درد دل سے موت ہو یا دلکو تاب ہو
قسمت کا جو لکھا ہو الٰہی شتاب ہو

اس کشمکش سے دام کی کیا کام تھا ہمین
اے الفت چمن ترا خانہ خراب ہو

اے نالہ مت سبک ہو نکلکر جگر سے تو
مدت سے کر چکا ہے اثر کی نظر سے تو

دامن مکان اشک سے ہے دو قدم کی راہ
آنکھین چرا نہ لخت دل اتنے سفر سے تو

جو مرغ ز صیاد گل اندام قفس ہو
جس طائر بے چین کو آرام قفس ہو

راضی ہے اسیری پہ تری چشم کا مائل
اس شرط سے گر صورت بادام قفس ہو

چھوڑونگا نہ دامان اسیری کبھو صیاد
ہر صبح رہائی ہو مجھے شام قفس ہو

شب کے تئین یہ روسیاہ خانہ بخانہ کو بکو
دیکھون ہون تجکو مثل ماہ خانہ بخانہ کو بکو

ظلم کے تیرے ہین گواہ خانہ بخانہ کو بکو
بسکہ پھرون ہون داد خواہ خانہ بخانہ کو بکو

تجکو فقط چراغ شام ڈھونڈھے نہین ہے گھر بگھر
پھرتی ہے باد صبحگاہ خانہ بخانہ کو بکو

سونپتا ہون جسکو منصفی جرم رکھے ہے میرے سر
بسکہ ہوئی ہے تجکو راہ خانہ بخانہ کو بکو

دیکھی ہے جب سے خلق نے تجسے مری معاملت
مانگین ہین عشق سے پناہ خانہ بخانہ کو بکو

دل سے اٹھا کے دست صبر منھ سے ملونگا اسکا خون
پوچھونگا اپنا جا گناہ خانہ بخانہ کو بکو

پھرتے ہین رات دن خراب گردش چرخ مین مدام
رشک سے تیرے مہر و ماہ خانہ بخانہ کو بکو

تمھاری فہم مین پیارے جو ہم ہین غیر یون سمجھو
اگر سمجھے ہو بیگانون کو اپنا خیر یون سمجھو

کہا اُنسے نہ ملنے کو بھلا جان اپنی جانب مین
جو تم اس دوستی کرنیکو سمجھے بیر یون سمجھو

زمین کو دیکھنا رنگین برا ہے خون عاشق سے
اگر سمجھے ہو تم اسکو چمن کی سیر یون سمجھو

تواریخ جہان سے شیخ جی ہم خوب ہین آگہ
اُسے کعبہ اگر سمجھے ہو جو تھا دیر یون سمجھو

برا مانے تو مت گفتار سے سودا کی اے پیارے
کہ اسکی بات کچھ رکھتی نہین سر بیر یون سمجھو

ردیف ہا

کرون گرم با دیدۂ تر نگاہ
کہ ڈالے پھپھولا نہ رخ پر نگاہ

بچے کیونکہ تسخیر سے ملک دل
کرے دو جہان کو مسخر نگاہ

کسی کے یہ نرگس کا دالہ ہے گل
کہ میخانہ کر دے معطر نگاہ

ہوا زرد عاشق برنگ طلا
تری کیمیا سے ہے بہتر نگاہ

نہین زخم سے اسکے واقف کوئی
ہے باطن یہ برچھی بظاہر نگاہ

جو ہین ترک چشم اسکے ابلق سوار
اُنھونکا ہے نیزہ سراسر نگاہ

دل و جان کا حصہ برابر ہے یان
جفا جو ہین مژگان ستمگر نگاہ

تسلی بھی تک دل کو اب کیا کرون
کرے تھا تو آ کر جو اکثر نگاہ

کن آنکھیون سے دیکھو ہو جون غیر کو
نہ کی یون کبھو تمنے ایدھر نگاہ

کدر اُسکے دل مین ہے مجھسے کہ اب
کرے آئینے کو مکدر نگاہ

نہ آلودہ خون ہووے دامان برق
نہ ہو خون عشاق سے تر نگاہ

سپر داغ دل کے سوا کیا کرون
بھرین تیغ کھینچین ہین جدھر نگاہ

جو سودا نکلتا ہے تلوار سے
کرے ہے وہی کام اکثر نگاہ

لینے لگا ہے اب تو مرا نام گاہ گاہ
بھیجین گے ہم بھی نامہ و پیغام گاہ گاہ

سائل کو کچھ نہ دینے سے دینا ہے کچھ بھلا
دیتے نہین ہو بوسہ تو دشنام گاہ گاہ

خورشید کی طرح سے تو نہین ہر زہ گرد وہ
نکلے ہی ماہتاب مرا شام گاہ گاہ

دیوار گھر کے یار کی مت ڈھا تو سیل اشک
کرتا ہون اُسکے سایہ مین آرام گاہ گاہ

جاوے وہ کب کسیکے مگر گھر رقیب کے
لاتی ہے اُسکو گردش ایام گاہ گاہ

طاقت ہین بھی مرغ چمن کچھ ہو آئی اب
ہونے لگا ہے نالہ سرانجام گاہ گاہ

بوسہ بزور لے کہا سودا نے اُس سے یہ
نکلے ہی یون ہی تجھ سے مرا کام گاہ گاہ

گیا ہی جی تو نکل کب سے ہمصفیرون ساتھ
یہ مشت پر ہی رہے ہین مرے اسیرون ساتھ

ہدف ہوا آہ کے تیر سے یہ دل نچے کیونکر
نشانے اڑتے ہین ہر دم نگہ کے تیرون ساتھ

نکل چکا تھا سیاست سے ابروان کیے دل
اٹک رہا ترے مژگان کی دار گیرون ساتھ

کیا ہے قتل جہان کو جنھون نے باتو نین
پڑا ہے دل کو سر و کار اُن شریرون ساتھ

خدا پناہ مین رکھے دل ایسے ترکون سے
دغا کرین ہین یہ بے پیر اپنے پیرون ساتھ

جہان مین دیکھ کے طالع کی نارسائی کو
خیال ہے مجھے اب ہاتھ کی لکیرون ساتھ

ہزار طرح سے دیوین جلا اُسے سودا
برابری نہ کرے گا بلور ہیرون ساتھ

بارہا دل کو مین سمجھا کے کہا کیا کیا کچھ
نہ مری سنکے کبھو آپ بجا کیا کیا کچھ

عزت و آبرو و حرمت و دین و ایمان،
رووُن کس کس کو مین یارو کہ گیا کیا کیا کچھ

صبر و آرام کہون یا کہ مین اب ہوش و حواس
ہو گیا اُسکی جدائی مین جدا کیا کیا کچھ

عشق کس ذات کا عقرب ہے کہ لگتے ہی نیش
دل کے ساتھ آنکھون نے پانی ہو بہا کیا کیا کچھ

سادہ روئی نے تو کھویا دل و دین سب دیکھین
خط کے آنے مین ہی قسمت کا لکھا کیا کیا کچھ

دخل کیا راہ محبت مین نکو نامی کو
آیا اس کوچے مین جو اُن نے سنا کیا کیا کچھ

والہ و شیفتہ و زار و حزین و مجنون
اپنے عاشق کو کل اسنے نہ کہا کیا کیا کچھ

گریۂ شیشہ کبھی تھا تو کبھی خندۂ جام
ساقی اس دور مین تیرے نہوا کیا کیا کچھ

غرہ مت ہو کہ زمانے سے تری بن آئی
تھا وہ کیا کیا کہ نہ بگڑا نہ بنا کیا کیا کچھ

شادی آنیکی نہ کر یار نہ جانیکا غم
آیا کیا کیا کہ نہ بگڑا نہ بنا کیا کیا کچھ

سینہ قانون و غنا نالہ و دل ہی مضراب
نکلے ہے ساز محبت سے صدا کیا کیا کچھ

دوستو حق مین ترقی و تنزل اپنے
کیا کہین ہم کہ زمانہ سے ہوا کیا کیا کچھ

ضعف و ناطاقتی و سُستی اعضا شکنی
ایک گھٹنے مین جوانی کے بڑھا کیا کیا کچھ

سیر کی قدرت خالق کی بتان مین سودا
مشت بھر خاک مین جلوہ ہے بھرا کیا کیا کچھ

کہان وہ نور کا شمس و قمر مین ہی شعلہ
جو حسن یار کا اپنی نظر مین ہی شعلہ

نظر کرو وہ بناگوش و گوشوارہ نہین
اگر بحر حسن کی ہر ایک گھر مین ہی شعلہ

غضب جو ذرہ دل اسکے مین ہو تو کم بخت جانئے
کہ سنگ مین ہے شرر اور شرر مین ہی شعلہ

شرر سے کم نہین آتا ہے گرم قطرۂ اشک
یہ عاشقون کی مگر چشم تر مین ہی شعلہ

سموم عشق کی تاثیر نے جلا مارا
تری بھی اے نفس سرد اثر مین ہی شعلہ

سدا تلاش مین یار و اُس آتشین خو کے
یہ رات دن مہ و خورشید کا سفر مین ہی شعلہ

ندے تو نالہ کی تکلیف ہمصفیر مجھے / کہ نالہ یان نہین اس مشت پر مین ہی شعلہ

پڑا جلون ہون مین تنہا گھر اپنے مین تجھ بن / طرح اجاق کے دیوار و در مین ہی شعلہ

یہ تکمہ کی ہے جھلک یار کے گریبان پر / کہ جیسے مہر کا جیب سحر مین ہی شعلہ

جلون ہون رشک سے مین شمع بزم کی تیرے / جب اسکے دیکھون ہون آہ جگر مین ہی شعلہ

بتان کا عشق بھی سودا بڑا ہے شعبدہ باز / کہ دل کی سوخت کو اسکے ہنر مین ہی شعلہ

تجھ حسن کا یون مجھکو مریجان ہے شعلہ / جیسے کہ ہر اک گبر کا ایمان ہے شعلہ

جلتا ہون سدا ہاتھ مین شانہ کے اسے دیکھ / اپنے تو لیے زلف پریشان ہے شعلہ

کون اٹھ گیا جان سوختہ مجلس سے کہ ہر شب / لگ لگ کے گلے شمع کے گریبان ہے شعلہ

شعلہ کا یہ احوال ہے تجھ حسن کے آگے / تصویر کے جون شمع کا حیران ہے شعلہ

دکھین ہین تپ عشق سے جسطرح میرے عضو / مین کیا کہون گویا یہ نیستان ہے شعلہ

ہے زیست کا اپنے بھی سبب داغ ہی اے شمع / جون زندگی تیرے کا نگہبان ہے شعلہ

رعد اسکو نہ سمجھون مین کبھو خوے کسیکی / اکثر بفلک برق کا نالان ہے شعلہ

گر آتش گل کا چمنستان جہان مین / اے باد سحر تیرے بفرمان ہے شعلہ

سودا کا بھی سینہ ہے اک آتشکدہ جسمین / محکوم دم سرد کا ہر آن ہے شعلہ

خلقت کے نہ خلق اپنا پایا مین پسندیدہ / جز غم نہ کوئی دیکھا دل اپنے سے گرویدہ

سب خواب سے خلق اٹھے سن شور قیامت کو / طالع مرے کروٹ لین ایسے نہین خوابیدہ

عریان تنی اس تن کی سو جامہ سے بہتر ہے / گر عیب کسی تن کا جس تن مین ہو پوشیدہ

جب بدر سے منھ اپنا تیرا اسا نہ بن آیا / تشکل ابرو کی پیدا کی اس غم سے ہو کاہیدہ

کیون منھ کو چھپاتے ہو تم ہمسے مرے صاحب / کچھ حسن نہین وہ شے کہیے جسے دزدیدہ

وہ شوخ کہ جب مجکو باتون مین اڑاتا ہے / ہوتا ہون خوشی سے تب جون گرد مین بالیدہ

مت مجکو ڈرا واعظ محشر کی صعوبت سے / ہے مبدا صد محشر میرا دل شوریدہ

زاہد نے نہ کی تجزیئین رندونکی شرارت سے / دن عید کے باندھے ہے عمامہ کو بوسیدہ

ہستی سے کبھو اپنے جز اس دل پر خون کے / شیشہ مے گلگون کا دیکھا ہے نہ غلطیدہ

یان محفل شادی بھی غم سے نہ جدا دیکھی
جو مردہین شکل اُنکی یون سطح زمین پر ہے

کیا شیشہ مے رو یا جب نے ہوئی نالیدہ
تصویر ہو شیرون کی جون قالی مین بافیدہ

تحریر مین سودا کی ہے جاے سخن کسکو
خامہ ید قدرت سے اُسکا ہے تراشیدہ

غم کا ہے پسر خواندہ اور درد کا پالیدہ
اس تپ کے طبیب اپنا موجب کو نہ سمجھے گا
مت مجکو ستا ظالم آمان مین کہتا ہون
مین جور بتون سے بل کچھ تازہ نہ دیکھونگا
بکھڑا ہے یہ تنگ آکر غم نے مرے سینہ کو
بھیجا تھا دیا راُسکے مین نامۂ شوق اپنا

مضمون جو طبیعت کا سودا کی ہی زائیدہ
دامن رہق دم کا چھوڑا ہے تن تفسیدہ
ہے تیر قضا ناداں آہ دل رنجیدہ
آنکھین مری اے ناصح ہین کہنہ ستم دیدہ
دل سانس سے کبھی نہین ہوتا ہے خراشیدہ
کیا شرح کرون اُسکی بہتر ہے وہ نشنیدہ

جون سگ لیے پھرتا ہو ہڈی کسی بستی مین
قاصد کنے یون میرا ہے نامۂ پیچیدہ

نہین وہ روے عرقناک جنس آب زدہ
چمن مین کسکے صبا رخ سے اٹھ گیا ہی نقاب
کرین ہین طالع بیدار یار سے ہمخواب
رکھے ہی دل کو مرے اشتیاق سینہ مین

چمن مین صنع کے اک گل ہے وہ گلاب زدہ
کہ گل مجھے نظر آتے ہین آفتاب زدہ
سوا اپنے بخت ہین روز ازل سی خواب زدہ
کہ جیسے مرغ قفس مین ہو اضطراب زدہ

میکدہ مین ہی نہ اے بادہ گستان ہی شیشہ
مے پیا کر جو ترقی ہو تری بخشش مین
دیکھکر بزم مین یارونکے نشست و برخاست
عیش یارونکو ہے رنجیدگی نازک دل
ساقی مست آکے ستا مجکو تو ادھر ہی رہ
چشم نمناک و دل پر مین رکھون ہون تجھسے

ہمنے جب سنگ مین دیکھا تو نہان ہی شیشہ
تیغ ہمت کے لئے سنگ فسان ہی شیشہ
شور قلقل نہین لبریز فغان ہی شیشہ
ہاتھ سے انکے سدا گریہ کنان ہی شیشہ
ساغر عیش ہی جیدھر کو جہان ہی شیشہ
جام کیدھر ہے مرے پاس کہان ہی شیشہ

بادہ پیتے نہین محبوب سوا ہم سودا
عاشقون کا گرو حسن بتان ہے شیشہ

ہے زلف مین دل سرا مست کیجیو تو شانہ
زنجیر نہ کھلیا دے ہے سخت یہ دیوانہ

مین تجھسے نہ کہتا تھا مت گھر سے تو نکلا کر
اب شور قیامت نے گھیرا ہے در خانہ

اے آتش گل تو ہی کر خس کو مرے اپنا
ہر چند مین گلشن مین ہون سبزۂ بیگانہ

کعبے کی زیارت کو اے شیخ مین پہونچونگا
مستی مین مجھے بھولے جبدن رہ میخانہ

تنہا نہ ہمارا ہے مضحک ہے تو اے زاہد
گیدی تری داڑھی پر ہنستا ہی سد شانہ

در خلق کے منھ پر مین باندھا ہی حباب آسا
تا دم ہے نہ کھولونگا ہرگز در کاشانہ

روزی کو نہو مضطر ٹک دیکھ تو گوہر کو
ہے ساتھ نصیبونکا ہم آب و ہم دانہ

ہر چند کہ سب عاشق مضبوط و جوان ہین پر
اڑتا ہے دھوان جس سے سودا ہی سو مستانہ

یان نہ ذرہ ہی چمکتا ہے فقط گرد کے ساتھ
جلوہ گر نور ہے خورشید کا ہر فرد کے ساتھ

زخم کی طرح زمانے مین تو کاٹ اپنی عمر
خندہ یا گریہ جو کچھ ہووے سو ٹک درد کے ساتھ

کسطرح خانۂ گردون کی بنا ہو دلچسپ
معنی اس بیت کے اک ہم ہین سو آورد کیساتھ

قدر نہین دولت بے سعی کی تجھکو ورنہ
زر کو نسبت نہین عاشق کے رخ زرد کیساتھ

امن دو دل کو ہو یکجا بہ بساط دوران
چوٹ کھاتی نہین وہ نرد جو ہو نرد کیساتھ

تیغ چوبی سے کہان قبضۂ فولاد ہو نصب
نہ رہے صاحب جوہر کبھو نامرد کے ساتھ

ہم کہاتے ہین ترے بندۂ بے زر پیارے
گل نے بلبل کو خریدا ہے زر زرد کے ساتھ

صبحدم آج چمن مین بلب جو سودا ؔ تھا
شعر بیٹھا وہ یہ پڑھتا تھا نپٹ درد کے ساتھ

دل کو چاہا مین کہ خالی کرون مانند حباب
ہو گئی جان ہوا اک نفس سرد کے ساتھ

شیخی تھی جام کی سو گئی جان جم کے ساتھ
وابستہ ہے طلسم جہان اپنے دم کے ساتھ

الٹھا ہوا نہ قافلہ دنیا مین اس سوا
جو یان سے اُٹھ چلا سو گیا درد و غم کے ساتھ

کیا ربط خورمی سے کہ مانند طفل اشک
پائی ہے پرورش مرے دل نے الم کے ساتھ

تھا مردہ وہ کوئی کہ جو اس بزم سے گیا
مانند شمع سر بھی لگا کر قدم کے ساتھ

یون چاہیے انھین ہے جنھین عزم سلطنت
یا زیر پا سریر ہے یا سر علم کے ساتھ

پروانۂ تجلی وحدت ہوا ور دیکھ
نور چراغ دیر ہے شمع حرم کے ساتھ

لے ہی چلے ہو دل کو یہ خاطر مین یہ رہے
اک وقت مینے پالا تھا ناز و نعم کے ساتھ

ہے تخم دل زمین محبت مین ٹک سلوک
ابر مژہ ضرور ہے کشت الم کے ساتھ

سودا غلام لطف و محبت ہے ورنہ یان
کن نے اُسے خریدا ہے دام و درم کے ساتھ

لٹی مے اُٹھ گیا ساقی مرا ابھی پُر ہو پیمانہ
الٰہی اسطرح دیکھون مین کن آنکھون سے میخانہ

بنا ہی اُٹھ گئی یارو غزل کے خوب کہنے کی
گیا مضمون دنیا سے رہا سودا سو مستانہ

ہون سرمہ کوری سے وہ چشم تر آلودہ
مژگان نہ رہین جنکے لخت جگر آلودہ

لب تشنۂ خون ہے دل اس خون کے قطرے کا
جس سے نہوا کچھ بن داماں تر آلودہ

مت ہنس مرے رونے پر آمان مین کہتا ہون
ٹپکے ہے ابھی کوئی قطرہ اثر آلودہ

جا عرش پہ لہراوے خون قتل تمنا کا
ہووے لب زخم دل شکوے سے گر آلودہ

آلایش ہستی مین کیونکر ملون جانا لنسے
ٹک رہ کہ ابھی ہون مین گرد سفر آلودہ

مت ساتھ رقیبون کے مجکو نظر آیا کر،
ڈرتا ہون نہو سرزد آہ شرر آلودہ

سودا سے کہا مینے کیون تجسے نہ کہتی تھے
لب عشق کے ساغر سے ظالم نہ کر آلودہ

اب دیکھ تو حال اپنا ٹک رحم کی نظرونسے
ناحق کی بلا مین تو ہے کس قدر آلودہ

آنکھین تری رکھتی ہین داماں و گریبان کو
خونناب کے قطرونسے شام و سحر آلودہ

جس سمت نگہ کیجے ادھر نظر آتا ہے
لوہو سے ترے سر کے دیوار و در آلودہ

جب مین نے تجھے سمجھا کر رو رو انکھین دھوتا ہون
کہتا ہے نہووے گا بار دگر آلودہ

لیکن یہ نصیحت ہے بیفائدہ کیا حاصل
یہ ہے کہ اُدھر دھویا اور پھر ادھر آلودہ

اس بات مین اے نادان تبلا کہ مزا کیا ہی
پاؤن سے جو تو خون مین ہے تا بسر آلودہ

جسوقت غرض اُن نے یہ بات سُنی مجھسے
اتنا ہی کہا بھر کر آہ اثر آلودہ

لذت کو ہلاہل کی کیا اُنکو بتاؤن مین
ہے کام دہن جنکا شہد و شکر آلودہ

نیند سے اُٹھے ہے جب درہم دیکھے ہی تو آئینہ
دے ہی باد صبح کو گلزار کے بو آئینہ

حسن لاثانی کا تیرے دوسرا ہوگا شریک
دیکھ پاویگا کہیں گر تیرے منھ کو آئینہ

چاہتا ہی سینہ کو اپنے کردن مین چاک چاک
ہاتھ مین شانے کے جب دیکھے ہی گیسو آئینہ

باز رکھے گا تماشے سے مجھے گلزار کے
روبرو ہونیکا گر پاوے گا قابو آئینہ

فیض تیرے حسن کا یہ عام ہے اے مہروش
عکس روئے تیرے سے ہو جاتا ہے مہر و آئینہ

اسقدر ہے شوق نظارہ سے اپنے یار کو
روبرو دیکھوں ہوں اُسکے یا بہ پہلو آئینہ

کیا لگا لیتا ہے مہر دیون کو سودا آپ سے
چشم مین اپنے مگر رکھتا ہے جادو آئینہ

حسن سے اُسکے اُسے دے ہے خبر آئینہ
در پئے جان ہماری ہے مگر آئینہ

عکس پڑتا ہے ترے سیب ذقن کا سیمین
حسن کے باغ سے پاتا ہے ثمر آئینہ

عشق سے صاف دلونکو نہین تازی نسبت
رہے تھا سنگ مین پہلوے شرر آئینہ

منعکس جلسے ہے خورشید سے منہ کا تیرے
سمجھے ہے آپ کو ہم چشم قمر آئینہ

پانی بھر آئے ہے آگے ترے اُسکے منہ مین
دیکھے ہے تجکو باندازِ دگر آئینہ

عکس تیرے کے تری تیغ نگہ کے ڈرسے
منہ پہ فولاد کے روکے ہے سپر آئینہ

خودنمائی پہ سدا اہل جہان کے سودا
دیدہ پر آب ہو کرتا ہے نظر آئینہ

لیتا ہے تو کسی کا تو دل لے سمجھ سمجھ
بازی نہ جان اسکو بلا ئے سمجھ سمجھ

کیا کیا ملی ہین خاک مین یان صورتین کمال
گردش مین اپنے چاک کے گل ہے سمجھ سمجھ

خورشید کی کرن سے نہین کم دلا تو دیکھ
خوبون کی بگڑیون کے یہ تلے سمجھ سمجھ

قابل نہین ہے کوئی ملاقات کے دلا
ملتا ہے گر کسی سے تو مل لے سمجھ سمجھ

زاہد نہ کھینچ رنج تو سودا کی وضع کا *
جا مدرسے مین کھینچ تو چلے سمجھ سمجھ

آ پہونچ ساقی کہ پھر ایام کنک آتے ہین یہ
فصل گل کے کچھ گئے دن کچھ چلے جاتے ہین یہ

اسقدر بانکے ہین اے ظالم تری پگڑی کے پیچ
دل مرا اٹکا ہے زلفون پیچ بل کھاتے ہین یہ

کیونکہ غمازون سے سمجھون آہ یون کہدینگے پھر
منہ لگاتے تم نہین غیرون پہ جھنجھلاتے ہین یہ

دل تو ہے آفت طلب پر گور ہو جاوین یہ چشم
جو بلا ملتی ہے اپنے اسکو دکھلاتے ہین یہ

غیرت عشق آگے اے سودا تو پروانوں سے سیکھ
شمع سے اپنا بھی ملنا دیکھ جل جاتے ہین یہ

دل کو ٹکڑے نہ کرا اے آئینہ رو ہاتھوں ہاتھ
جنس یہ وہ نہین جو ہو وے رفو ہاتھوں ہاتھ

روٹھ چلتے ہین اگر ہم تو وہ ہین مہر و وفا
کھینچ لیجاتے ہین پھر یار کے کو ہاتھوں ہاتھ

ہاتھ کیونکر نہ ملین اس رشک سے کانون اپنے
لے گیا شانہ تری زلف کی بو ہاتھوں ہاتھ

فرصت اتنی نہین رکھتی گل و غنچہ کی بہار
مجکو پہونچا دو مغان جام و سبو ہاتھوں ہاتھ

تجکو یوسف کی خبر ہے کہ نہین اے یعقوب
بک گیا مصر مین وہ روے نکو ہاتھوں ہاتھ

شب ترے پانوٗن سے آ لگتی ہے چوری چوری
ایک ہی دزد حنا باندھ لے تو ہاتھوں ہاتھ

ناصحو تار بتار اب کے کرون گا اسکو
گو کیا تمنے گریبان کو رفو ہاتھوں ہاتھ

شیخنا بزم مین رندونکے چھپا اپنی ریش
کر ترک ہی یہ لیجا وینگے مو ہاتھوں ہاتھ

شاہ مردان تری امداد کرینگے سودا
باندھ لے چل کے جو تیرا ہو عدو ہاتھوں ہاتھ

مجھسے یہ لیے پھرنا تلوار بہت تحفہ
مقتول کے قتل اوپر اصرار بہت تحفہ

بیمار کو تجھ غم کے دینی بھی دوا کوئی
کیا کہیے غرض تجھے وہ غمخوار بہت تحفہ

دیکھے سے شفا جنکے ہوتی ہے مریضونکو
رہتا ہے اُن آنکھون کا بیمار بہت تحفہ

احوال مرا کہہ کر منظور کیا اوسکو
اغیار تو تھے ہی تھے پر یار بہت تحفہ

دل معنی رنگین سے لبریز ہے سودا کا
اس غنچہ مین پھولے ہے گلزار بہت تحفہ

سودا سے کہا مینے کچھ ہم تجھے سمجھے تھے
پرتو تو نظر آیا اے یار بہت تحفہ

راز اپنے چھپا ہمسے غماز سے کہہ دینا
اخفا تو عجب تھا ہی اظہار بہت تحفہ

وہ شوخ کہ لب جسکے ہین تشنۂ خون ناحق
بوسے کی طلب اُس سے ہر بار بہت تحفہ

معقول ہین یہ باتین ہو جسمین لہو کی بو
اے زندگی اپنے سے بیزار بہت تحفہ

سُنکر یہ سخن مجھسے بولا یہ تبسم ہو
دیوانے تو ہم تھے ہی ہشیار بہت تحفہ

جب خوش ہو تو دے گالی اک بار سو یہ تحفہ
رنجش تو کہون کس سے ہے پیار سو یہ تحفہ

چپ ہو تو بدی دلمین بولے تو زبان اوپر
خاموشی مین وہ خوبی گفتار سو یہ تحفہ

ہر دم کے تفحص سے دم ناک مین آیا ہے
غم اپنے کی وہ صورت غمخوار سو یہ تحفہ

صبر و دل و دین طاقت دیکھا اُسے اور سر کے
ہیں جگ میں رفیق اپنے دو چار سو یہ تحفہ

اس دل کو شفا کیونکر تجھ عشق کی تپ سے ہو
آزار کڈھب اپنا بیمار سو یہ تحفہ

اب شیخ کی سبحہ درہم پر کیونکر نہ ہنسین نادان
ڈاڑھی ہے سو وہ نادر دستار سو یہ تحفہ

سن نظم کو سودا کے منہ پھیر لگا کہنے
آفاق میں دو شہرا اشعار سو یہ تحفہ

غیر پہ نت ہے کرم ہمپہ ستم واہ واہ
دیکھ لیا بس تمھیں ہمنے صنم واہ واہ

مہر کرے یا جفا جس میں ہو اسکی رضا
اُسکی رضا میں سدا گذرے جو دم واہ واہ

سبز کیا کشت کو برس کے عالم کے تو
ٹک تو ادھر بھی کبھو ابر کرم واہ واہ

خانہ مشرب کے دیکھ تازہ بنا کو مرے
کہتے ہیں نت ساکن دیر و حرم واہ واہ

سبزہ خط کی ترے وصف میں مجھ نطق کو
سُنکے کہے طوطی باغ ارم واہ واہ

خاک نشینی کی راہ یوں ہو کہ ہو کر فنا
اُٹھیے نہ جاگہ سے جوں نقش قدم واہ واہ

کہنے لگے ریختہ جو کوئی سودا کی طرح
او سپہر زمین سے ہوتا لوح و قلم واہ واہ

شیخ تو کعبے کو پہونچے ہے کرامات کی راہ
حرم دل کو جو پہونچا سو خرابات کی راہ

ہر گز اُس بت میں نہیں وعدہ خلافی یارب
کن نے روکی ہے مری قبلۂ حاجات کی راہ

زلف کے پھیر نے سے دل چاہ ذقن میں ڈوبا
اسلیے کہتے ہیں چلنی ہے بُری رات کی راہ

پھوٹے نکلے ہیں مری پشت قدم پر جوں خار
آہ پیدا نہوئی تسپہ ملاقات کی راہ

اے دل اُسکے تو نہو بات نکرنے سے ملول
وہ دہن تنگ ہے اتنا کہ نہیں بات کی راہ

کس صنم نے یہ بھلایا ہے طریق دیں کو
اپنے زاہد نے فراموش کی اوقات کی راہ

ناصحو دل تو گھرائے یہ دیا میں سکو
پر نہ سمجھے ذرہ عشق مدارات کی راہ

باز آ پھرنے سے اب کوے بتان کے سودا
جب نہ تب چلتے میں دیکھا تجھے آفات کی راہ

ردیف مثناۃ تحتانی

نہ وے عاشق نہ وے معشوق جنہیں ہو وے کچھ خامی
عبث لی ہمنے اب دنیا میں سر اپنے یہ بدنامی

اثر نے اشک مین پاتا ہون نے تاثیر نالے مین
ارادہ عشق کا تجھسے ہی با این بے سرانجامی

تجھے جو کہئے ظالم اُسکے تو برضد ہی کہتا ہی
خدا جانے بلا کیا لائیگی یہ تیری خودکامی

چلے ہی حسن ظالم سے کوئی بس عشق بیکس کا
حمایت اسکو کسکی اور اُسکے لاکھ ہین حامی

فلک نے فتنہ تو کیا کیا بہم پہونچائے نام آور
جو دیکھا عشق کا فتنہ تو ہے سب سے بڑا نامی

مین اُسکو شرح سوز دل کہو کسطرح لکھ بھیجون
زبان شمع تک کٹتی ہی وان اب ہے کے پیغامی

اسیری مانع خوش طالعی کچھ ہو نہین سکتی
ندیکھا باز دست شاہ پر دہ جو نہو دامی

ہوئی ہے میخوری یہ دور مین ساقی ترے رائج
بجا ہے اب جو ہر ملا کو کہئے مولوی جامی

فقیر اب جانیے سودا ہوا ہے کسکی آنکھو نپر
سنا ہے آج یون کپڑے رنگے ہین اُن نے بادامی

بولا وہ جسنے تیری تصویر نظر آئی
یہ خواب زلیخا کی تعبیر نظر آئی

وے نالے جو موم اکثر کرتے ہین پہاڑونکو
آئی نہ ترے دل مین تاثیر نظر آئی

مین رنگ رخ عاشق مانند طلا دیکھا
گرد رہ عشق اے دل اکسیر نظر آئی

حلقے جو پڑے باہم ہے جاے گرفتاری
آنکھون ہی کے لڑنے مین زنجیر نظر آئی

دل دینے پہ جو چاہو تعزیر کرو ہم کو
اس امر مین اپنی ہی تقصیر نظر آئی

کچھ اُسکی نگہ کا یک مین ہی نہ مسخر ہون
مجکو دو جہان کی وان تسخیر نظر آئی

مستون کا سخن ہمکو سودا یہ بہت بھایا
واعظ کی تو باتون مین تزویر نظر آئی

سودا کی مرے جسکو تدبیر نظر آئی
شمشیر کے جوہر کی زنجیر نظر آئی

مقتل پہ مرے آکر انصاف لگا کہنے
تقصیر ہے یان آکے تعزیر نظر آئی

نامہ کا جواب اپنے آتے نہ کبھو دیکھا
قاصد ہی کی گلیون مین تشہیر نظر آئی

کرتے ہو مداوا کب بیمار غم اپنے کا
جب کام ہوا آخر تدبیر نظر آئی

دل پھیر نہین سکتے تجسے وہ دعا ہرگز
جس سے کہ یہان پھرتی تقدیر نظر آئی

ہے گردش چشم اسکی حلقہ در محشر کا
موج خط پیشانی زنجیر نظر آئی

اس باغ مین اک گل کو خندان جو کہین دیکھا
سو غنچہ کی وان صورت دلگیر نظر آئی

کی عمر عبث ضائع خدمت مین جہوس کی
خاک اپنی ہی جب چھانی اکسیر نظر آئی

دیکھی نہ بنا ہمنے وہ قصر فریدونکی
جو اپنے خرابہ کی تعمیر نظر آئی

صنعت کے مصور نے کھولا جو مُرقع کو ۔ اک اسمین نہ تیری سی تصویر نظر آئی

اُس زلف کو جب دیکھا مین ہاتھ مین سودا کے
بھرے ہوئے ہاتھی کی زنجیر نظر آئی

یار کا جلوہ مرے کیا شہرۂ آفاق ہے ۔ جسکو سنتا ہون سو وہ دیدار کا مشتاق ہے
ذات پر اُس شوخ کے بس ختم ہی معشوقیت ۔ جو بشر دنیا مین ہے منجملۂ عشاق ہے
ان لبون کے قابل دشنام مجھ جیسا نہین ۔ یہ تلطف ہی کرم ہے مہر ہے اشفاق ہے
صبر اس سے زیادہ کرنا کام ہے ایوب کا ۔ لو خبر میری کہ اب عاشق کی طاقت طاق ہے

فائدہ اس ہرزہ گوئی سے بھلا ناصح تجھے
زندگی سودا کو اب بے عشق کرنی شاق ہے

سنگ پر چینی کو ٹپکو گر صدا منظور ہے ۔ دل کو عاشق کے نہ سمجھو کاسۂ فغفور ہے
لوگ کہتے ہین پری کہتا ہون مین یہ حور ہے ۔ فی الحقیقت دونون سے جلوہ صنم کا دور ہے
کوئی تو سمجھے ہے اس چہرہ کو مہ اور کوئی مہر ۔ ہم تو سمجھین ہین فقط اللہ کا یہ نور ہے
اے خیال یار اس سینے مین اب مت رکھ قدم ۔ شیشۂ دل سنگ سے ہجران کے چکنا چور ہے
دل نے تو میرے سزا پائی پر اب حیران ہون یار ۔ آئینے کو اتنے منہ چڑھنے سے کیا منظور ہے
دل تو نالے کی ہوس رکھتا ہی اُسکے سامنے ۔ سانس لینے کا دیوانے وان کسے مقدور ہے

آخر کیو اسطے سودا کو ہر دم مت ستا
عاشق رنجور ہے مجبور ہے مہجور ہے

مین تجسے کہ نہین سکتا سخن ای یار نازک ہے ۔ نہ باندھ اس دل کو اپنی زلف سے وہ تار نازک ہے
ہمارے دل کے لینے پر ہٹھی ہین یار کی آنکھین ۔ کبھو کینہ نکرنہ دو نین خاطر دلدار نازک ہے
کہون کیا موجب غم تجسے اپنا پوچھ مت محرم ۔ مجھے جس بات کا ہی غم سوا سے غمخوار نازک ہے
ادا کر اس چمن مین نالہ ٹک آہستہ اے بلبل ۔ نہایت پردۂ گوش گل گلزار نازک ہے
کرون مین حال کس کسطرح ظاہر سخت مشکل ہے ۔ کہ دل سے بھی زیادہ خاطر دلدار نازک ہے
مجھے مت ہاتھ سے دے بھول کر میری محبت پر ۔ سمجھ نادان کہ تار دوستی بسیار نازک ہے

بتون کی بات پر کیون چھوڑتا ہے اب تو کعبہ کو
نہو سودا تو کافر رشتۂ زنار نازک ہے

جب یار نے اُٹھا کر زلفون کے بال باندھے
تب مینے اپنے دل مین لاکھون خیال باندھے

وہ دن مین ہم تو رتجھے اے وائے حال اُنکا
گذرے ہین جنکے دلکو یان ماہ و سال باندھے

تار نگہ مین اُسکے کیونکر پھنسے نہ یہ دل
آنکھون نے جسکے لاکھون وحشی غزال باندھے

جو کچھ ہے رنگ اُسکا سو ہے نظر مین اپنی
گو جامہ زرد پہرے یا چیرہ لال باندھے

تیرے ہی سامنے کچھ بہکے ہے میرا نالہ
ورنہ نشانے ہمنے مارے ہین بال باندھے

بوسہ کی ہی تو خواہش پر کہیے کیونکہ اُس سے
جسکے مزاج لب پر حرف سوال باندھے

مارو گے کسکو جی سے کس پر کمر کسی ہے
پھرتے ہو کیون پیارے تلوار ڈھال باندھے

دو چار شعر آگے اسکے پڑھے تو بولا
مضمون یہ تو نے اپنے کیا حسب حال باندھے

سودا جو اُن نے باندھا زلفون مین دل سزا ہے
شعرون مین اُسکے تو نے کیون خط و خال باندھے

کیا کہیے جو اُس شوخ کی اوقات ہوئی ہے
انسان کا اُسے قتل تو اک بات ہوئی ہے

نو روز کو چہرے نے ترے یار ہرایا
زلفون سے شب قدر بھی اب مات ہوئی ہے

مجھ چشم کی جھڑیون نے ڈبو ماری ہے اک خلق
کیا دشمن آفاق یہ برسات ہوئی ہے

زلفون کے خیالات مین شب نیند جو اچٹی
معلوم مجھے کیا ہے بڑی رات ہوئی ہے

کوچے مین تم اپنے جو پھرا کرتے ہو پیارے
میرے بھی کبھو دل سے ملاقات ہوئی ہے

اے شیخ نہین تم مین تو اک پشم کرشمہ
داڑھی کی بزرگی ہی کرامات ہوئی ہے

دعواے غلامی تو ہے اک خلق کو تم سے
کچھ بندگی سودا کی بھی اثبات ہوئی ہے

نہ مین جہان مین ہون تیری تو آرزو یہ ہے
نباہ مجھسے وفا کا ہے ورنہ تو یہ ہے

رفو ہوا جو گریبان مرا تو کیا ناصح
جو دل سے دل کہین پیوند ہو رفو یہ ہے

طلب کرو ہو دل اس منھ پہ گالیان دے دے
وفا کی طرح سو وہ اور گفتگو یہ ہے

بچشم کم تو دم سرد کو مرے مت دیکھ
سموم قہر سے ہر آن دو بدو یہ ہے

مین کہہ تھکا کہ تو اُس شوخ سے نہ مل اے دل
شریر یہ ہے اگر یہ ہے جنگجو یہ ہے

غرض نہ ہم سے ہے اسکو نہ غیر سے مطلب
ملے ہے گرم جو ہر اک سے اُسکی خو یہ ہے

عجب نصیب لے اُترا ہے آئینہ اے یار
کہ اسکو جب کوئی دیکھے تو رو برو یہ ہے

ڈرا تو ہمکو نہ قبضے پہ ہاتھ رکھ رکھکر ۔ قسم ہے تیری ہی اپنی تو آرزو یہ ہے

یہ اپنے یار کے پیچھے لگا پھرے سودا
جو وہ ہے خانہ بخانہ تو کو بکو یہ ہے

محیط دل ہوئی اے شوخ تیری چاہ پھرتی ہی ۔ سدا یہ برق ظالم گرد مشت کاہ پھرتی ہی
ہوئی تاثیر اُسکے دلمین نالے سے قیبو نکے ۔ اثر کو ڈھونڈھتی اب تک ہماری آہ پھرتی ہی
یہ دل مین آئے ہے کاٹو نین دست نارسا اپنا ۔ تری زلفون مین کنگھی جس گھڑی اے ماہ پھرتی ہی
نہ جون تجکو رکھ حجام سے اب صلح اے اہل ۔ کہ قینچی ریش کی تیری بہت بدخواہ پھرتی ہی
چلین کعبہ کو ہم بھی شیخنا گر تو قسم کھاکر ۔ کہے یہ بات وان سے سیکدہ کو راہ پھرتی ہی
خدا کے واسطے باز آستانسے مری دل کو ۔ کہ اب تاثیر اسکے آہ کی ہمراہ پھرتی ہی

کہون کیا تجسے اے سودا خرام ناز مین اسکا
دلون کو ڈھونڈھتی اک آفت ناگاہ پھرتی ہی

جرم کے عفو کی تدبیر بہت اچھی ہے ۔ بے گنہ رہنے سے تقصیر بہت اچھی ہے
مجکو سونپا ہے زمانے کے تئین قسمت نے ۔ دست نامرد مین شمشیر بہت اچھی ہے
لیکے کعبے سے کیا سیر مین میخانہ تک ۔ خانۂ دل ہی کی تعمیر بہت اچھی ہے
ذکر کو عیش کے کہتے ہین کہ ہو نصف العیش ۔ ہجر مین وصل کی تقریر بہت اچھی ہے
زلف مین تیری مین اسواسطے دل سونپا ہی ۔ اس دیوانہ کو یہ زنجیر بہت اچھی ہے
کیون ہے خاموش مری طرح چمن مین بلبل ۔ ترے نالے کی تو تاثیر بہت اچھی ہے
کام دیکھا مین بہت مانی و بہزاد کا یار ۔ آنکھو نمین تیری ہی تصویر بہت اچھی ہے
نیک و بد سے نہ کرون اپنے لکھے کا شکوہ ۔ جو کہ قسمت کی ہے تحریر بہت اچھی ہے

جتنے ہین کام ترے سونپ خدا کو سودا
تیری تدبیر سے تقدیر بہت اچھی ہے

عاشق تھا کبھی تجھپہ یہ پھر دل تو وہی ہی ۔ گو عشق نہین اسمین ولے دل تو وہی ہی
خورشید کو کیا رو جو ترا چہرہ وہ ہو دے ۔ عکس آئینہ مین دیکھ مقابل تو وہی ہی
کب کر سکے وہ تیغ ادا سے ہو جو کچھ کام ۔ گو زخم نہ معلوم ہو قاتل تو وہی ہی
ہو دینگے ترے کوچے مین یون دل تو ہزارون ۔ میرا جو دل اک نمین ہے بسمل تو وہی ہی

خدا نے کو تبدیل کر آگے تھی جو تجھ مین
اب میری ملاقات کی حائل تو وہی ہے

کیا فائدہ گر خلق پہ ظاہر ہے مرا حال
جو چاہیے آگاہ سو غافل تو وہی ہے

کیا جانیے جو تجھ مین ہے اچھے ہی یہ کس سے
جس گل سے بنا جسم ترا گل تو وہی ہے

خواری کا گلہ اپنے دلا یار سے شکوہ
رسوا جو ہوا عشق مین کامل تو وہی ہے

سودا کی اذیت سے ہوا کیا تمھین حاصل
جو چاہو سو دل پر کرو مائل تو وہی ہے

کیا کہیے اپنا حال جو کچھ ہے سو ہے سو ہے
دل مین مرے خیال جو کچھ ہے سو ہی سو ہے

مانگا نہ کچھ کسو سے کبھو ہمنے زیر چرخ
اللہ سے سوال جو کچھ ہے سو ہی سو ہے

کیا گفت و گوی برہمن و کیا کلام شیخ
ناحق ہے قیل و قال جو کچھ ہے سو ہی سو ہے

کیا سمجھے بت پرستی کو میری خدا پرست
اس کام کا مآل جو کچھ ہے سو ہی سو ہے

کس خوبرو سے یار کو تشبیہ دیجئے
وہ حسن بے مثال جو کچھ ہے سو ہی سو ہے

کوئی تو مثل مہر کہے کوئی مثل ماہ
اس شوخ کا جمال جو کچھ ہے سو ہی سو ہے

شعر و سخن تو سودا پہ موقوف کچھ نہین
اس یار کا کمال جو کچھ ہے سو ہی سو ہے

گذشتہ حسن کا ابتک نشان باقی ہے
نہون فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہے

امید جینے کی اپنے کہان ہے بلبل کو
چمن تو پھر بھی ہے گر باغبان باقی ہے

سہی قدون کا نہو کام قامت خم سے
گیا ہے تیر نکل اب کمان باقی ہے

مری تو سن لے کہ مانند شمع بزم اخیر
نکل چکا ہے سراپا زبان باقی ہے

ہوئے نہ ہمسے جہان مین تو گو نہون اے یار
تو رہ جہان مین کہ تجھسے جہان باقی ہے

خط آچکا ترے اپنی گئی نہ سادہ دلی
کہ جھوٹے وعدون پہ ابتک گمان باقی ہے

اسی ہی جھگڑے مین روز و شب رہے سودا
بدن مین جب تئین میرے کہ جان باقی ہے

نہ درد دل ہی کے کہنے کی ہے مجھے طاقت
نہ جیب ہی رہنے کی تاب و توان باقی ہی

کیا کہیے وہ بت آہ کس آئین تمکین ہی
سر تا بقدم کافر بے دین نمکین ہے

قطرات عرق کا ترے عارض پہ ہے لطف وہ
جون پہلوے مہ خوشۂ پروین نمکین ہے

کب یہ گل و رنگ پہ گلشن مین مزا ہے — فندق سے جو وہ دست نگارین نمکین ہے
یہ حسن کبھو شمع کے شعلہ مین نہ دیکھا — جون سر پہ ترے طرّۂ زرین نمکین ہے
میٹھا جو لگے بولنے پھر اسکی تو کیا بات — ہو ترش تو حرفِ لبِ شیرین نمکین ہے
کب چاشتہ خواران جفا مہر طلب ہین — اس دل کو تری دشمنی و کین نمکین ہے

سودا یہ مرے شوخ کو کیا چاہیے زینتا
جون مہر بن آرائش و تزئین نمکین ہے

دل جنس فروشندۂ بازار ہنر ہے — دیکھو تو کہین کوئی خریدار ہنر ہے
نا قدر شناسی سے خلائق کے جہان مین — جسکو ہنر آیا اوسے انکار ہنر ہے
آیا نہ ہنر وہ کہ پھرین جس سے گئے بخت — اس عاصی کو مدت سے سروکار ہنر ہے
عاشق جو ہنر پر ہے ہنر اسکا ہی عاشق — دلبر ہے ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہے
کعبے کو نہ پوجون مین ہنر مند کے ہوتے — اے شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہے
اظہار ہنر وان نہ کرون ہو نہ جہان قدر — دل اہل ہنر کا ہے سو غمخوار ہنر ہے
رد کا ہے تغافل نے ترے مجکو تہ دام — صیاد ترا صید گرفتار ہنر ہے
دیکھی نہ ہنر مند کی مین قدر جہان مین — اے وائے بران دل جو طلبگار ہنر ہے

رنگین سخن اسکے نے دل خلق کو موہا
سودا یہ مگر طوطی گلزار ہنر ہے

پھوٹے وہ آنکھ جسمین نہ ذرہ بھی نم رہے — دل جل بجھے وہ جسکے نہ ہمسایہ غم رہے
تک ہم رہان قافلہ سے کہدے اے صبا — ایسے ہی گر قدم ہین تمھارے تو ہم رہے
دستِ ستم حرم کو پے چلی اب پا نسے تا بدیر — شاکر رہین گے دوست سے تا دم مین دم رہے
غم سے ہوئی ہی کارروائی یہ دل کی بند — چلتے ہوے اب اشک ہی آنکھو نسے تھم رہے
رکھ سر کو اپنے شمع کے مانند زیر تیغ — عاشق ترا وہی ہے جو ثابت قدم رہے
مفلس ہمین نہ بوجھ جو رکھتے نہین ہین کچھ — خالی ہمیشہ کیسۂ اہل کرم رہے

سودا ہی کیا طلسم زمانے کا اعتبار
نے جام ہی رہے ہین جہان مین نہ جم رہے

نکل پہلو سے میرا دل جو تیری کو مین بیٹھا ہی — سمجھکر چھیڑیو دیو انہ ہا د ہو مین بیٹھا ہی

گذرا آئینہ ہو بیٹھا ہے تاب رخ سے جب تیرے | تو عکس اسمین ہین یون جون مہر آب مین بیٹھا ہی
سدا آشفتہ ہووے بوے سنبل سی دماغ اسکا | کہ دل جسکا تمھاری زلف عنبر بو مین بیٹھا ہی
جو ناصح مانع وصل بتان ہی خوب ہوئے وہ | بجا کہتا ہی کب وہ صحبت مہرو مین بیٹھا ہی
لگا دون مین ٹھکانے غیر کو پر ہے خدا کا ڈر | کہ غافل اُس سے تو اور وہ مرے قابو مین بیٹھا ہی
نہ بیٹھے ننگ سے پھر وہ کسیکے پاس دنیا مین | تمھارا تیر جسکے اے بتان پہلو مین بیٹھا ہی

مین بندہ ہو گیا سودا اب اُس نازک خیالی کا،
کہ یار اپنے کو سمجھون ہون مرے پہلو مین بیٹھا ہی

ناصح جفاے عشق اگر مین سہی سہی | تو نے بھی کچھ ز راہ نصیحت کہی کہی
دریاے عشق کیا مین بتاؤن کہ جسکے بیچ | کشتی پھرے ہے عقل کی تیری بہی بہی
یہ دل نہ کھول زلف سے ظالم خدا کو مان | لاکھون گرہ جہان ہین تو یہ بھی رہی رہی
پکڑے ہے تیرے ہاتھ کو ہر اکدم رقیب | ہمنے بھی گو کمر تری ذرہ گہی گہی

سودا تو چہرے کو ترے سمجھے ہے آفتاب
کہتے ہین گو کہ اسکو معقل سب نہی نہی

بیمار کی آج اپنے سر شام خبر لے | اس رات خدا ہی ہو تو ظالم وہ سحر لے
پیغمبر حسن آ کے تجھے بولین گے عشاق | قرآن کی صورت جو خط اس مکھ پہ اُتر لے
ہے تنگ زمانے مین بہت عمر کا عرصہ | اسمین عمل نیک کیا چاہے تو کر لے
دکھ دے نہ کسی دل کے تئین باغ جہا نمین | گر نخل حیات اپنے سے چاہے کہ ثمر لے
خاک اسکی پرکھ پر جو کوئی جوہری ای شوخ | آگے لب و دندان کے ترے لعل و گہر لے
جون خضر ہوس عمر ابد کی نہین مجھکو | اُس دم کی تمنا ہے جو تجھ پاس گذر لے
دیکھ اُسکو اکیلا جو کیا عرض تمنا | بولا کہ تجھے خیر ہے جا اپنی خبر لے

پوچھا جو مین سودا اسے کہ ہاتھ اُسکے لگیگا
اتنا مین کہا بھر کے دم سرد اگر لے

اے تڑپ چین تو بسمل کو کہین تل بھر دے | یہ لہو خون سے کہین دامن قاتل بھر دے
بادہ پینے سے تو خوگر مین نہین ہون اے مغ | ہو کسی شیشہ مین لوہو تو مرا دل بھر دے
لے زمین تا بفلک خون سے مجھ بن یہ چشم | ٹکڑے دل کے اگر آجا دین نہ ہائل بھر دے

اُسے امید ہے ٹانکون کے مرے زخمی کو
ٹوٹے شمشیر تو قیمت کہے گھائل بھر دے

ناس دانی کو چھپا شیخ مبادا کوئی
آستین نکھلنی چھپا کر تجھے غافل بھر دے

ساغر ماہ مین جون نور بھرے ہے خورشید
ساقیا جام مجھے آ کے مقابل بھر دے

دیکھ کہتا ہون تو اس ضد سے مراجی مت کھو
توڑون ہون سر کے تئین لیکے ابھی سل بھر دے

دام سودا کے ہین کچھ پرگنہ زلف کے بیچ
شانے کے پاس آ جارے کہو حاصل بھر دے

ورنہ دو باندھ کے لٹکا کہ یہی ہے معمول
یکسر مو بھی ہو نقصان تو عامل بھر دے

دنیا تمام گردش افلاک سے بنی
ماٹی ہزار رنگ کی اس چاک سے بنی

لخت جگر مژہ سے کرے کیا یہ دیکھیے
آتش کو یہ سنا ہے کہ نمناک سے بنی

ممکن نہین برار ہو خاشاک و شعلہ مین
صحبت مری نہ اُس بت بیباک سے بنی

تا صبح کی تار و سوزن و بخیہ کو اُبکی سال
ہرگز نہ میری جیب کے اک چاک سے بنی

مسواک تو کرے ہے دہن مین جو زاہدا
لیکن یہ مین سنا ہے کہ وہ تاک سے بنی

صحبت مین اپنی بنتے نہ دیکھی کسو کے ساتھ
میری بنی تو مجھ دل غمناک سے بنی

ایسی بنی کہ ہو گئی یکسان زمین کے بیچ
سودا یہ جسم زار کی تب خاک سے بنی

جب اس چمن سے چھوڑ کے ہم آشیان چلے
اے ہمصفیر نے بھی نہ پوچھا کہان چلے

کیا لے لیا تھا ہمنے اُلجھتا جو کوئی خار
جون گل ہم اُسکے باغ سے دامن فشان چلے

ہر بات مین ہے ایسی کتر بیونت اسکو یاد
مقراض کی طرح سے کہ جسکی زبان چلے

غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بیخطر
گر خوف ایسے تیر سے جو بے کمان چلے

جانیکو اپنے گھر سے کہے تھا تو اور ہم
دنیا سے تیرے جور کے ہاتھ اسے میان چلے

سینہ مفارقت سے نہو رفتگان کے داغ
آتش فشان رہے ہے کہ جب کاروان چلے

راہ عدم بھی زور ہے سودا کہ جسکے بیچ
جسطرح پیر جاے ہے وہین جوان چلے

جاتے ہین لوگ قافلہ کے پیش و پس چلے
دنیا عجب سرا ہے جہان آ کے بس چلے

کہیو صبا سلام ہمارا بہار سے
ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوئے قفس چلے

اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ
جمعیت دلی یہ ترے پھول ہنس چلے

تیرے سخن کو مین بسر و چشم ناصحا
مانون ہزار بار اگر دل سے بس چلے

نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دوڑے شک
سن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے

صیاد اب تو کیجے قفس سے ہمین رہا
ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے

کام اُس گلی مین سر سے یہ سودا گذر چکا
کیا تاب اک قدم جو اُدھر بوالہوس چلے

یار جس سے خوش رہے مجکو وہ آئین چاہیے
اس سوا طالب نہ دنیا کا ہون نے دین چاہئے

مرتبہ تجھ حسن کا ہے زیب و زینت سے پرے
بہرۂ خورشید کو دستار زرین چاہئے

چین جبین گر ہے تو دے لب پر تبسم کو جگہ
بادہ کش ہین ہم گزک کو ترش و شیرین چاہیے

ہم دعا تو مانگین اپنے حق مین پر سامان کہان
لاکھ اہل دل ہمین کہنے کو آمین چاہیے

مین کہا اُس شوخ سے ہم بھی کبھو ہون شادمان
ہنس کے یون بولا دل عاشق تو غمگین چاہیے

ہاتھ پر اپنے حنا ہرگز نہ باندھے آفتاب
حسن دیوے حق جسے کیا اُسکو تزئین چاہیے

اب تو سودا کی سبک وضعی یہ اے ناصح بجا
جو کوئی ہو شیخ و زاہد اُسکو تمکین چاہیے

نہ تیرے پاٹ دامن کا نہ اُسکی آستین ڈوبی
یہ رویا خون مین شب تا صبح کہ سر چین جبین ڈوبی

کریگا غرق عالم کو غرور حسن کا دریا
اگر آئینہ مین اُسکی نگاہ شرمگین ڈوبی

سخن اب لعل لب پر اُسکے اس خوبی سے آتا ہی
کہ تیری قدر و قیمت سب اے حرف نگین ڈوبی

ملا جنت مین یارب ہمسے تو اُس رشک جنت کو
نہین تو اشک خونین سے یہ فردوس برین ڈوبی

جہان مین اک بت چین کا مین شہرا اب نہین سنتا
مگر اے یار میرے رشک سے پانی مین چین ڈوبی

ندی یہ اشک نے فرصت کہ مشت خاک سر پر ہے
جو ہین گذرا یہ خاطر مین کہ سب روے زمین ڈوبی

بہا دریا مری آنکھون سے اور اُسکو نہ رحم آیا
مگر تاثیر کی کشتی خبر لو تو کہین ڈوبی

لبسان شمع جسکا عکس آب طشت مین ہووے
ہمارے اشک مین اس طرح آہ آتشین ڈوبی

لے آئے گوہر نایاب ہی دریائے معنی سے
کہ جب غواص ہو سودا کی یہ فکر متین ڈوبی

دل تو کیا گر طلب جان ترے من مین ٹھہرے
کونسا جی ہے پھر ایسا کہ بدن مین ٹھہرے

سیر کر باغ کی جسوقت پھرے وہ گلرو
مار ڈالو تو نہ اک مرغ چمن مین ٹھہرے

کیا کہون اس دل صد پارہ کا غنچہ سے راز
کہے اُس سے کہ سخن جسکے دہن مین ٹھہرے

یار کا ہے وہ بنا گوش کہ جسکے آگے
تاب کیا ہے جو صفا دُر عدن مین ٹھہرے

تا بہ نقد دو جہان اُسکو نہ بیچین عطار
بو ترے زلف کی گر مشک ختن مین ٹھہرے

بیقرارونکو ترے چین کہان بعد از مرگ
ایک اُنمین نہین ایسا کہ کفن مین ٹھہرے

شمعرویان کی اگر اُٹھ چلے تو مجلس سے
نہین امکان کہ تا شمع لگن مین ٹھہرے

کوچہ عشق مین ثابت جو رہے تو جانین
مانین عاشق نہ اسے جو کہ ڈئی رن مین ٹھہرے

گر زبان سے تری الفاظ نہ بندش پا دین
معنی کسطرح سے سودا کے سخن مین ٹھہرے

کیا کیا تھے چاؤ دلمین جب آئے تھے عدم سے
کھلتے ہی آنکھ یارو پالا پڑا ہے غم سے

محفل تری مبارک ہو تیرے دوستونکو
تیری گلی کے سگ کو کیا کام ہے ارم سے

اے چرخ سفلہ پرور اے آسمان بے مہر
واژون ہے عقل تیری اوندھا ہی تو جنم سے

احمق ہین وہ جو تیری بھولین ہین کجروی پر
ٹک اسطرف نظر کر یہ بات اور ہم سے

مینا و ساغر و مے ساقی و مطرب و نے
یہ ساری خوبیان ہین سودا کے دم قدم سے

یا تو جاتے رہے اے یار ہمین دنیا سے
یا سروکار محبت ہی کہین دنیا سے

شکل آئینہ شکستہ دلون کے روشن
دیکھ دنیا کو گرے چین بجبین دنیا سے

دم نہ مارا ہین کسی کام مین مانند حباب
اُٹھ گیا مار دم باز پسین دنیا سے

ہرگز اُٹھین نہ کوے یار سے جون نقش قدم
تا فنا ہو نسکین خاک نشین دنیا سے

یاد مین یار کے جو آپ کو سمجھین ہین فنا
نے غرض دین سے ہے اُنکے تئین دنیا سے

گھر خراب اور کا گو کر کے بنائی مسجد
دین ان باتون مین ملتا ہے کہین دنیا سے

صحبت شعر و بکف جام و صراحی در دست
اس سوا سودا کو کچھ کام نہین دنیا سے

چو تڑائی مین ٹک اپنے عدو اور بھی جم لے
لمبا کر دن ہون دیکھ تو کیسا تجھے دم لے

ہم رندونسے بحثے ہے تجھے کیا ہوا زاہد
جا گھر کو پہونچ خیمے سے اپنا خم و جم لے

مین کھینچنے والا ہون جفا عشق کی مانی | اے حسن کش آگے نہ مرے ہاتھ قلم لے
کیا تاب رقیب آگے مری تیغ کے ٹھہرے | دکھلاؤن وجود اسکو تو وہ راہ عدم لے
گلریز محبت ہے دل سوختہ میرا | شبنالہ مین کرتا ہون پھپنے کے بیدم لے
ٹک ابر مژہ پر تو مری کر نظر اے یار | مانع نہیں جانے کا ترے بوند تو تھم لے
اکداغ پہ لالہ کے تو کیا روتی ہے شبنم | اس باغ سے کتنے ہی گئے داغ الم لے
دین و دل و ایمان و حواس و خرد و ہوش | سب کچھ گئے لیکن نہ گئے سینہ سے غم لے
وعدے کی ترے رات سب آنکھون مین ہے کاٹی | تا صبح پلک لگنے کی چاہے تو قسم لے

سودا جو کوئی مرد ہین میدان سخن مین
خاطر مین وہ لاتے ہین کسی چپ کے نہ حملے

جب سے دل کی الفت بے پیر دامنگیر ہے | تب سے سرچ اشک کی زنجیر دامنگیر ہے
کر چکا تھا سادہ روئی مین ہمین آزاد یار | پر خط رخسار کی تحریر دامنگیر ہے
حسن و عشق ایسا نہیں ہو جسمین دخل انصاف کو | جرم عاشق ہو نہ ہو تعزیر دامنگیر ہے
کیونکہ مین پہنچون خدا تک زاہدا دیگا مراد | حسن جس بت کا ہے عالمگیر دامنگیر ہے
دیر سے میرے نکلنا جون حرم آسان نہیں | کھینچنا ہر بت کی وان تصویر دامنگیر ہے
کسطرح یہ مرغ دل فتراک سے اسکے بندھے | آہ جسکے زین کا نخچیر دامنگیر ہے
داد وہ لے دل کوئی معلوم گوش خلق ہے | گو تری فریاد لے تاثیر دامنگیر ہے
درگذر اے بے خبر تو اپنی تدبیرات سے | تیری ہر تدبیر کے تقدیر دامنگیر ہے

مخلصی سودا کی کچھ حق کے کرم سے ہو تو ہو
ورنہ یان ہر کام کی تقصیر دامنگیر ہے

ہے زاہدا عطائے ازل سے خبر مجھے | تجکو تو زہد خشک ملا چشم تر مجھے
کاٹی مصیبت شب ہجران مین بارہا | واعظ نہیں ہے روز قیامت سے ڈر مجھے
بازار عشق مین غرض اس سر کو بیچنا | نے نفع پر نگاہ نہ سوجھے ضرر مجھے
جون شمع پانون گاڑ کے جاتا ہون نہین کہان | در پیش آگیا ہے کدھر کا سفر مجھے
رہتا ہے اندنون دہن یار کا خیال، | بھاتا ہے ناصحا سخن مختصر مجھے
پہونچائے ہے رقیب تلک بوئے زلف یار | ڈستی ہے سانپ سی یہ نسیم سحر مجھے

سودا تو پیش چشم ترے ہے سدا بہار
تجھ برگ گل سے کم نہیں لخت جگر مجھے

ہین تو ملونگا ناصحا باتین یہ تینون جان کے — گو کہ عدو ہین خوبرو دل کے جگر کے جان کے
شکل تری کے اے میان بندے ہین کتنی آنکے — منھ کی مسی کی ریکھ کے لالی کے لب کے پان کے
منھ سے نقاب اٹھتے ہی حلقہ بگوش ہو گئے — خال کے خط کے زلف کے بالے کے دُر کے کان کے
بندے ہوئے یہ شش جہت ہم دل و جان سے مطربا — تال کے سُر کے ساز کے لے کے صدا کے تان کے
اُن شعرا مین ہم نہین وہ جو طلب مین پھرتے ہین — تیل کے گھی کے لون کے جو کے گیہونکے دھان کے
خلق تمام جانے ہی ہم بھی سخنوروں مین ہین — رتبہ کے دُہن کے نام کے جاہ کے ذی کے شانکے

سودا کو تم سمجھتے تھے کہ نہ سکیگا یہ غزل
آفرین ایسے وہم پر صدقے مین اس گمان کے

بیوفائی کیا کہون دل ساتھ تجھ محبوب کی — تیری تو نسبت میان بلبل سے گل نے خوب کی
مجکو ان آنکھون نے مجبور اس ہمیر سے کیا — لے گئین ہین آبرو یہ گریۂ یعقوب کی
شمع کو آنے نہ دے یار اپنی خلوت مین کبھو — شرح سوز اکبار دیکھے گرمی مکتوب کی
محتسب ہمنے تو دی تھی دختر رز کو طلاق — پر تری ضد سے اُسے ساتھ اپنے پھر منسوب کی
کب تلک اس دل کو ظالم صبر ہم دیتے رہین — جیب مین اپنے شکیبائی نہین ایوب کی
چشم ہمت مین ہمارے قدر کیا دنیا رکھے — ہوتی ہے طالب کے آگے منزلت مطلوب کی

جو جفائین تو نے معشوقونکی سر اپنے سہین
عاشقی سودا کٹھن ہے کرنی اس اسلوب کی

معتقد ہرگز نہین ہین کفر اور اسلام کے — گر مرید اس دور مین ہین ہم تو پیر جام کے
ہمسے دیوانونکے عاقل در پئے تدبیر ہین — بندے ہین ان پختہ مغزونکے خیال خام کے
عشق کا آغاز تو جون تون گذر جاتا ہی لیک — کچھ نہین سکتا دلا حالات مین انجام کے
نے تلاش دین ہو ہمسے اور نے دنیا کی فکر — اُسکی رزاقی ہی وے ہے ورنہ کسکے کام کے
گذرے تھی آرام سے جب تک نہ تھا دل مبتلا — اسکے لگ جاتے ہی دن جاتے رہے آرام کے
ساغر دل خون سے مالامال رہتا ہے مرا — اہل دل گر مست رہتے ہین تو ایسے جام کے
ہے بہار انکی نگاہو نمین اے سودا چار فصل — مست جو ہین نگاہ ساقی گلفام کے

پوچھے نہ کبھو اشک وہ مغرور کسو کے
پڑ جائین اگر چشم مین ناسور کسو کے

تو کہہ گئے ہمین سخت نہ بدنام ہو ناصح
یہ شیشۂ دل ہاتھ سے ہی چور کسو کے

قسمت کہ دل اپنا مین کیا پیس کے سرمہ
اُس پر بھی نہین چشم مین منظور کسو کے

ہو چشم سے کیسا ہی جو نزدیک تو پھر کیا
جس روز پڑا دل سے کوئی دور کسو کے

عاشق پہ تعدی ہے کوئی چرخ سے ایجاد
باندھے ہوئے ہین دل پہ یہ دستور کسو کے

پھڑکاتی ہے کیا دختر رز شیشہ مین آنکھین
قحبہ نہ رہے گھر مین ہو مستور کسو کے

پلکون سے ترے نیش کے مارے نہ کراہین
ہلکے وہ پڑا کاٹے جو زنبور کسو کے

ڈھلکے جو چلی جائے ہے نرگس کی یہ گردن
دیکھے ہین مگر چشم وہ مخمور کسو کے

سودا تو عبث رہتا ہے یاد اُسکی مین غمگین
وہ ساتھ شب و روز ہے مسرور کسو کے

بے چین جو رکھتی ہے تمھین چاہ کسو کی
شاید کہ ہوئی کارگر اب آہ کسو کی

اُس چشم کا غمزہ جو کرے قتل دو عالم
گوشے کو نگہ کے نہین پرواہ کسو کی

زلفونکی سیاہی مین کچھ اک دام تھے اپنے
قسمت کی ہوئی رات وہ تنخواہ کسو کی

کیا مصرف بیجا سے فلک کو ہے سروکار
وہ شے دے کسیکو جو ہو دلخواہ کسو کی

دنیا سے گذرنا ہی عجب کچھ ہے کہ جسمین
کوئی نہ کبھو روک سکے راہ کسو کی

چھینے ہے غم عشق شکیبائی و آرام
اے دل یہ پڑی لٹتی ہے بنگاہ کسو کی

کہون کیا بات اس بے پیر دل کی
یہان کہیے کہ ہے تقصیر دل کی

نہایت چیز بد ہے دل کہ ہین گے
شکایت مین جوان و پیر دل کی

ہوا اس پر یہ دیوانہ الٰہی
کہ موج اشک ہے زنجیر دل کی

بہ از آئینہ خانہ سے ہے منعم
جو تجھسے ہو سکے تعمیر دل کی

جو بچنا ہے تو بچ اُسکی انی سے
ہے برچھی نالۂ شبگیر دل کی

پر پروانہ کاغذ ہو قلم شمع
اگر حالت کرون تحریر دل کی

ٹپک دے ہاتھ سے شیشہ اگر ہو
کرون اُس سے جو مین تقریر دل کی

جفا سے تیرے اُٹھ جاؤن مین لیکن
دغا ہوتی ہے دامنگیر دل کی

طلا کر دے سخن مس کو زمانے کے
بنا دے گر کوئی اکسیر دل کی

لہو ہو بہ گیا آنکھوں سے سودا
یہی تھی کیا مگر تقدیر دل کی

صورت ہمین اُس مہر کی پہچان اگر آوے
ہر ذرّہ مین کچھ اور ہی جھمکا نظر آوے

مجھ چشم سے اب اشک نہین آنیکا تا صبح
آوے بھی غمِ دل سے تو لختِ جگر آوے

مین منتظر اس وہم سے رہتا ہون شب و روز
آیا جو نہ وہ شام تلک تا سحر آوے

پھرتا ہون ترے واسطے مین دربدر اے یار
تجھسے نہ ہوا یہ کہ کبھو میرے گھر آوے

گویا دلِ عاشق بھی ہے یہ فیل سیہ مست
رکتا کہین روکے سے کسو کے جدھر آوے

کہہ کہکے دکھ اپنا مین کیا مغز کو خالی
اتنا نہ ہوا سُنکے تری چشم بھر آوے

کوچے مین رقیب اُسکے ترے ہاتھ سے سودا
ایسا نہین وبکا ہے کہ بار دگر آوے

لاکھ طوفان بجہان ہمکو فلک دکھلاوے
کسی عاشق کے نہ آنسو کی ڈھلک دکھلاوے

شعلۂ طور ہو موسیٰ کو چراغ مضطر
عشق ذرہ گر اُسے اپنی جھلک دکھلاوے

جل رہا ہے ترے ہاتھون سے وگرنہ کیون بدر
شام سے داغ جگر صبح تلک دکھلاوے

کیمیا جانے کو اس لیے سمجھا ہے شیخ
کہ خدا تا نہ مجھے سونیکی ڈلک دکھلاوے

چھوڑ افیون کو اگر بنگ پیے تو زاہد
دو ہین لیجا کے تجھے عرش تلک دکھلاوے

تیرے شوریدہ کو جسدن کہ زمین کو سونپا
زلزلہ کو بھی خدا وہ نہ للک دکھلاوے

آب ہو جاتا ہے فولاد کا زہرا سودا
یار خنجر کو جو ٹک اپنی پلک دکھلا دے

وہ غل ہے جسکا موجب تو ہی ورنہ شور بہتیرے
قیامت خیز تیرا ردھ ہے ورنہ شور بہتیرے

رہے نت اُٹھ کے کشتِ خون جس غوغا سے عالم مین
وہ شور انگیز تیری خو ہے ورنہ شور بہتیرے

کیا شوریدہ سر عالم کو اُس زلف پریشان نے
یہ شور افزا اُسی کی بو ہے ورنہ شور بہتیرے

سمجھتا کون ہے وہ ذکر وافذ کا رلے لب شیرین یا
کہ جسمین تیری گفت وگو ہے ورنہ شور بہتیرے

کرے جو بات اے خونخوار عالم شور محشر کو
برا اُس غوغا سے تیری کو ہے ورنہ شور بہتیرے

وہ غوغا دیر و مسجد مین جو صبح و شام رہتا ہے
تری ہی پھر یہ جستجو ہے ورنہ شور بہتیرے

جیسے سنکر کے سودا بل ہین صوفی مست ہو جاوے
وہ خمخانے کی ہاو ہو ہے ورنہ شور بہتیرے

نہ عندلیب گرفتار کو قفس چھوڑیے
نہ تیرے دام کے مشتاق کو ہوس چھوڑے
چمن مین کیسے مچادیوین دھوم جانے ہی
قفس سے ہمکو جو صیاد اس برس چھوڑے
عبث لپیٹ سے پلٹتا ہے دل کو مار سیاہ
صنم کی زلف مرے دل کو کاش ڈس چھوڑے
مین ایک آن مین دکھلاؤن یہ طلسم جہان
جو قید تن سے فلک مجکو یکنفس چھوڑے

یہ کیا بہار ہے سودا نہ دیکھ مین جانون ہُ
خزان چمن مین اگر کوئی خار و خس چھوڑے

یارب کہین سے گرمی بازار بھیجدے
دل بیچتا ہون کوئی خریدار بھیجدے
اپنی بساط مین تو یہی دل ہے میری جان
لیتا نہین تو کیا کرون ناچار بھیجدے
دعویٰ جو برشکال کو آنکھوں نسے ہے مری
ایسا کوئی تو ابر گہر بار بھیجدے
دیتے ہین عقد حسن مین عاشق عروس جان
آتا نہین تو آپ تو تلوار بھیجدے

سودا اسے غمگسار کا تھا دل یہ تین لیا
اسکے عوض بھلا کوئی غمخوار بھیجدے

حب ہے کہ چشم خلق صنم تجسے جا لگی،
کہتا نہین ہے بات کوئی یان خدا لگی
پامال غم ہوا ہے مرا دل نہ جانیے،
ہاتھوں سے کسکے پانوں مین تیرے حنا لگی
بھڑکی ہے آگ لالہ سے گلشن مین باغبان
کس دل جلے کی باغ مین یہ بد دعا لگی
فرہاد بیستون مین باندھے تھا نقش کو،
پر تب بندھا وہ نقش کہ جب سر آ لگی
کافر ہون گر ارادہ ہو تجھ ساتھ عشق کا،
کی یک نگہ کہان مین کہ گویا بلا لگی
لگ چلنے کی طرح نہ تھی ہر اک سے پیش ازین
تمکو بھی اب زمانے کی پیاری ہوا لگی

پھاڑے نہ کیونکہ سودا گریبان کو اپنے یار
چسپان ترے گلے سے جو ہو کر قبا لگی

مری آنکھوں نہین یارو اشک لیتا موج مارے ہی
کہ جیسے ساغر سیمین مین صہبا موج مارے ہے
رویا ہے ابر دریا دل یہ کسکے حال پہ یارو
کہ یون سرسبز ہو کر آج صحرا موج مارے ہے
پھنسے ہین بسکہ دل دریا دلونکے اسمین اے پیارے
تری مکھڑے پہ کیا زلف چلیپا موج مارے ہے

تری دریادلی کا شور ہے اے مہرباں جب سے
ہمارے دل سے دریاے تمنا موج مارے ہے

عبث تو سیر میں دریا کے مست اوقات لکھو سودا
سرشک چشم کو ٹک دیکھ کیا کیا موج مارے ہے

ہمیں کیا لطف ہو منھ دیکھنا ان یار کا اپنے
جہاں وعدہ اٹھے عالم سے ہو دیدار کا اپنے

ہمارا درد دل سنکر نہ بولا کچھ جو وہ ظالم
مخاطب کب ہمیں سمجھے ہے وہ گفتار کا اپنے

برہمن کفر کو اور شیخ سن اسلام تج بیٹھے
جو نکتہ حل کروں ان پر کبھو اسرار کا اپنے

کیا ہو دل اے مستغنی وصال یار سے ہمکو
تصور دل میں نت رہتا ہو اُس دلدار کا اپنے

تنزل سے بھی ہم ہرگز ترقی میں نہ کم ہوتے
جو ہوتے کوہ سے پتھر تو پتھر سے صنم ہوتے

ہوا ہو ویگا کیا کیا مژدہ پر مورد تلطف کا
خبر کن حال بد اپنے کی اے سودا کاش ہم ہوتے

مجرم ہوئیں تو کہدو مکافات کے لیے
منھ میں خدا نے دی ہے زبان بات کیلئے

وہ رات وصل دوست کی یارب نہو نصیب
پھر عمر بیٹھے روئیے جس رات کیلئے

چاہو مدد جو غیر سے اغیار کیلئے
تومیں بھی یار کم نہیں دو چار کیلئے

طوبا تلے میں بیٹھ کے روؤنگا زار زار
جنت میں تیرے سایۂ دیوار کیلئے

گرمی اس شعلے سے ہیہات نہونے پائی
ہوں وہ پروانہ جسے رات نہونے پائی

جی کی جی ہی میں رہی یار مرے بالیں تک
پہونچا اُسوقت کہ کچھ بات نہونے پائی

دل نہ دیگا وہ کسو کو تو رہے گا یہ غم
کہ مرے دل کی مکافات نہونے پائی

واجب القتل تو ہم تھے ہی پر اتنی جلدی
یار تقصیر بھی اثبات نہونے پائی

گل و بلبل کی بھی خوبو سے ہوں محرم اتنے
اس چمن میں بسر اوقات نہونے پائی

لے گھسے حجرے میں خادم کو کہ ہم جا پہونچے
شیخ صاحب سے کرامات نہونے پائی

دل مرا ہے نہ کیا دیر نگہ نے اُسکی
ہے وہ مسجد کہ خرابات نہونے پائی

منتظر باب اجابت یہ رہے شب کو نہیں
بد دماغی سے مناجات نہونے پائی

تیرے داسوخت سے خالی ہیں نہ پایا کوئی
شمع بھی سنکے مری اپنا ہی رو نا روئی

تابمقدور کسی سے بمروت پیش آ | سنگ ہر آئینۂ دل کے لیے بے روئی
حرکت جو ہے بتان کی سوا سے الفت دل | سمجھیے ناز حقیقت مین ہے وہ بدخوئی
پائی محسود پہ رو رو کے نہ کرائے حاسد | لکھی قسمت کی کسو کے نہ کسو نے دھوئی
فخر ملبوس پر اپنے تو نہ کر اے منعم | پشم دونون ہین تری شال ہماری لوئی
عمر ناصح نے نصیحت مین گنوائی اپنی | پر مرے دل سے بتان کی نہ محبت کھوئی
شیخ کعبہ مین خدا کو تو عبث ڈھونڈھے ہے | طالب اسکا ہے تو ہر ایک کی کر دلجوئی
پیر کی پھونک مریدون ہی کے لگتی ہے بدیر | گھر کی ہانڈی مین بجز ہاتھ نہ دیکھی ڈوئی

کچھ بجز داغ نہ حاصل ہوا اسکو سودا
تخم سے دل کے زمین عشق کی جن نے بوئی

ذرہ دل کسکو کہون نہین وہ کہان ہے تو ہے | یہ یقین تو ہے مری جان بگمان ہے تو ہے
گو کہ ہے زیر فلک پر زتماشا عالم | اپنی نظرون مین تو اے یار جہان ہے تو ہے
حسن کو حق کی تجلی سے نہ خالی پایا | شعلۂ طور کا جو کہیے نشان ہے تو ہے
عشق گل محض ہے تہمت چمن بلبل پر | جسکی خاطر وہ بفریاد و فغان ہے تو ہے
تجھ سوا مین نے تو دیکھا نہ کہین دشمن و دوست | دوست اپنے کا جو اک دشمن جان ہے تو ہے
کون رویا نہ مجھے دیکھ ستم کیشو نہین | حال میرے پہ جو اک خندہ زنان ہے تو ہے
تیرے وعدے کا مجھے کیونکہ ہو کہہ اعتبار | جسکے جون غنچہ زبان زیر زبان ہے تو ہے
گو تو ہتیار نہ باندھے پھرے بر شکل اجل | قاتل خلق جو بے تیغ و سنان ہے تو ہے
مہوشان مین جو کوئی شکل ہے مہر آلود | گاہ نظرون سے نہان گاہ عیان ہے تو ہے
جب کسی بزم مین آتا ہے خلیقون کا ذکر | جتنی ہے خلق وہان جسکا بیان ہے تو ہے

ایک سودا سے دعا گو کے ہمیشہ حق مین
پر زدشنام کسیکا جو دہان ہے تو ہے

ناصحا ہر چند یہ بندہ سبک اطوار ہے | پر سبک ہے کب جو خاطر کا کسیکے بار ہے
عارضی سامان حکمت کب ہمین درکار ہے | یان تو جون خورشید جو ہے سر سو ہی دستار ہے
بستگی ہر چیز کی ہے دل سے با تار نفس | یہ جو سب دیکھے ہے تو اس تار کا بستار ہے
دل اٹکنے کا نہ دیکھا کوئی رنگ اے باغبان | یہ دل اس گلشن مین جون خار سر دیوار ہے

دل فروشون کے لیے نقد محبت چاہیے
جنس کی قیمت کب انکی درہم و دنیار ہے

اس چمن مین ہمکو جون طاؤس لائی ہے ہوس
ورنہ پر جھاڑین جہان ہم وان گل و گلزار ہے

ضبط سوز دل سے ہے سینہ ستارہ فکا سا گنج
بسکہ یان ہر دم گرہ اک آہ آتشبار ہے

صاحب توقیر سودا کو نہ ہرگز سمجھیو
ایک وہ رسوا خراب کوچہ و بازار ہے

جو طبیب اپنا تھا دل اسکا کسی پر زار ہے
مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہی

خندہ زن ہین بلبل و پروانہ میری حال پہ
زعفرانی جب سے اسکا چہرۂ گلنار ہی

کیونکہ ہر سو سے چمن روؤن نہ جون ابر بہار
گل کو اپنے دیکھتا ہون تُبلبل گلزار ہی

درد اپنے کی کرون فریاد کسکے سامنے
دادرس کا آہ و نالہ آسمان کے پار ہی

اشک کا قطرہ نہ تھا آنکھون سے جنکے روشناس
انکی نیرنگ فلک سے ہر پلک خونبار ہی

کیا کہون مین حال بیخوابی کہ ظالم روز و شب
آئینہ خانہ کے طالع کی طرح بیدار ہی

دیکھکر جس مہروش کو صبر نہوگا م ادا
پیشکش اپنا گریبان کرنے مین ناچار ہی

صبح یون نکلے ہے وہ گھر سے کہ جون خط شعاع
جیب کا بکھرا ہوا چھاتی پہ ہر اک تار ہی

دل مین جانیکا جو صحرا کیطرف رکھتا ہے عزم
جائے ہے اُس سمت دیوانہ جدھر کہسار ہی

گرد و پیش افتان و خیزان اسکے خویش و اقربا
کوئی کرتا ہے سماجت کوئی منت دار ہی

وہ قدم جنکو رگ گل سے بھی ہوتی تھی خلش
سجدہ گاہ سنگ ہے یا بوسہ گاہ خار ہی

ساکنان شہر جب یہ دیکھتے ہین ماجرا
ہائے اس کوچے مین ہے تودائے این بازار ہی

کیا خوشی اس سے ہمین سودا کہ آئی ہے بہار
لالہ و نسرین سے پُر گو دامن کہسار ہی

ہر سحر خون جگر کا غنچۂ گل کی طرح
آنکھ ادھر کھولی کہ اک پیالہ اُدھر تیار ہے

ہر لحظہ اب بہ نشو و نما خط یار رہے
گلزار کی خرابی کے درپئے بہار ہے

جون تون سمیٹ کر مین گرہ دے رکھا ہے یان
سو ٹکڑے ورنہ تجھسے یہ دل غنچہ وار ہے

ابر بہار رہ چمن حسن سے پرے
یان زلف و خال و خط سے ہوا مشکبار ہے

آغاز خط نہین ہے یہ تیری لکھی ہوئی
پیارے نظر گذر کو دعائے حصار ہے

ناصح تو آدمی ہو تو مانون مین تیری بات
حشرات کی طرح سے زمین کا بخار ہے

طاقت کہان ہو اب کہ گنون وعدے کے مین دن / اسوقت بھی ملو تو دہون کا شمار ہے
گر ذبح اوسکو خواہ رہا کر کہ مرغ دل / پر بستہ تیرے تار نگہ سے شکار ہے
ذلت نصیب کوے بتان مین اگر ہون مین / راہ خدا مین شیخ گدھے پر سوار ہے

سودا چڑھے ہے خون تری آنکھون نے کسلیے آج
مژگان کے پنجہ سے ترے دل کو فشار ہے

نہین جون گل طلب ابر سیاہے گاہے / خار ہون خشک مین ای برق نگاہے گاہے
شمع سان دور ز تاثیر ہون گریان ای عشق / اشک مین گر نہ اثر ہو تو آہے گاہے
خو سے تیرے نہین پاتا جو کہین جاے قرار / دامن شعلہ مین لیتا ہون پناہے گاہے
خون اُس شوخ پہ اثبات بر پیش قاضی / ہوتے دیکھا نہ کسیکا گواہے گاہے
تو بہ ہم ملنے سے خوبان کے تو کی ہی لیکن / دیکھ لیتے ہین کسیکو سر راہے گاہے
باغبان کا نہ کیا حق نے ہمین شرمندہ / کسی گلشن مین ہیک برگ گیاہے گاہے
جنس دل کی نہ بچے ترک سے ان آنکھونکے / پھرتے غارت نہ مین دیکھی زسپاہے گاہے
فیض ہے عشق کو ہم سے کہ نہو آتش کی / سر فرازی بجہان جز پر کاہے گاہے
اپنی اک آن نہین جرم سے خالی ہیہات / اور بد تر ز گنہ عذر گناہے گاہے
بولے ہے سکے جو آتا ہے مرا کچھ مذکور / اُسکے آگے کسی تقریب سے گاہے گاہے

وہی سودا ہے نہ کوچے مین ہمارے جو شخص
نظر آجاے ہے باحال تباہے گاہے

بجھ عشق کے مریض کی تدبیر شرط ہے / لیکن شفا کو گردش تقدیر شرط ہے
سودا اے دل کو زلف گرہ گیر شرط ہے / دیوانے کے علاج کو زنجیر شرط ہے
نالے تو مین بہت کیے اُس بت کے سامنے / پتھر کے نرم کرنے کو تاثیر شرط ہے
ہو خاک راہ عشق مین تا قدر ہو تری / مس کے طلا بنانے کو اکسیر شرط ہے
کافی ہے اک اشارۂ ابرو ترا ہمین / کچھ عاشقونکے قتل کو شمشیر شرط ہے
دل کی شکست و ریخت کی ہیرے تو لے خبر / ہر گھر کی دیر پائی کو تعمیر شرط ہے
کرتا ہے کس گنہ پر عقوبت ہمین تو یار / تعزیر کے تو واسطے تقصیر شرط ہے
سودا مین اس چمن مین ہوا جون غنچہ دل گرفت / ماتم سرا مین صورت دلگیر شرط ہے

مجھے تجھ زلف کے سنبل سمجھنے مین تامل ہے
کہ قاتل زہر سے کالے کی بھی اک زہر سنبل ہی

عبور اس بحر بے پایان کے کر نہین تردد کیا
گذار عمر کی خاطر قد خم پیر کا پل ہی

کسو کی گوش فہم اے یار شنوا ہی نہین ورنہ
خموشی مین ہماری شور ہے فریاد ہے غل ہی

بکیفیت ہین ساقی جلوہاے برق چشمک ان
خروش ابر سے دمساز کیا آواز قلقل ہی

بنایا صانع قدرت نے تجکو رشک گلدستہ
دہن ہے غنچہ آنکھین گل شہلا ہین رخ گل ہی

زنخدان سیب گلشن حسن قامت سرو یا بوٹا
یہ لب نیلوفری ہی خال کا کل شکل سنبل ہی

چمن مین پیچھے کرنے سے کیا ہے کام سودا کو
گرے گل نقش پاے دوست جس جا وانپہ بلبل ہی

صورت مین مین کہتا نہین ایسا کوئی کب ہے
اک دھج ہے کہ وہ قہر ہے آفت ہے غضب ہے

یوسف تجھے کہ بیٹھے زلیخا تو کہون کیا
عاشق وہ ہوئی وان کہ جہان جاے ادب ہے

کیا چیز ہے وہ دل جسے کہتے ہین الٰہی
اک قطرۂ خون سینے مین آفات طلب ہے

تجھ بن مری نظرون مین یہ تاریک ہی عالم
ہر روز مری آنکھون مین سافر کی سی شب ہے

یعقوب ترے عہد مین یوسف کو جو روتا
کہتا ہین کہ یہ فہم پیمبر سے عجب ہے

اک طرز ہو لٹ جانیکے دل کی تو کہو نین
ہے جو حرکت جان کے غارت کا سبب ہے

توڑا جو مرا شیشۂ دل ہنس کے یہ بولا
مت کڑھ کہ پر از شیشہ گران شہر حلب ہے

دشنام تو دینے کی قسم کھاے ہے لیکن
جب دیکھے ہے وہ مجکو تو اک جنبش لب ہے

کہتے ہین جسے عشق سو وہ چیز ہے سودا
جون ذات خدا جسکی حسب ہے نہ نسب ہے

دل ہو تو نالہ کر سکے تاثیر سنگ ہے
اس سینہ مین معاف ہو تقصیر سنگ ہے

مٹتا نہین لکھا جو نصیبون کا ظاہرا
وہ شے کہ جسپہ کرتے ہین تحریر سنگ ہے

دو ان لبون کو لعل سے نسبت غرض کبھو
آگے انھون کے کچھ کرے تقریر سنگ ہے

حسن بتان کو ہے دل خارا تلک جگہ
شیرین کی جس پہ کھودی ہے تصویر سنگ ہے

بیٹھا ہے اعتکاف مین کس بوجھ بھال سے
اے شیخ کے مرید ترا پیر سنگ ہے

پتھر اوسے چھٹے ہے کوئی ہم سے یہ گلی
کب عاشقون کے منہ کی تدبیر سنگ ہے

اب نسبت ان سے خانۂ دل کو نہ دون کبھو
دیر و حرم کی دیکھ نے تعمیر سنگ ہے

ٹھوکر لگے ہے در سے ترے جائے کسطرح
سودا کے پانوٴن واسطے زنجیر سنگ ہے

کچھ یہ بھی پیش وحشت کاہل زمین ہے — وسعت جہان کی دیکھی تو یک تل زمین ہے
جیتا پھرا نہ جائے کوئی شہر عشق کا — دیکھا تو ملک حسن کے قاتل زمین ہے
مقتول کی تو اپنے لحد کو لحد بجان — ظالم الم کی تیغ سے گھائل زمین ہے
بونے کو تخم عشق جہانمین زمین نہین — ہو چشم آببار تو اک دل زمین ہے
دوری مین سر پہ خاک نہ کی چشم تر کے ہاتھ — دیکھا مین جس جگہ تو وہان گل زمین ہے
کیونکر نہ ملک داری مین باہم ہو کشت و خون — یان زندگی و مرگ کا حاصل زمین ہے
شیشہ دلون کو اپنے نہ وان جاکے پٹکیو، — یارو بشہر سنگدلان سل زمین ہے
یون باز اخذ نور سے ہمکو رکھے ہے جسم — جیسے خسوف ماہ کے حائل زمین ہے
گر ہو نہ دست فکر مین فہم رسا جریب — تو اس غزل کی ناپنی مشکل زمین ہے
آگہ جو قافیہ سے نہ واقف ردیف سے — اسکے لیے قصیدہ کی قابل زمین ہے

مت دیکھ خاکساری سودا بچشم کم
گر آسمان ہے تو تو مقابل زمین ہے

آتش جو عشق کی ہے سو نور بصر مین ہے — شعلہ زبان دراز مری چشم تر مین ہے
آتے نہین نظر مین کسو کے جو ہم تو کیا — عالم تو سب طرح کا ہماری نظر مین ہے
ہے اب جہان مین بدگہری کس ہنر سے کم — عیب اس زمانہ مین جو کچھ سو ہنر مین ہے
حاجی کا جو سخن ہے مرے حق مین ہے وہ مدح — کب رتبہ میری ہجو کا اسکی نظر مین ہے
مجھسے کی پرورش مین رہے کون تجھ سوا — یہ حوصلہ بزیر فلک کس بشر مین ہے
رخصت نہین ہے اپنے تئین ورنہ عندلیب — تاثیر صد ترانہ اک آہ سحر مین ہے
دندان مثال در ہین دہن مین جو یار کے — مصرع مری زبان کا بھی سلک گہر مین ہے
خوان فلک ہی نعمت الوان سے پر تو ہو — قسمت جہان تہان مری خون جگر مین ہے
شمشیر جون ہلال محرم ہے اسکے ہاتھ — شیون دیے کی طرح سے ہر اک گھر مین ہے
جون غنچہ ہو گرہ مین تو گر اس چمن کی سیر — جھمکا ہزار رنگ کا اک مشت زر مین ہے

سودا کی تمخوری سے ہی توبہ بدزبیر خلق، — قاضی بھی فتوی دی ہے کہ خیر اسکے شر مین ہے

تجھ عشق سے سودا کا انکار نظر مین ہے
دیوانہ بکارِ خود ہشیار نظر مین ہے

خاطر مین قیامت کو کیا لائینگے وہ جنکے
جلوہ ترے قامت کا اے یار نظر مین ہے

مستوجب آمرزش ہین وہ زجناب حق
جنکے بجہان اپنا کردار نظر مین ہے

اُنسے جو ہین نابینا وعدہ ہے قیامت کا
بینا کی بہر یک پل دیدار نظر مین ہے

مت پوچھ کہ کس شے پر مے قرض ہے ہا ہین رند
اک شیخ نو ہے کی دستار نظر مین ہے

ہے کوچۂ ہستی مین سو طرح کا الجھیڑا
اک راہ عدم یارو بے خار نظر مین ہے

سینہ سے کھینچے کیونکر عاشق کے خدنگ عشق
جز داغ کہین اسکا سوفار نظر مین ہے

کہتا تھا نہ پھنس اے دل رشتہ مین محبت کے
اس تار کا کب تیرے بستار نظر مین ہے

پوچھا مین عیادت کو چلتا ہے تو سودا کی
بولا کہ ہماری وہ بیمار نظر مین ہے

ہم آج ایک صنم مین غرور دیکھا ہے
نظیر کبر خدا کا ظہور دیکھا ہے

قسم ادے مجلسیو تمکو کہ تیری آمد مین
کسی نے بھی برخ شمع نور دیکھا ہے

کرشمہ پیر مغان کا ہے یہ کہ بر در دیر
نشہ مین آج مین زاہد کو چور دیکھا ہے

کشندہ باپ کا بیٹا ہے باپ بیٹے کا
یہ تیرے عہد مین ظالم فتور دیکھا ہے

نظر تو شیخ کو رہتی ہے من وسلوا پر
پر اپنا رزق بچشم تنور دیکھا ہے

جو پوست تخت پہ ہے خوش گدا وہ شاہونکا
سریر پر نہ کبھو ہم سرور دیکھا ہے

نہین نظر مین ترے وسعت کرم واعظ
مگر ہمارا ہی فسق و فجور دیکھا ہے

کتابی چہرے کے ملا کو حسن معنی مین
کتاب فقہ سوا بے شعور دیکھا ہے

کرے ہے توبہ جو واعظ کی ہرزہ گوئی پہ
مگر بہار کو سودا نے دور دیکھا ہے

کس سے جا اٹکا ہے دل میرا عجب دیوانہ ہے
شور محشر ایک جسکی شوخی جانانہ ہے

وسعت دنیا مین اتنا تنگ یہ کاشانہ ہے
پرتو مہتاب وان موتی کا جسکے دانہ ہے

عکس رو اپنے پہ کچھ آپ ہی نہین مفتون وہ شوخ
جوہر آئینہ تک اس شمع کا پروانہ ہے

کسکی زلفونکے تصور مین ہون یارب روز و شب
دیدہ تو آئینہ مژگان کی جھپک سے شانہ ہے

مزرع امید عاشق ہے تو بیحاصل مگر
اپنی خاکستر مین جو کچھ ہے وہ بے خرمن دانہ ہے

بیقراری دل کی اپنے ہمسے کیا ہووے بیان
برق سے پوچھو تڑپ سے اُسکی جو ہمخانہ ہے

قدر نسمجھے وسعت دل کی نہ شیخ و برہمن
ورنہ دونون کے لیے ہم کعبہ ہم بتخانہ ہے

تا دوئی ہو درمیان لاف آشنائی کا غلط
آشنا اُس سے ہے وہ جو آپسے بیگانہ ہے

نشہ کو ہرگز حقیقت کے نہ پہونچیگا کوئی
جبتلک اے یار خالی عمر کا پیمانہ ہے

تا گریبان اپنے پہونچے جس جگہ دست جنون
نہ فلک وان اک غبار دامن ویرانہ ہے

کیا کہون بیداری طالع کہ ہر یک شب دعا
بخت خواب آلودہ اپنے کیلئے افسانہ ہے

اپنی لیلی کا وہ کچھ مجنون سا رسوا کن نہیں
رازدار عشق سودا زور ہی مستانہ ہے

یان صورت و سیرت سے بت کونسا خالی ہے
پر راہ محبت کی دونون سے نرالی ہے

جلوہ تو خدائی کا دیکھا ہے بتون ہی مین
سمجھوتے کو پھر آگے ایک بات بنالی ہے

اک نگ کے جلوہ نے کھینچا ہے مرے دلکو
صورت تو نہ مین سمجھا گوری ہے کہ کالی ہے

خوبون کے تئین رتبہ کیا حسن نے بخشا ہے
گالی بھی جو وہ دیوین تو شعر جمالی ہے

دل کو تو کیا ٹکڑے اس زلف کے طرہ نے
چنگل سے بلا کے مین اک جان بچالی ہے

عالم مین ترے منہ کو سب بدر سا کہتے ہین
یہ بھی ہے عجب بھلا کہ کیا وہ ڈفالی ہے

تقلید ہماری سے نام اسکا رقیب اپنے
اوراد زبان مت کر یہ اسم جلالی ہے

جب پیر مغان سے مین جا دختر رز مانگی
بولا کی سعادت ہے پر وہ ابھی بالی ہے

تعریف سراپا کب سودا سے تری ہووے
اک وصف مین ابرو کے دیوان ہلالی ہے

ترغیب نجم مجکو وان چلنے کی لے سودا
ق اس یار نے اب ہمسے یہ چھل نکالی ہے

وارد مین ہوا اُسکے کل گھر مین تو یہ دیکھا
تیوری سے چڑھا صورت کچھ اور بنالی ہے

ہر بات پہ ہے میری اور ونسے اشی چشمک
کچھ پردہ کنایہ ہے نوکر پہ جو گالی ہے

غیر اُسکے اشارے سے جب کرنے لگے نوکین
اُٹھا مین یہ کہکر تب یان مرغ کی پالی ہے

ایک اُنمین سے یون بولا کیون جاتے ہو تم بیٹھو
جاؤگے تو یہ مجلس پھر لطف سے خالی ہے

اُس شوخ نے یہ سُنکر بولا کہ خدا سے ڈر
سر پر سے بلا اپنی جون تون کی مین ٹالی ہے

بس غور کر اے نادان جس گھر مین یہ صحبت ہو
وان جا کے خوشی آنا یہ خام خیالی ہے

ہم سے لالچ یہ ارادہ کچھ اگر اسکا ہے
گھر مین جو کچھ ہے سمیت اپنی یہ گھر اسکا ہے

آگے کیا چیز رہی جسکو بتاؤن ہیہات
نہین معلوم جو منظور نظر اسکا ہے

جان تک چاہے اگر وہ تو ہے بندہ حاضر
دل اسی دیوے جو کوئی تو جگر اسکا ہے

کیا مزاج اسکے بتاؤن کہ عجب آتش ہی
شعلۂ طور بھی شاید کہ شرر اسکا ہے

حسن سے اسکے ہوان دونوین دن رات کا فرق
شمس ہمچشم نہ اسکا نہ قمر اسکا ہے

کیا ہے کچھ حسن کو تیر نگہ بد سے خطر
داغ اس دل پہ جو ہے سینہ سپر اسکا ہے

میہمان خانۂ آفت ہی جسے کہتے ہین دل
حلقہ جس چشم کا دیکھا مین وہ در اسکا ہے

مین نہ کہتا تھا دلا اس سے نہ لگ چلنا تو
بات جو سودا کی ملنے نہ ضرر اسکا ہے

ہر کسیکا نہ پڑے کوچے مین ایسے کے قدم
جو دم تیغ نہ چلتا ہو گذر اسکا ہے

شہرہ پایا ہے زبس تندی خو نے اسکی
اسقدر دل مین خلائق کے خطر اسکا ہے

چشم پر آب سے سودا کے نہ ٹپکا کبھو اشک
صورت آئینہ کچھ دیدۂ تر اسکا ہے

اس نے اب فائدہ کیا ہے کہ زبانسے تیری
شام اسکا ہے گلا شکوہ سحر اسکا ہے

حال جو اب ہے یہ تیرا نہین اسکی تقصیر
تخم بویا تھا جو تو نے یہ ثمر اسکا ہے

فکر مین ہجر کے ہر دل وصل کا دن کھوتا ہے
یان محرم ہی مین نوروز سدا ہوتا ہے

پاک میرے نہ کسی دوست نے کی چہرے سے گرد
دیدہ ہے دشمن جان پر مرا منھ دھوتا ہے

کشت و خون آج ان آنکھون سے ہوتے دیکھا
فتنہ سایہ تلے مژگان کے مگر سوتا ہے

عشق شبنم ہے مسلم بگل اے مرغ چمن
ورنہ راتون کو عبث کوئی بھی یون روتا ہے

دانۂ اشک سوا کچھ نہین اس سے حاصل
عشق کا کھیت بہت ہمنے برا جوتا ہے

زیست چاہے تو نجا در بر در اس نوخط کے
طوطی خط انہین بندوق کا وہ توتا ہے

داغ کپڑے پہ لگا ہو تو دھلاؤن یارو
داغ عشاق کے دل کا بھی کوئی دھوتا ہے

جا سے کم ظرف کے دروازے پہ جو اے سودا
حرمت اپنی وہ گدائی کی عبث کھوتا ہے

کیا تنک اپنے کی ہمت سے پڑے کی پوری
کاسہ لبریز کہیں اس سے بھی کم ہوتا ہے

نکلے جو گھٹ سے گھر کی پیاری جو پٹ کے اوجھل ٹھٹک رہا ہی
سمٹ کے گھٹ سے تری درس کو نین مین جیرا اٹک رہا ہی

اُگن نے تیرے برہ کے جب سے بھلس دیا ہے کلیجا میرا
ہیے کی دُھڑکن مین کیا بتاؤن یہ کوئلا سا چٹک رہا ہی

جنھونکی چھاتی سے پار برچھی ہوئی ہو رینین وہ سو رہا ہین
بڑا دہ ساونت من مین جسکے برہ کا کانٹا کھٹک رہا ہی

مجھے پسینا جو تیرے مکھ پر دکھائی دے ہی تو سوچتا ہون
یہ کیونکہ سورج کی جوت آگے ہر ایک تارا چھٹک رہا ہی

ہلور ہی یون لے نہ اُس کی بوند لگ کے پھولونکی پنکھڑی سے
تمھارے کانونمین جسطرح سی ہر ایک موتی لٹک رہا ہی

کہین جو جگ لگ چلتے ساتھ دیتا ہو سطرح کا کٹر ہے پاپی
نجانون منڈرے کے ڈھول ہونین جو مجھسے پلا جھٹک رہا ہی

کبھو لگا ہے نہ آتے جاتے جو بھیڑ ٹک اسے نکالون
سجن جو کانٹا ہی تجھ گلی کا سو پگ سی میری کھٹک رہا ہی

کوئی جو مجھسے یہ پوچھتا ہی کہ کیون تو روتا ہی کہ تو ہمسے
ہر ایک آنسو مرے نینن کا جگہ جگہ سر ٹپک رہا ہی

گنی ہو کیسا ہی وہ بیان جسکا تیرے گنونسے لگا ہی پیارے
گیان پر بتا بھی ہی جو اسکا تو چھوڑا دسکو سٹک رہا ہی

جو بات ملنے کی ہووے اُسکا پتا بتا دو مجھے سُر یجن
تمھارے نینونمین آج برسون سے یہ ہٹو ہی بھٹک رہا ہی

جو مینے سودا سے جاکے پوچھا تجھی کچھ اپنے ہی من کی سُدھ بدھ
یہ رو کے مجھسے کہا کسی کے لٹک مین لٹ کے لٹک رہا ہی

جوہر کو جوہری اور صراف زر کو پرکھے
ایسا کوئی نہ دیکھا وہ جو بشر کو پرکھے

وہ شخص بار خاطر ہرگز نہو سکیگا
جسکا ندیم ہووے اُسکی نظر کو پرکھے

جوہر نہووے جسمین جوہر شناس کب ہے
جو صاحب ہنر ہو وہ ہی ہنر کو پرکھے

دُرِّ سخن کے خواہان وہ یار مین جہانمین
جن مین نہ جھوٹے سچے کوئی گہر کو پرکھے

خاطر مین وہ نہ لاوے رگہاے ابر نیسان
جو قطرہاے اشک مژگان تر کو پرکھے

سچ ہے کہ چشم عاشق معشوق کا ہے معدن
ظالم اگر تو میرے لخت جگر کو پرکھے

درِ سخن کو اپنے پرکھاے آدمی سے
ہرگز نہ کہہ تو سودا ہر جانور کو پرکھے

ولا تو یار کو شمس و قمر لگا کہنے
وہ شعلہ طور کا ہے تو شرر لگا کہنے

سنا ہے مرغ چمن کا تو نالہ اے ساقی
بہار آتی ہے بلبل خبر لگا کہنے

بھرا جو بزم مین یارون نے ساغر عیش
تو اُسکو اہل نظر چشم تر لگا کہنے

بیاض اسکے تو کیسہ جواہری کا ہے
سخن کو جسکے سخندان گہر لگا کہنے

کہے تھا ریختہ کہنے کو عیب نادان بھی
سو یون کہا مین کہ دانا ہنر لگا کہنے

صفا کلام کی میرے ہے شکل آئینہ
بُرے نے اُسکو بُرا دیکھکر لگا کہنے

مجھے تو بحث کا ہرگز نہین کسی سے دماغ | کوئی سخن کو مرے بد اگر لگا کہنے
بسان مہر یہ روشن ہے سارے عالم پر | جہان مین جب سے کہ مین شعر تر لگا کہنے

ہزار طرح کا پڑا مرے تئین سن سن
ہر ایک شاخ پہ بلبل کا گھر لگا کہنے

نہین ہی بحث کا طوطی ترا دہن مجھسے | سخن بھی سن لے تو رنگین تراز چمن مجھسے
سخن مراہی مقابل مرے سخن کے ہے | کہ مین سخن سے ہون مشہور اور سخن مجھسے
مری زبان ہے ملک سخن مین اک خیاط | عروس معنی کا ہو ٹھیک پیرہن مجھسے
سخن تراش مین وہ ہون سنگلاخ زمین | چھوئے نہ تیشہ کو بن پوچھے کوہکن مجھسے
قبول ہی یہ سخن کو مرے کہ وصف کنشت | کرون حرم مین تو ہو شیخ برہمن مجھسے
سخن کے فیض سے اتنا ہوا ہون پہناور | کہ چھار ہا ہے زمانے کا چوکدن مجھسے
سخن زبان کلا مرے کب چھٹے زبانون سے | اگر چھٹے ہے تو چھوٹے مرا بدن مجھسے
سخن کو ریختے کے کون پوچھے تھا سودا | پسند خاطر دلہا ہوا یہ فن مجھسے

کب اسکو گوش کرے تھا جہان مین اہل کمال
یہ سنگریزہ ہوا ہے در عدن مجھسے

ہم ہین وارستہ محبت کی مددگاری سے | سب آزاد ہوئے دل کی گرفتاری سے
سبب غفلت پیری ہی فقط عیش شباب | خواب آ در رہو سحر رات کی بیداری سے
شکوہ ہے جور و جفا کا ترے کس کافر کو | مجھپہ گذرے ہی سو میری ہی وفاداری سے
قطع الفت نہ کرے کب عمل ناہموار | جوب سی چیز تو ہوتی ہے دو نیم آری سے
ایک مین ہی نہ تمھارا ہون جہانئین عاشق | جور کرنے سے ہو خوگر تو میان یاری سے
مے پرستی ہے مری باعث آمرزش خلق | توبہ صد قوم نے کی ہر مری میخواری سے
کام دل جب تئین تجسے ہو ہمارا حاصل | کام اپنا تو ہوا جاے ہے بیکاری سے
تجھ طلب مین یہ کھو آپ کو مینے کہ ندان | طالب اپنا مین ہوا تیری طلبگاری سے

پہوچے گر شہر بتان مین تو پرے اے سودا
رہیو بازار محبت کی خریداری سے

خورشید و مہ نے پیارے تجھ پر بہ بینوائی | ریش و بروت و ابرو سب کو صفا بتائی

سر کی خبر نہ تن کو تن کی نہ سر نے پائی — اے تیغ عشق تیری اللہ رے صفائی
بت اپنے کے مقابل صورت نہ سے دکھائی — ہو اک طرف اگر وہ اور اک طرف خدائی
کوچے سے شیخ اسکے گذرا تو دیکھتے ہی — جز سجدہ کرتے اسکو کچھ اور بن نہ آئی
اسلام و کفر کی یان کسکو ہے پاس خاطر — رندی تو کی حرم مین جا دیر پارسائی
منت تو لاکھ کیجے پر جو غرور دان ہے — منت غریب اسکے عہد ایسے کب بر آئی
تا ناخن ہلال نہ عید کھتے دیکھا — تیوری کی گانٹھ اسکے کھلتے نظر نہ آئی
آنکھونمین تم ہمارے جبتک تھلے ملے تھا — رونے نے دمبدم کی وہ بات ہی ڈبائی
بد بر نہو جو شکوا اسے جا کرون مین تیرا — کچھ اپنے تئین اسی مین مطلب کی گت پائی
کرتا ہون جانفشانی کیا کیا رقیب پر مین — لیکن نہین ہے اسکو کچھ پاس آشنائی
تھی سرد مہری اسکی آب حیات دل کو — جھوٹے پتا کے نے تو کچھ آگ سی لگائی
گردش سے بخت کی یون ہمخانہ یار سے ہون — جون وصل و ہجر کو ہے گھر بار کی جدائی
رکھون قدم نہ اسکے کوچے مین گو کہ کچھ ہو — مجکو تو ان نے اپنے سر کی قسم دلائی
بندے کے حال کی تو ناصح کو کب خبر تھی — پھر سوتی پھر یہ کنے میرے لیے جگائی
منت سماجت الحاح سب کچھ کیے پر اپنی — یارو کسیطرح سے امید بر نہ آئی
اب طشت و تیغ لیکر جاتا ہون پاس اسکے — اک بار رہگئی ہے یہ بخت آزمائی
ق وقت اخیر سودا بالین پہ اسکے رو رو — بیٹھا ہوا کہے تھا ہر دوست یا ربھائی
مرضی اگر ہو تیری جا اسکو ہم لے آدین — وددی نے جسکے تیری صورت یہ کچھ بنائی

سنکر یہ بات بولا اتنا ہی آہ بھر کر
ہے نزع مین اذیت بیمار کو دوائی

تری آنکھون نے نرگس سے چمن مین یار ایسی کی — کہ اب بجتے نہین آتے نظر بیمار ایسی کی
تری دوری بہار باغ جو کچھ مجھسے کرتی ہے — خزان نے کس چمن مین باگل و گلزار ایسی کی
نظر بھر دیکھ جانین نتھا افشاے راز دل — مجھے کر منع کس آسان کو تین دشوار ایسی کی
وفا اگلی کا شاکر ہون جفا کا ابکی شکوہ کیا — بہت روزون جو ویسی کی تو دن دو چار ایسی کی
جو دیکھے زاہد اسکو دے در میخانہ پر دھونی — مغان نے دختر رز اس برس تیار ایسی کی
جدائی سے مجھے اے دوست خوگر کر جدا کرنا — کسی دشمن سے دشمن نے نہین اے یار ایسی کی

گنہ میرا نہیں جو تیرے دلخواہ ہونے کی میںنے
نہ دیکھا جب میں کچھ چارا تو پھر ناچار ایسی کی
رکھی طرح ملاقات اُس سے غیرونکے بھی ملنے پر
گوارا جو نہ تھی دل پر سو وہ ہموار ایسی کی

بیک نقد محبت جنس دل ملتی نہیں سودا
تبان نے داغ دے دے کر خراب و خوار ایسی کی

جدی جدی بجہان آن بان ہے سبکی
پہ مشت خاک مین جا کہ ندان ہے سبکی
سمجھ نہ دوستی مین زندگی خضر کا طول،
کہ عمر دوستی تا امتحان ہے سب کی
زبان وہی ہی کہ ملنے مین جسکے ہو کچھ فیض
وگرنہ یون حرکت مین زبان ہی سب کی
ستلع دین سے مین اپنی ہون اسلیے بیفکر
کہ ذات حق جو ہے وہ پاسبان ہی سبکی
جو ناز پوچھو تو دل لے ہی چھین ہر اک سے
ادا جو دیکھو تو خواہان جان ہی سبکی
مآل مردم ماضی و حال و استقبال
سنا تو ایک سی کچھ داستان ہی سب کی

نہ دیر و زود پہونچنے کا شکوہ کر سودا
تنور ایک فلک جس مین نان ہی سبکی

نگردہ دید کو آیا تھا باغ مین گل کے
کہ بو کچھ اور نہ مین پائی دماغ مین گل کے
عدو ہی ہو سبب زندگی جو حق چاہے
نسیم صبح ہے زد عمن چراغ مین گل کے
چمن کھلین ہین بہونچ بادہ لیکے اے ساقی
گرفتہ دل نہ مجھے مست کر ایاغ مین گل کے
نہیں ہے جاے ترنم یہ بوستان کہ نہین
سوائے خون جگر مے ایاغ مین گل کے

علی کا نقش قدم ڈھونڈھتا ہی یون سودا
پھرے ہے باد سحر جون سراغ مین گل کے

عارض پہ حسن خط سے دمک کیا ہی نور کی
یہ دود لڑ رہا ہے تجلی سے طور کی
طوفان طرازی مژہ عاشقان نہ پوچھ
کچھ آبرو رہی ہے نہ چشم تنور کی
پاس اب ہمارے نکہت گل کو نہ لا نسیم
دل سے ہوس چمن کی اسیرون نے دور کی
مین نخوت تبان کو دلا تجھ سے کیا کہون
فرعون کھاے تھا قسم انکے غرور کی
تیری گلی کے بیچ جو خواب عدم مین ہین
انکو طنین پشہ ہے آواز صور کی
معمار نے ازل کے فراموش کی مگر
جا گہ بنائی خانۂ دل مین سرور کی
محرم فقط تسلی کے دینے سے کیا حصول
گر فکر ہو سکے تو دل ناصبور کی

توبہ چمن مین بادہ سے کن نے کی ای صبا
غنچہ کے تین ہر ایک صراحی جو چور کی

کم مت سمجھ تو شاہ گدائے ضعیف کو
وان قدر ایک سی ہی سلیمان و مور کی

سردی کو نزد شیخ زمستان مین دخل کیا
گرمی ہے ایک ریش مین وان سو سمور کی

سودا کو عاشقی سے رکھا چاہتا ہے باز
ناصح نصیحت اپنی سے خوبی شعور کی

بولو نہ بول شیخ جی ہم سے کڑے کڑے
یان چیت کیے ہین اس سے عمامہ بڑے بڑے

کیا میکدے مین آن کے چومے گا تلسب
ہیرے نگلے اُسکی ضد سے تو اب ہم کھڑے کھڑے

قامت نے تیرے باغ مین جا خط بندگی
لکھوا لیا ہے سرو چمن سے کھڑے کھڑے

لگ جا گلے سے اب تو مرے یار کیا ہوا
دو روز دوستی مین جو باہم لڑے لڑے

کیا قدر دل بتان کو جنھون کے گلے کے بیچ
دل خاک ہو گئے ہین کدورن پڑے پڑے

ازبسکہ تنگنا ہے گذرگاہ آخرت
جاتے ہین اُسطرف جو کہ دمہ چھڑے چھڑے

دندان دہن مین وقت تبسم نہ دیکھے ہم
موتی سے کچھ ہمین نظر آئے جڑے جڑے

بوسہ نہین تو گالی ہے گالی نہین تو مار
عاشق نہین ہین منڈ چڑی جس پر اڑی اڑے

سودا کے ہوتے وامق و مجنون کا ذکر کیا
عالم عبث اکھاڑے ہے مردے گڑے گڑے

وہی جہان مین رموز قلندری جانے
بھبوت تن پہ جو ملبوس قیصری جانے

غلام اسکی مین ہمت کا ہون کہ جو اپنے
جگر کے خون کو خوان تونگری جانے

فہیم ہے وہی آفاق مین ترا جو یائے
آکہ جسمین پائے تجھے اُس کا سچھ ریری جانے

نہ بیع کرم ری یا خواجہ شکم پرور
کہ تجھ سوا نہ کوئی بندہ پروری جانے

جو خار راہ طلب مین ہوا ہو دامنگیر
غیور اسکو بہ از خضر رہبری جانے

پڑا ہے پالے ایک ایسے کے دل کہ جو نادان
وفا کی راہ نہ رسم ستمگری جانے

بتان کی دید سو اکب ہے تجکو بینائی
وگرنہ دیکھے تو جس زشت کو پری جانے

نگاہ لطف تری جن نے پھرتے دیکھی ہو
وہ بازگشتی اُسی تیر کی سری جانے

زبان دہن مین تو غنچے کے بھی ہے کیا لازم
کہ جسکے منہ مین زبان ہو سخنوری جانے

ورسخن کو تو غواص بحر معنی پائے
وگرنہ کیسی ہی کوئی شناوری جانے

اِچلئے جو میکدہ زاہد تو دون تجھے وہ جام
کہ دون مرتبہ تو جم کی ہمسری جانے

جہان مین قصہ یوسف ہے آئینہ کیسر
پدر کا درد نہ جہر برادری جانے

نہ معجزہ نہ کرامت لگے نہ کشف اسکو
کرشمہ وہ جو تری چشم ابھری جانے

سخنور اب یہ ہین جسطرح آپ کو کوئی
گہر کسی کا پڑا پا کے جوہری جانے

گداز دل نے کیا ہے مرا طلائی رنگ
وہ طالب اُسکا ہے جو کیمیا گری جانے

ہے سادہ لوحی پہ اس دل کے آئینہ حیران
جو تیرے عہد کو سد سکندری جانے

ترا مقال رہ دین سے دور ہے اے شیخ
مرید گو اُسے قول پیمبری جانے

تبان سے نفع کوئی کیا لے جنس دل کو بیچ
جو جی بچے تو یہ قسمت کی یاوری جانے

ق
کسی گدا نے سُنا ہے یہ ایک شہ سے کہا
گرون مین عرض گر اسکو نہ سرسری جانے

امور ملک مین اول ہے شہ کو یہ لازم
گدا نوازی و درویش پروری جانے

مقام عدل پہ جسدم سریر آرا ہو
ہر ایک خورد و کلان مین برابری جانے

وہی ہو رائے مبارک مین اُسکے گوشہ نشین
کہ جسمین عامہ خلقت کی بہتری جانے

ملازمون سے نہ لاوے یہ اسکو بر سر کار
کہ جس سے کار خلائق کی ابتری جانے

چمن ہی ملک و رعیت ہے گل اُنھون کے لیے
بسان ابر بسر سایہ گستری جانے

ہمیشہ جود و کرم مین سمجھ ہر ایک کی قدر
مساوی از امرا تا بہ لشکری جانے

بجا جو طرح سپاہی دے اُسکو سمجھے مرد
نہ یہ کہ مرنے کو بیجا سپہ گری جانے

جو شخص نائب داور کہاے عالم مین
یہ کیا ستم ہے نہ آئین داوری جانے

سوائے ان سخنون کے جو تاج زرین کو
خیال اپنے مین سر دھر کے سروری جانے

یہ فخر تاج تو یون نزد فہم ہی جسطرح
خروس آپ کو سلطان خاوری جانے

غرض یہ وہ غزل قطعہ بند ہے سودا
کہ اسکی قدر کوئی کیا جز انوری جانے

مرے ملنے کی اسکو تب ہوس ہووے اگر ہووے
کہ مجھ مین یک رمق باقی نفس ہووے اگر ہووے

کمال اشفاق کا لازم نہین دل کی تسلی کو
ہمین تو یک نگاہ لطف بس ہووے اگر ہووے

زمین کشت امید اپنی ہو سرسبز کیا معنے
جو بوؤن تخم گل تو خار و خس ہووے اگر ہووے

فلک کو وعدہ مجھ قسمت سے گر ظل ہما کا ہو
تو سر پر سایۂ بال مگس ہووے اگر ہووے

چمن گم کردہ فصل گل مین وہ آوارہ بلبل ہون
کہ جسکا آشیان کنج قفس ہووے اگر ہووے

نہین شایان زیب گنبد دستار کچھ زاہد
مگر مسواک ہی اُس پر کلس ہووے اگر ہووے

بکر ترغیب نعمات جنان خاموش اے واعظ
غنیمت ہے جو وان قوم وعدس ہووے اگر ہووے

نہووے سلطنت ملک سخن کی دزد معنی کو
جو اختر چور کا چمکے عسس ہووے اگر ہووے

پہونچ سکتا ہے یان کوئی چھٹ اُسکے داد کو اپنی
وہی بیداد گر فریادرس ہووے اگر ہووے

وہ کب ہمپائے محمل اپنے ہونے دیوے سودا کو
مگر دنبال آواز جرس ہووے اگر ہووے

ہمارے کفر کے پہلو سے دین کی راہ یاد آوے
صنم رکھتے ہین جسکو دیکھکر اللہ یاد آوے

پیام اب تو دیا ہے نامہ بر کو آگے یا قسمت
دوچار اُس سے ہوئے پر خواہ بھولے خواہ یاد آوے

نہ پیوے چشمۂ آب بقا پر تشنہ لب پانی
زنخدان کا کسی کے گر اُسے وان چاہ یاد آوے

لگے کسطرح جی فردوس مین تجھ بن کہ یہ چہرہ
خدائی محو ہو خاطر سے جسدم آہ یاد آوے

برہمن آکے گر دیکھے ترے روے مخطط کو
تو پوتھی بھولکر اُسکو کلام اللہ یاد آوے

اگر کیسا ہی کوئی مہروش چھت چڑھ رہا ہووے
جہان تاریک ہو نظرون مین جب وہ ماہ یاد آوے

فراموش اب کرے کیونکر نہ سودا شعر کہنے کو
کہ جو شخص آپ کو بھی گاہ بھولے گاہ یاد آوے

غنچے سے مسکراکے اُسے زار کر چلے
نرگس کو آنکھ مارکے بیمار کر چلے

پھرتے ہو باغ سے تو پکارے ہی عندلیب
صبح بہار گل پہ شب تار کر چلے

اُٹھتے ہوئے جو دیر سے لی مدرسے کی راہ
تسبیح شیخ شہر کی زنار کر چلے

آئے جو بزم مین تو اُٹھا چہرے سے نقاب
پروانے ہی کو شمع سے بیزار کر چلے

آزاد کرتے تم ہمین قید حیات سے
اُسکے عوض جو دل کو گرفتار کر چلے

اُٹھکر ہمارے پاس سے گھر تک قیامت کے
پہنچے گا وہ کوئی جو ہمین مار کر چلے

لو خوش رہو گھر اپنے مین جس شکل سے ہو تم
دوچار نالے ہم پس دیوار کر چلے

اندوہ و درد و غم نے کیا عزم جب ادھر
ہم کو عدم سے قافلہ سالار کر چلے

سودا نے اپنے خون کی دیت مین تئین یک نگاہ
چاہی تو اپنی بات سے انکار کر چلے

پیارے خدا کے واسطے ٹک اپنے دل کے بیچ
انصاف تو کر دیکھ کسے مار کر چلے

نہین معلوم اس سینہ مین کیا جون شمع جلتا ہے — دھوان نوک زبان سے بات کر نہین نکلتا ہے
گھڑی گھڑیال کی سن سنکے میرا جی دہلتا ہے — چلی آتی ہے وہ ہی رات جون جون دن یہ ڈھلتا ہے
سودا تو لیگئی دل کو پر اسکا ناز اے محرم — بغیر از جی لیے کافر مری چھاتی سے ٹلتا ہے
برنگ شیر اشک آنکھون سے میرے جوش مارے ہے — زبس ہر استخوان اب آتش غم سے پگلتا ہے
اثر نے آہ مین ہر چند نے تاثیر نالے مین — پر اتنا ہے کہ ان دونون سے میرا دل بہلتا ہے
مرا وعدیکی شب تا صبح اندوہ تذبذب مین — پڑا ایک ایک دم جب سینے کے اندر دل اچھلتا ہے
مجھے تشنیع کیون کرتا ہے ناصح یہ جو آنکھین ہین — بس ان خانہ خرابون سے کسو کا کچھ بھی چلتا ہے
خیال خنجر مژگان مین یہ احوال ہے دل کا — کہ جیسے صید کو شاہین کا چنگل مسلتا ہے
خبر لے جلد سودا کی وگرنہ مین یہ دیکھون ہون — سرھانے اسکے بیٹھا ہاتھ سے تو ہاتھ ملتا ہے

سینے مین ہے یون دل کو ایام گرفتاری — طائر کو قفس مین ہو جون شام گرفتاری
صیاد نہ مجھ تک ہے نالہ نہ مرا اُس تک — مجھ سا نہ کوئی ہوگا ناکام گرفتاری
دل قید حیات اندر کتنا خوش و خرم ہے — یارو یہ ہوا وحشی کیا رام گرفتاری
خوگر کو اسیری کے ہے ظلم رہا کرنا — خوشتر ز چمن اسکو ہے دام گرفتاری
دل حال بد اپنے کا آغاز کر شکوہ — ہوتا ہے کچھ ایسا ہی انجام گرفتاری
یارب مرے ناصح کو دکھلا دے جھلک اسکی — دیتا ہے بہت مجکو الزام گرفتاری
ہر چند اسیری مین ایذا ہے بہت لیکن — صیاد کی شفقت ہو آرام گرفتاری
سودا کو نہ سمجھوگے عشاق مین تم اپنے — آزاد کو مت کیجو بدنام گرفتاری

ہر ایک شے مین سمجھ تو ظہور کس کا ہے — شرر مین روشنی شعلے مین نور کسکا ہے
دماغ خلق پر از کبر ہے مین حیران ہون — یہ مشت خاک مین اتنا غرور کسکا ہے
جو کچھ جہان مین ہے وہ فرق ہے تعین کا — سخن مرا نہ سمجھنا قصور کسکا ہے
یہ سمجھین ہین کہ تو خالق ہے اور ہم مخلوق — ترے گناہ سمجھنا شعور کسکا ہے
جہان کے بزم سے یارو کسیکا اٹھ جانا — یہ کون جانے کہ نزدیک اور دور کسکا ہے
صفائی چہرے پہ نازان ہے آئنہ تو دیکھ — یہ زیر زلف سے پیارے عبور کسکا ہے

سکھے ہے تند نظاری تجھے ابھی سودا
ترا سا مرتبہ اُسکے حضور کسکا ہے

نہ نرگس کی پلک تیرے تماشا نے ہی جھپکائی
تو وہ گل ہو کہ جس گل کا ہر اک گل ہے تماشائی

تمیز خوب و زشت اے مہرباں کب عشق نے پائی
محبت میں سبھی یکساں ہیں جسکی جس سے بن آئی

مری تیری سی نسبت گو گل و بلبل بھی رکھتے ہیں
ترا جلوہ مراد لکش ہے اسکا گل کی زیبائی

برائے خوش قداں ہو جنس جاں خرچ ضروری کہ
جو نقد دل تھا سو تو کر چلے ہم خرچ بالائی

سمجھ کر بول جو بولے نہیں پھر بازگشت اسکو
سخن بیروں لب منہ سے ترے جبدم زباں لائی

نہیں ہو گھر کوئی ایسا جہاں اُسکو نہ دیکھا ہو
کنہیا سے نہیں کچھ کم صنم میرا وہ ہرجائی

بغیر از گور زاہد گنج تنہائی کہاں سو بھی
نکیر و منکر اُس جا ہوں تو پھر معلوم تنہائی

محبت کی کروں بھج بل کی میں تقریر کیا یارو
ستم پر بت ہو تو اسکو اُٹھا لیتا ہو جوں رائی

بجز خون جگر ساقی نہ دیکھا واسطے اپنے
کہ مے جام بلوریں میں ہو زیر چرخ مینائی

جھکایا تھا مجھے زاہد نے کوچہ رنج دنیا کا
مغاں نے راحت دنیا کی محجوبات تبلائی

ثمر ذلت ہے خواری برگ ہر اک شاخ بدنامی
بوئے مہر بتاں دل میں کہ تخم نخل رسوائی

کہیں ہیں یار یوں مجھسے عجب ہی لطف ہے سودا
چمن میں سنبل و گل نرگس اکی دے ہے دکھلائی

پہ اس سی کیا کہ تیری زلف نے عارض نے آنکھوں نے
پیارے بانٹ لی باہم مری آنکھوں کی بینائی

جب اُن آنکھوں کا غمزہ بر سر بیداد آتا ہے
قضا کا قتل عالم کی لئے اسناد آتا ہے

خیال لب سے ہی یوں تقویت دلکو کہ دارو کا
اثر جیسے طبیعت کیلئے امداد آتا ہے

ستایا ہو برس کر اُسکو کس عاشق کی مژگاں نے
کہ یوں ابر سیہ کرتا ہوا فریاد آتا ہے

دہن غنچہ کا جب وا دیکھوں ہوں گوش گل پہ گلشن میں
تو اپنا درد دل کہتا کسو سے یاد آتا ہے

نہیں کچھ دل کے زمانے کا میری آہ میں جوہر
وگرنہ آب کر دینا اسے فولاد آتا ہے

عروس معنی کی تصویر کھینچ آتی ہو سودا کو
کوئی خاطر میں اسکے مانی و بہزاد آتا ہے

زیست قاتل سے مری تجھ بن اجل بدنام ہے
سینے میں موج نفس اک تیغ خون آشام ہے

شب نہ تنہا بیقراری سے مجھی کو کام ہے
نور شمع اس شوخ بن جوں برق بے آرام ہے

بسکہ سو جا سے نگاہ شوق نے پیدا کی راہ
دیدہ مشتاقونکا تیرے پردہ بادام ہے

اعتبار اوج خس کتنا میان گرد باد
کیا ہے وہ جو سر فراز گردش ایام ہے

مشت کو عریان تنون کے فیض سے خالی نہ پوچھ
جب گرہ سے چاہو گوہر کے درم اور دام ہے

عشق کے انجام سے دلکو ہے غفلت اسطرح
جیسے وہ ماہی کہ دریا مین میان دام ہے

مے خوری موقوف اپنی کچھ گل و مل پر نہین
لالہ سان لبریز خون میرے سے میرا جام ہے

وصل کے وعدہ نکی شادی مین کھایا آپ کو
واسطے اپنی غذا کے غم سے قرض دوام ہے

مین کہا سودا سے نسبت اور ونکے لب ترا
کیا ہے تو جسکے لیے رسوائے خاص و عام ہے

سنکے یہ بولا کہ نادان چشم پروانہ سے دیکھ
صبح کی مشعل سے روشن تر چراغ شام ہے

یان جو ہون خاموش سو تیری ندامت کیلئے
ورنہ شکوون کے ذخیرے ہین قیامت کیلئے

نازبرداری کی ہاتھی تب بھرون دلکی کمر
دم دلا سادے بندھالون استقامت کیلئے

دولت عشق اسکی شایان ہو کیا ہے جسکو خلق
ملک جانبازی کی خالق نے نظامت کیلئے

ذکر کیا سرو صنوبر کا ترے قد کے حضور
ہو قیامت بھی اقرینہ تیرے قامت کیلئے

آنکھ اٹھا کر دیکھ تو اے یار میری بھی طرف
کب سے ہون مین منتظر صاحب سلامت کیلئے

کھاکے تیہا اسکے کوچے سے نہ بڑھ کہتا ہو مین
دو قدم بھی کم نہین اے دل ندامت کیلئے

حرف واعظ مجکو مسجد مین تو لایا ہے و لے
ہے اذان ہر وقت کی مانع اقامت کیلئے

زخم سینہ کا تو بھر آیا ہے لیکن داغ دل
رہ گیا ہے دوستی کی یہ علامت کیلئے

اسکے کوچے مین تو کیون جاتا ہے اے سودا اگر
عشق کی سر اپنے لینے کو ملامت کیلئے

نہ غافل رہ زمانے سے بسر لیجا بہشیاری
کہ خواب پاسبان ہو گرگ کی طالع کی بیداری

یہ آنکھین جون صدف کب ابر نیسان پر نظر رکھین
عطا اسکی نہ باندھین گانٹھ جو دریا کہ ہین جاری

نہین روشندلان کو وسعت روزی زمانہ مین
کہ سر کو نان گا ہے پاؤ کہ آدھی گئے ساری

ہوا زاہد کو عشق خوش لبان پیری کے عالم مین
لگی ہے آتش یاقوت سے سینہ مین چنگاری

نہ رکھا داغ دل نے تن بدن پیری سے کچھ مجھ مین
بغل کے چور کی جون شمع کبتک ہو خبرداری

مداوا زخمی تیغ زبان کو نفع کیا بخشے
نہین ہر مرہم پذیرا اے یار جسدم زخم ہو کاری

شہید رسم ملک عشق ہوں سودا اگر لیتے ہیں
جہاں جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہگاری

کیا جانیے کس کس سے نگہ اُسکی لڑی ہے
خنجر دست قضا ساخت نہ سمجھوں میں کسیکی
نگہ بھی ہی نہیں چوٹ مرے دل کی تری ہاتھ
ہے خوبی دندان دہن خوبوں میں لیکن
مت سمجھو کہ ہے گوشہ نشیں بہر عبادت
بے بادہ و ساقی جو چمن ابر سے ہے
ہیں حال کہوں کس سے ترے عہد میں اپنا
کوچے میں ترے کیا کہوں اللہ ری کثرت
محکوم تصور کی مری ہے تری صورت
ٹھہرا ہے تری چال میں اور زلف میں جھگڑا

جس کوچے میں جا دیکھو تو اک لوتھ پڑی ہی
کب تیغ نگہ تیرے ہتھوڑوں نے گھڑی ہے
اس نرد کے یہ عشق کی بازی میں اڑی ہی
بتیسی کہوں اُسکی کہ موتی کی لڑی ہے
خم رز کے تلے شیخ کی شاید کہ گڑی ہی
برسا ہے تگرگ آج کہ ایک بار جھڑی ہے
روتے ہیں کہیں دل کو کہیں جی کی پڑی ہی
یہ حسن کا شہرہ ہے کہ پیروں کی چھڑی ہے
آگے مری آنکھوں کے شب و روز کھڑی ہی
ہر ایک یہ کہتی ہے اٹک مجھ میں بڑی ہے

گو پیر ہوئی شاعری سودا کی جوانو!
تم سے نہ کھنچے گی یہ کمان سخت کڑی ہی

جسکے دل کی تری زلفوں سے میاں لاگ لگے
جب مری آتش دل کو نہ بجھا دے کوئی
بوسہ مانگا میں تو بولا وہ کہ سبحان اللہ
دل گرا ہے جو کسیکا ترے آگے جس وقت
جنسیت شرط ہے صحبت کے مزے کو ورنہ
سبزی دستہ کی سیہ گر نہ کرے شیخ کی ریش

اُسکی نظروں میں جو رسی بھی ہو تو ناگ لگے
اپنی بھاویں دو جہاں جل بجھے وہ آگ لگے
منہ لگانے سے مرے تجکو بھی یہ بھاگ لگے
کانوں میں تیری تو اُس وقت کا وہ راگ لگے
لون کو فائدہ شیرینی کا گویاگ لگے
کیا تماشا ہو کہ سوئے کا سا وہ ساگ لگے

ایسی مجلس میں نہ لیجا دے خدا سودا کو
طوطی کے آگے جہاں بولنے ہر کاگ لگے

قدر دل سمجھو نہ پھر ہاتھ آئیگا یہ جب جا چکے
جان بھی دیجے جو اس جینے کا اب جھگڑا چکے
خط کے آئے پہ جو تم کرتے ہو ہم سے اختلاط

چھٹ گئے وہ پھنستا نہیں جو دام میں مرغ آچکے
دین و دل کھو کر میاں اپنی سزا ہم پا چکے
کیا سلوک اگلے تمھارے دیکھے ہم دھلا چکے

یہ نوید آمد کے پیارے مجھسے مجکو لیگئے
آپ مین آیا مین تب آ کتنا کے جب تم جا چکے

تیغ ابرو کو نگہ کو تیر مژگان کو چھُری
قتل عالم مین رہا اب کیا کہ تم بندھوا چکے

گوش زد اسکے کیا اعدا نے میرا حرف عشق
کیا رہا گھر جلنے مین اب آگ وہ سُلگا چکے

کچھ علاج ایسا بتا سودا کہ دل چھوٹے کہین
یار کے ہاتھون بہت خون جگر ہم کھا چکے

خوب واقف ہین محبت کے وہ سر رشتے سے
حسن اور عشق کے جنکو ہے خبر رشتے سے

سب تن زار ملا آہ کے سر رشتے سے
سوزن گم شدہ جو آئی نظر رشتے سے

پشم انکی نہو جز حق کے کہین محب رائی
باندھین ہین فقر کے جو شخص کمر رشتے سے

دل عشاق مسلسل ہین بہر یک سر مو
تیرے جس دن سے گندھے گئے گہر رشتے سے

کھلے کب بال چمن مین کہ قفس مین ہین بند
بندھے تھے وان بھی رگ گل کے یہ پر رشتے سے

توڑ کر نخل محبت سے جو پھر باندھے دل
یون ہے جون شاخ سے باندھا ہو ثمر رشتے سے

چاک ملنے کا نہین جیب کا میرے جون گل
ناصحا تو تو سیئیے شام و سحر رشتے سے

سینے مین قید علائق سے جو دل ہے آزاد
ہے صدف بیچ مبرا وہ گہر رشتے سے

سوجھے ہے دور کی کیا ہمسے چھپا ہے ناصح
ہے پرے طول امل کی یہ نظر رشتے سے

جکڑے زنجیر کے سودا نرہیگا پیارے
ٹھہرے تب ہی بندھے الفت کے اگر رشتے سے

دل اس سینہ مین ہے یا قطرۂ سیماب ہے کیا ہے
قفس مین مرغ ہے یا ماہی بے آب ہے کیا ہے

جھلک جس شوخ مین ذرہ نہو نور محبت کی
اگر خورشید ہے کیا ہے وگر مہتاب ہے کیا ہے

پہونچ ساقی کہ شیشے مین نہین مین جانتا تجھ بن
مے گلگون ہے یا دل کا مرے خونناب ہے کیا ہے

ترا شہرہ عدو سے خواب ہے اتنا کہ سوچون ہون
فلک پر ماہ ہے یا دیدۂ بیخواب ہے کیا ہے

سنا کرتے ہین نام آبرو مدت سے دنیا مین
خدا جانے خزف ہے یا در نایاب ہے کیا ہے

پڑی جب کشتی دل عشق کے دریا مین خطرہ کیا
اگر گرداب ہے کیا ہے وگر غرقاب ہے کیا ہے

نظر مین انکی وہ جو دست برداران مطلب ہین
کوئی خان ہے اگر تو کیا وگر نواب ہے کیا ہے

سنے ہے شعر جب میرے تو چین ابرو ہو کہتا ہے
کیا مین فرض وہ شعر و سخن کا باب ہے کیا ہے

تجھے آزردہ دل اس بزم مین پاتا ہون اے سودا
نہین معلوم تجھسے کاوش احباب ہے کیا ہے

نہین وہ بولتے انہین خبر جنکو ہے کچھ دھر کی
سنی جو بیر کی کہتے ہین اور سیکھے ہوے گر کی

ہین دیکھی دشمن ایمان لٹک بل گوش مین ڈر کی
نگاہ شرمگین کے کیا کہون جادو کی تھی بر کی

شب و روز اپنی نظرون مین جہانکو چھان مارا ہی
نہین دیکھا پر ایسا حسن گردش مین مہ و خور کی

انھین طبل و علم بخشا ہے چرخ سفلہ پرور نے
صدا سے کرنا جنکے بگوش فہم ہے پر کی

چلا آیا وہ ظالم اس لٹک سے رات مجلس مین
خبر رقاص و مطرب کو رہی نے تال ذ سر کی

جو یون لاٹھی دکھانا ہون تو دانت اپنی نکو سے ہے
رقیب آگے ترے دے ہے مجھے بندر کی سی گھڑکی

چڑھا پھر شیخ مرکب سر کو رند ہنستے ہین
مریدون کے لیے ہے توتیا خاک اسکی ہر گھر کی

تراشا ہین باین خوبی ز سر تا پا بت اپنے کو
کہ سنگ آستان میرے کو پوجے قوم آزر کی

کمیت خامہ تازی ہے ترا پر کیا کہون سودا
چلاوے سے تمام اسکی عراقی ہو گئی ترکی

چاہنا بزم تعیش کا ہوسناکی ہے
دشمن دور قدح گردش افلاکی ہے

گذر انسان کا یہان سے جو بجا لا کی ہے
جون کمان موج ہوا حیلہ ہے یہ خاکی ہے

زخم شمشیر سے جو دوست ہین لذت یاب
درگذر کرنی اون اشخاص سے سفاکی ہے

یہ تو بو طرۂ سنبل مین نہین ہے سچ کہہ
زلف کی کسکے صبا تونے گرہ وا کی ہے

سر کو ٹھراگے مصلے پر جو بیٹھا ہے شیخ
کچھ مراقب نہین بینک مین ہے تریاکی ہے

عشق وہ شے ہے کہ معشوق سے دل عاشق کا
شکر لبریز جو ہووے تو زبان شاکی ہے

ہوش مین کیونکہ وہ حکاک رہا ہے جسکے
ہاتھ سے لعل لب یار پہ حکاکی ہے

زاہدا حور بہشتی پہ تری تو ہے نظر
ہمنے بھی میکدہ مین دختر رز تاکی ہے

عزم کعبے کا تجھے حرج بڑا ہے سودا
دل مین تین گبر و مسلمان کے اگر جا کی ہے

عاشق کو نہ کر پیار جی سے
پر اسکو نہ مار یار جی سے

جاؤن باخویش و قوم اپنے
صدقے مین ترے ہزار جی سے

گذرے ہے جو مجھ پہ خط سے تیرے
جاوے گا نہ یہ غبار جی سے

تجھ سے کو جو عندلیب دیتے
دے گل کو وہین اتار جی سے

مین قول دیا نہ ملنے کا لیک
جون صبر گیا قرار جی سے

تجھ پر سے نثار لعل و گوہر
سودا نے تو سب کچھ اب بسارا
مجھ پاس تو کچھ نہ تھا نہ ہے اب

کرتے ہین سب اے نگار جی سے
کیجو تو یہ اعتبار جی سے
آبھی مین ہوا نثار جی سے

انصاف کی شرط تو یہی ہے
تو بھی اسے مت بسار جی سے

تازہ تعلق نہین اس دل کو الم سے
شربت ہے مجھے زہر غم ہجر کہ میری
باس آتی ہے گلزار محبت سے لہو کی
بازار محبت مین بنوست کا بہا کیا
محراب حرم سے ہمین کیا کام ہے زاہد
ثابت ہو مراحق و فا روز قیامت
کوٹے ہے سدا سینہ وہ با نالہ و فریاد
دریا دل اس آفاق مین جلتے ہین انھون کو
ہمت پہ فلک کے نہ کبھو چشم سیہ کی
یہ رنگ مین تصویر نہ تیری ہے نزاکت

تھا طفلی مین گہوارہ مرا دامن غم سے
گھٹی جو بنی روز تولد سو وہ سم سے
زخمی ہے یہ کسکی رگ جان خار ستم سے
اک زن نے لیا مول بنی چند درم سے
عاشق کے ہی سجدے کی رگڑ تیغ کے خم سے
گر آنکھ لڑا دے نہ تو محشر کے حکم سے
عاشق کو نوازا بھی تو اس طبل و علم سے
بیڑے ہی رہے تو تو سدا موج کرم سے
جا ہا بھی تو کچھ اپنے ہی دم اور قدم سے
جسکو نہ کوئی دیکھ سکا دیدۂ نم سے

خجلت نے کیا آب صدف کے تئین سودا
در ریزی یہ کچھ یار ہوئی تیرے قلم سے

پنبہ کو دور کر مرے سینہ کے داغ سے
آغاز خط کا دیکھ کے رخسار پر ترے
بے بادہ یہ دہن بسخن آشنا نہو
گذرا ہے تو چمن سے کہ بلبل کے اب نگاہ

سوز شب فراق کو دیکھ اس چراغ سے
شرمندہ ہو بہار چلے روے باغ سے
جون غنچہ لب کھلین ہین تمھارے ایاغ سے
آتی ہے روے گل کیطرف کس دماغ سے

سودا اُسے وہ جاہ ہے یہ از تخت سلطنت
اک کنج عافیت مین جو بیٹھا فراغ سے

غفلت مین زندگی کو نکھو گر شعور ہے
شمع و چراغ کو کہ مرے شب سے دور ہے

یہ خواب زیر سایۂ بال طیور ہے
تو گھر مین ہو مرے تو اندھیرا بھی نور ہے

دل کو مرے ہے آہ سحر سے شگفتگی
غنچے کو گلستان مین حیا سے سر دور ہے

بلبل چمن مین تیغ نگہ کسکی چل گئی
جس گل کو دیکھتا ہون سو زخمون سے چور ہے

حور بہشت واہمہ تیرا ہے زاہدا
لیکن نگاہ چشم محبت مین حور ہے

موسےٰ کے کچھ عصا سے کم اپنے عصا کو شیخ
گنتے نہین یہ عقل کا انمین وفور ہے

گننا کہین جو آسے ہے اُنکے قدم تلے
سودا نہین یقین ہے کہ یہ کوہ طور ہے

جب نظر اسکی آن پڑتی ہے
زندگی تب دھیان پڑتی ہے

جھیل لیتے ہین عاشق اے فرہاد
جسکے سر جیسی آن پڑتی ہے

ہے جفا سے غرض اُسے جتنی
کہ وفا امتحان پڑتی ہے

نظر ان مہوشان کی ہے ظالم
کیا غضب آن بان پڑتی ہے

قدر زاہد نظر مین چلّے بعد
اُتری سی کچھ کمان پڑتی ہے

بات اس دل کے درد کی یارو
گفتگو مین ندان پڑتی ہے

ایک کے منہ سے جسگھڑی نکلے
پھر تو سو کی زبان پڑتی ہے

لیکن اتنا کوئی کہے مجھ سے
کبھو اُسکے بھی کان پڑتی ہے

بے ثباتی زمانے کی ناچار
کرنی مجکو بیان پڑتی ہے

گرم جوشی دوستان بنظر
آتش کاروان پڑتی ہے

دل سے پوچھا مین یہ کہ عشق کی راہ
کس طرف مہربان پڑتی ہے

کہا اُن نے کہ نے یہ ہندوستان
نے سوے اصفہان پڑتی ہے

یہ دوراہا جو کفر و دین کا ہے
دونون کے درمیان پڑتی ہے

منزلت شعر کی ترے سودا
یون بوہم و گمان پڑتی ہے

نہین عیسیٰ تو پر سخن سے ترے
تن بیجان مین جان پڑتی ہے

زمانہ تجسے اگر ہو ناساز گر تو اُس سے زمانہ سازی
جو دیکے روٹی چڑھاوے تجکو کبھو گدھے پر کبھو بتازی

قسم نکھاوین ہم اس خدا کی جو وقت اپنے کو دے رہے ہین
وہ شیر ہین اور جنسے ہوتی ہے ساتھ خلقت کے روبہ بازی

جو پاک رکھتے ہین تن کا جامہ کہین ہین ناپاک دامن دل
خدا کے نزدیک اے مصلی نہین ہین زنہار وہ نمازی

ہماری ذلت بدیدۂ فہم عین عزت ہے منعمون کی — جو سرنگون ہون نہ اُنکے آگے تو اُنکی معلوم سرفرازی
کسیکو یان غرۂ تاج کا ہے کسیکو یان عجب راج کا ہے — کوئی بھکاری اناج کا ہے یہ وجہ کیا ہے کہ بے نیازی
گذر ادھر بھی نہ شاہ خوبان کرے جو یکدم تو کیا عجب ہے — ہوئی ہے آگے بھی بادشاہون سے اسطرح کی گدا نوازی
زبسکہ ٹوٹا ہوا اپنا پایا مین عشق تیرے مین شیشۂ دل — جو ٹوٹے حاکم کے گھر کا شیشہ مین جاؤن کھینچا شیشہ بازی
قمارخانے مین عشق کے ہم پھر آکے دیکھین خدا کرے کیا — جو نقد دل تھا اسے تو ہارے لگائی اب ہمنے جان بازی

اگرچہ عمر خضر سے بھی ہے زیادہ زلفون کا طول اسکے
نباہی لیکن اُنھون مین سودا شب فراق اپنے کی درازی

دل کسی سے کہ جب پلٹتا ہے — دین و دنیا سے جی اُچٹتا ہے
طرۂ زلف شکل چنگل باز — مرغ دل پر مرے جھپٹتا ہے
مژہ برگشتۂ بتان کا حسن — صف آرام دل اُلٹتا ہے
گل ہے عاشق ترا تبسم مت کھا — یون گریبان کلی کا پھٹتا ہے
غنچے سمٹے تو سمٹے ممکن ہے — دل جو بکھرے تو کب سمٹتا ہے
نہین شرم اتنی کم زبد نامی — اسقدر مجھسے کیون وہ کٹتا ہے
کیا کہون اس صفائے عارض کو — وان نگہ کا قدم رپٹتا ہے
عشق سے تو نہین ہون مین واقف — دل کو شعلہ سا کچھ لپٹتا ہے
خط کے آنے سے غم نہ کھا پیارے — لکھا قسمت کا کوئی مٹتا ہے
حسن و خط روز و شب سے روشن ہے — ایک بڑھتا ہے ایک گھٹتا ہے
ناصحو دل دیا ہے مین اپنا — کچھ تمھارا بھی اس مین بٹتا ہے
رات دن آکے تم مین سے ہر ایک — کیون مجھے بھوت سا چمٹتا ہے
صفت مژگان کی یہ سخن ہر ایک — وصف برگشتگی مین رٹتا ہے

ملک دل قتل کرکے سودا کا
لشکر حسن یون پلٹتا ہے

جگ مین تخم شراب ہے دو ہی — ہرزہ گوئی کا باب ہے دو ہی
میر غصہ مین لوین تو کب آدین — ہو جب پیچ و تاب ہے دو ہی
سارے میوون مین باغ دہر کے بیچ — انھون کا انتخاب ہے دو ہی

عرق اب کھینچکر گاؤ ندون کا
بسکہ رہتا ہے اُنکو اُسکا خیال
دانۂ سبحہ گر کرین اُسکو
بھونے کوئی جو اُسکو گیہون مین
میم ہ و ا و اور الف کا ذکر
انکے آگے جو لے مفصل نام
سیر اُس باغ کی کرے ہین یہ

چھڑکو اُن پر گلاب ہے وہی
سوتے ہین کبھی بخواب ہے وہی
اُنکے حق مین ثواب ہے وہی
اُنکے خاطر کباب ہے وہی
انسے کیجے کتاب ہے وہی
بڑا افراسیاب ہے وہی
جسطرف بے حساب ہے وہی

میر کچھ جو جو گالی دین سودا
پاس اپنے جواب ہے وہی

جان تو حاضر ہے اگر چاہیے
گھر سے نکلتے ہی تجھے ہر سحر
عشق سے ڈر تو وہ خاشاک کو

دل تجھے دینے کو جگر چاہیے
قتل کو اک پیش نظر چاہیے
آگ کے شعلے سے حذر چاہیے

خدا بتون مین کہان ہے یہ خلق کا کہ نہووے
نہین ہی لطف سے خالی بدیر یار کا ملنا
بہار ہو چکی تجھ بن خزان بقائے چمن کیا
نہین ہے نقش پہ میرے ٹک اعتنا تجھی ورنہ
ہمین خدا سے یہ امید وصل ہوئیگا تجھ سے

غرور و کبر جوان مین ہے از کجا کہ نہووے
کجا نہین وصل کی ہم قدر ہجر تا کہ نہووے
جو یہ نہین تجھے منظور جلد آکہ نہووے
جو کچھ مسیح سے ہو تجھسے دخل کیا کہ نہووے
وگرنہ ہے یہی تیرا تو مدعا کہ نہووے

یہجان مین یہ ترے چشم کے بیمار گئی
کوئی سسکے کوئی تڑپے ہی کوئی بیچین
عشق ہی شرط ہی کیا ہو مرض الموت مجھے
بلبلو مجھکو نہ تکلیف کرو نالے کی
شیخ مجکو نہ ڈرا اپنی بڑی پگڑی سے
خوب دیکھا ہین جہان اہل جہان بھی دیکھے

مر گئے خنجر مژگان سے کئی دل افگار گئی
آج دیکھے ترے کوچے کے گرفتار گئی
یارب انسان کے مرنے کے ہین آزار گئی
ڈوب جاوین گے لہو مین گل وگلزار گئی
ایسے تو دیکھے ہین مین گنبد دستار گئی
ایک زندان ہے کہ جسمین ہین گنہگار گئی

تیرے بازار مین اب کیونکہ نہ بگڑے سودا
ایک یوسف نظر آتا ہے خریدار گئی

جھڑکی تو مدتون سے مساوات ہو گئی،
گالی کبھو نہ دی تھی سو اَب بات ہو گئی

باقی ہے مار کھانی سو اب آگے آج کل
سن لوگے تم اسے بھی کہ اوقات ہو گئی

اب تو مین چھوڑنے کا نہین اسکو ناصحا
ہونی جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی

بس اب ستم سے در گذر اے یار تا کجا
اعمال دل کی میری مکافات ہو گئی

پیغامبر نے دیر لگائی تو ہے ولے
دھڑکے ہے دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی

مستی سے اُس نگاہ کی سے لے محتسب خبر
دنیا تمام بزم خرابات ہو گئی

ملنا ترا ہر ایک سے مین کیا بیان کرون
عالم سے مجکو ترک ملاقات ہو گئی

یار وہ شرم سے جو نہ بولا تو کیا ہوا
نظرون مین سو طرح کی حکایات ہو گئی

سودا کسیکو وہ تو ستاوے نہ بے سبب
کیا جانیے کہ تجسے ہی کیا بات ہو گئی

تو ہی کچھ اپنے سر پہ نہ یان خاک کر گئی
شبنم بھی اس چمن سے صبا چشم تر گئی

دیوانہ کون گل ہے ترا جسکو باغ مین
زنجیر کرنے موج نسیم سحر آ گئی

کیجو اثر قبول کہ تجھ تک ہماری آہ
سینے سے ارمغان لیے لخت جگر گئی

خانہ خراب دل تو ہے لیکن مین کیا کہون
جیسے بلا سے جان ہے یہ چشم گھر گئی

نظارہ باز بزم بتان کا ہون جیسے مین
تو ہی نظر پڑا مری جیدھر نظر گئی

مت پوچھ یہ کہ رات کٹی کیونکہ تجھ بغیر
اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی

زاہد مین کہ رہا کہ پی اسکے عوض شراب
آخر نہ اسے گدھے سنتجھے افیون چر گئی

سودا فغان کو خط یہ لکھا اُسکے یار نے
جسوقت اُسکے حال کی اُسکو خبر گئی

سُن اے فغان جہان مین عاشق جو ہو گیا
معشوق سے اسے روش اُسکی گذر گئی

شیرین نے جور کب نہ کیا کوہکن کے سر
مجنون پہ کیا جفا تھی کہ لیلیٰ نہ کر گئی

گل ہی پڑی سسکتی تھی بلبل چمن کے بیچ
ذرہ نہ اُسکے حال پہ گل کی نظر گئی

پروانے رات شمع سے اتنے جلے کہ صبح
خاکستر انکی لیکے صبا دشت پر گئی

تین تا ندہ کچھ کیا ہے کہ بدنامی کو ترے
آواز آہ و نالہ تری گھر بہ گھر گئی

حرمت رکھی نہ رعد کی شور یادنے تری
رونے سے تیرے آبرو سے ابر تر گئی

لوہو سے میرے سر کے ہے دیوار گھر کی سرخ
دل کو ترے نہیں ہے اگر تاب درد ہجر
القصہ خط کو پڑھ کے یہ اُن نے لکھا کہ خیر
شیرین کی ایک مین نہ کہون ورنہ بارہا
یا تنگ تو گھٹ مین لیلی کے مجنون سما گیا
جاری ہوا تھا خون رگ مجنون سے وقت فصد
ظالم کر در گل کا گریبان ہوا ہے چاک
پروانہ کون سا نہ جلا شام کو کہ شمع
یہ گفتگو تو قطع نظر اس سے تجکو کیا
میرے لہو سے ہے مری دیوار گھر کی سرخ

آنکھون سے موج خون کی بیرون در گئی
تو کار عشق سے یہ زبان لال کر گئی
تیرے ہی دل کی مہر نجانے کدھر گئی
لیلی جدھر تھی دادی مجنون ادھر گئی
اس اتحاد سے انھین باہم بسر گئی
لیلی کے پوست مال اگر نیشتر گئی
اک عندلیب گرا جل اپنے سے مر گئی
روتی ہوئی نہ بزم سے وقت سحر گئی
مجھسے جفائے ہجر کی طاقت اگر گئی
میری ہی موج خون مرے بیرون در گئی

شکوا تو کیون کرے ہے مرے اشک سرخ کا
تیری کب آستین مرے لوہو سے بھر گئی

اگلی بھی ون بہار کے یون ہی چلے گئے
پوچھے ہے پھول پھل کی خبر اب تو عندلیب
دلخواہ کب کسیکو زمانے نے کچھ دیا
اے شمع دل گداز کسیکا نہو کہ شب

پھر پھر گل آ چکے پہ سجن تم بھلے گئے
ٹوٹے چھڑے خزان ہوئی پھولے پھلے گئے
جنکو دیا کچھ اس مین سے وہ کچھ نہ لے گئے
پروانہ داغ تجسے ہوا ہم جلے گئے

سودا کوئی بھی دیوے ہے ایسا دل انکے ہاتھ
لاکھون ہی دل قدم تلے جنکے ملے گئے

تیرے اُن الفتون کے نشانے کدھر گئے
کیا جانیے کہان ہین نجانے کدھر گئے

ہے مدتون سے خانۂ زنجیر بے صدا
معلوم ہی نہین کہ دیوانے کدھر گئے

مارے کو تیرے زلف کی لاکھون جتن کئے
تہمت ہمارے خون کی جراح کو نہ دو
سلگا نہ کاروان ترے نالہ سے اے جرس
اڑیے اب اس چمن سے کہ موج نسیم نے

لیکن ڈسا ہو کالے نے جسکو سو کیا جئے
ہے بیطرح یہ زخم کہو اسکو مت سیئے
ہمنے تو ایسے قافلے لاکھون جلا دیئے
خاشاک آشیان کے مرے سب بہا دیئے

آخر اڑا ایگی ز رنگ گل مفت مین صبا
اے غنچہ فکر جمع سے مت خون دل پیے

سودا جہان مین آئے کوئی کچھ نہ لے گیا
جاتا ہون ایک مین دل پر آرزو لیے

جب اپنے بند قبا تمنے جان کھول دیے
صبا نے باغ مین جا گل کے کان کھول دیے

چمن مین کسکی مدارات تھی بتا تو نسیم
کہ صبح غنچون کے تین عطردان کھول دیے

نہین یہ سرمۂ دنبالہ دار مژگان نے
دلون پہ ہو کے صف آرا نشان کھول دیے

سمجھ کے باندھیو صیاد بال و پر میرے
کہ تا کہے نہ یہ کوئی ندان کھول دیے

نین کو موند کے سنتا تھا قصۂ عالم
لگے جو کہنے مری داستان کھول دیے

تھے عقدہ غنچون کے دلمین طرف سے بلبل کے
نسیم صبح نے آدر میان کھول دیے

سواد مین تری وادی کے کہیو سودا اسے
کواڑ چھاتی کے آدر میان کھول دیے

ساون کے بادلون کی طرحسے بھرے ہوئے
یہ وہ نین ہین جنسے کہ جنگل ہرے ہوئے

اے دل یہ کس سے بگڑی کہ آتی ہے فوج اشک
لخت جگر کی نعش کو آگے دھرے ہوئے

پلکین تری کہان نہ صف آرا ہوئین کہ وان
افواج قاہرہ کے نہ برہم پرے ہوئے

آنکھونکو تیرے کیونکہ مین باندھون کہ یہ غزال
جاتے ہین میرے دل کی زراعت چرے ہوئے

بوندی کے جمدھرونسے یہ بھڑتے ہین یکدگر
لڑکے مجھ آنسوؤن کے بنیٹ ہنگرے ہوئے

انصاف اپنا سونپیئے کسکو بجز خدا
منصف جو بولتے ہین سو تجھسے ڈرے ہوئے

نزدیک اپنے رہنے سے مت کر ہمین تو منع
ہین لاکھ کوس جب تے دل سے پرے ہوئے

مجلس مین جھو کرون کے جو حجرے سی شیخ جی
آوین تو پھر خدا نے کیا مسخرے ہوئے

سودا نکل نہ گھر سے کہ اب تجکو ڈھونڈتے
لڑکے پھرین ہین پتھرونسے دامن بھرے ہوئے

وعدۂ لطف و کرم گر نہ وفا کیجئے
مہر نہین تو ستم کچھ تو بھلا کیجئے

کنج قفس کے ہمین رکھئے سے اب کیا حصول
ذبح کے لائق نہین ہین تو رہا کیجئے

ہجر مین تیرے ہمین اتنی تو نہین جائے امن
بیٹھ کے اپنے کہین چپکے رویا کیجئے

داد طلب دل کی یان کیجیے تو کیا فائدہ
کرنا ہو جو کچھ ہمین روز جزا کیجئے

یاد کرو ہو جہان تم بُو عنبر کو
نبض مری دیکھکر بولے ہے اب یون طبیب
بو رہے واعظ کہ نے سینے تو یہ منع ہی
فرصت عمر اپنی یہ لطف خداوند وہ
پاس اگر زر نہو کرکے مغان ترک سے

گالی ہی اک آدھ وہان ہم کو دیا کیجیے
بہر تشفی کہو تو دوا کیجیے
کہنے ہی کی بات ہے اسکو سنا کیجیے
کہ تو حق بندگی کیونکہ ادا کیجیے
حال مین اپنے سدا مست رہا کیجیے

لیجاون سودا تجھے کیونکہ گھر اُس شوخ کے
گر وہ ترا اسم و رسم پوچھے تو کیا کیجیے

ہمت کہان کہ منت دو نان نہ لیجئے
سو زن مین دوستی کے نہین رشتہ وفا

جب دھر ہوا نگی پشت ادھر رو نہ کیجئے
اس پارہ پارہ دل کو کہو کیونکہ سیجیے

گرمی کسو طرح نہین بازار عشق مین
سودا متاع دل کے تئین آگ دیجئے

کہون مین کس سے کہ مطلب مرا روا کیجے
یہی تلافی ہے اکدم تبان سے ہستی کی
جفا و مہر برابر ہے عاشقان کے تئین
کہے تھا شمع سے پروانہ رات جلتے وقت

بھلا ہے ترک تعلق کا مدعا کیجے
کہ خاک ڈال کے سر پر سدا رویا کیجے
غرض ہو جسمین تمھاری سو ہی کیا کیجے
کہ حق بندگی اس طرح سے ادا کیجے

کہا طبیب نے احوال دیکھکر میرا
کہ سخت جان ہے سودا کی آہ کیا کیجے

ہر سحر قتل تری چشم کا اک مفتون ہے
ہر مخبط بھی خیال اپنے مین افلاطون ہے
راز افشانہ کرے غنچے کی خاموشی کا
اے فلک کس قدر عنا کو زمین مین گاڑا
جز وہی کل ہی حقیقت مین ترقی ہی شرط
جی بچے سو ہی غنیمت سمجھ لے خانہ خراب
گل نے شبنم سے لے الماس تو کھایا لیکن
ایک غماز نے اُس ترک سپر سے یہ کہا

بستہ زلف پہ ہر شام ہی اور شبخون ہی
عقل پر ہو گی اسے وہ جو ترا مجنون ہی
بجھ جا جگر سوختہ کا بھی تو جگر پر خون ہی
سرو جو کھینچے ہے سر خاک سے سو موزون ہی
قطرہ بڑھتا ہی رہی یار تو پھر جیحون ہی
ورنہ سب اہل گلستان کا چمن مین خون ہی
گانٹھ مین غنچہ لالہ کے ابھی افیون ہی
ہی جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہی

سنکے بولا یہ کہو میری طرف سے اُسکو
باندھنا خون پہ کمر اپنی نیا مضمون ہے

سروِ گلشن سے نہ کچھ مفتون ہے
بید بھی قد کا ترے مجنون ہے

جذب طوفان نہ زمین سے ہوتا
تشنہ لب کونسا یان مدفون ہے

مصرع آہ مرا سنکے کہا
کتنا بے معنی و ناموزون ہے

چڑھ گیا نظرون کوئی شاہ سوار
قطرۂ اشک سرِ اگلگون ہے

نقل مجلس جو بنے شیخ تو پھر
بھر زاہد گزکِ افیون ہے

بزم عشرت مین ترے حزن کچھ آج
نالۂ نے پہ پنٹ مفتون ہے

لے خبر اسکی تو جلدی ظالم
اسکے پردے مین کوئی محزون ہے

بھاگ دیوانے سے مت اے عاقل
دہن جانان ہی جہان مجنون ہے

دشت گردی سے ہے کیا سودا کو
تیرا کوچہ ہی اُسے ہامون ہے

گر تجھ مین ہے وفا تو جفا کار کون ہے
دلدار تو ہوا تو دل آزار کون ہی

نالان ہون مدتون سے ترے سایہ کے تلے
پوچھا نہ یہ کبھو پس دیوار کون ہی

ہر شب شراب خوار دہر اک ن سیاہ مست
آشفتہ زلف ولٹ پٹی دستار کون ہی

ہر آن دیکھتا ہون مین اپنے صنم کو شیخ
تیرے خدا کا طالب دیدار کون ہی

سودا کو جرم عشق سے کرتے ہین آج قتل
پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے

اس چال کے نبھنے کا کچھ اسلوب نہین ہی
یہ کج روشی ہم سے فلک خوب نہین ہی

ہر گز مین تجھے چھوڑ کے یوسف کو نہ دیکھون
اس چشم کو ہم چشمی یعقوب نہین ہی

گو سیل خرابی نے کیا گھر کو مرے صاف
صد شکر کہ اب زحمت جاروب نہین ہی

الفت مین کچھ اپنے بھی اثر چاہیے سودا
ہر چند وفا شیوۂ محبوب نہین ہے

مرے گر عاشق بیکس تو ماتم دار دشمن ہی
صدا زنجیر کے گھر واسطے مجنون کے شیون ہی

جگر اور دل پہ اب میری بہار ایسی ہی داغون سے
کہ زخم سینہ گویا رخنۂ دیوار گلشن ہی

فلک گوشہ مین تنہائی کے بھی رہنے نہین دیتا
یہ ہم پر شمع کے فانوس مین جلنے سے روشن ہی

دل لیکے ہمارا جو کوئی طالب جان ہے
ہم بھی یہ سمجھتے ہین کہ جی ہے تو جہان ہے

ہر ایک کے دکھ درد کا اب ذکر دبیان ہے
مجکو بھی ہو رخصت مرے بھی منھ مین زبان ہے

اس عشق کا تو ہی ہے سزاوار کہ ہر ایک
دل دیکے ترے نام کو جو پائے نشان ہے

جو بندۂ ہر چیز ہے یا بندہ ہے جانین
جز عمر گذشتہ کہ وہ ڈھونڈھو سو کہان ہے

پیری جو تو جاوے تو جوانی سے یہ کہیو
خوش رہیو مری جان تو جیدھر ہو جہان ہے

پہونچا نہ کوئی مرغ کبھو اپنے چمن تک
جز طائر حسرت کہ وہ یان بال فشان ہے

تجسے تو کسو طرح مرا کچھ نہین چلتا
جز خون کہ آنکھو نسے شب و روز روان ہے

ساقی تو نظر کیجیو ٹک صبح چمن کو
اس پیری کے جلوے کا بھلا کون جوان ہے

سودا کا ترے عشق مین طفلانسے ہی یہ حال
جیدھر وہ کھڑا ہووے تو جون سنگ نشان ہی

اٹھایا کوہ رستم نے اگر تو سخت نادان ہے
اٹھانا دل کو دنیا سے عجب کار نمایان ہی

خوشی دو دل کو بھی یکجا نہ دیکھا مین زمانہ مین
چمن مین گل اگر خندان ہی تو بلبل بھی نالان ہی

عزیز و نیک و بد رکھتا ہی یہ دوران کمینہ کو
گہر اور پوت کے دل مین جگہ رشتہ کی یکسان ہی

اسیری پر مرے ناحق یہ دل بیداد کرتا ہی
قفس مین ہمنوایان چمن کو یاد کرتا ہی

عجب بیداد حسرت پر مری صیاد کرتا ہی
دکھا دے ہی مجھے اسکو جسے آزاد کرتا ہی

جو وہ پوچھے تجھے قاصد کہ سودا خوش تو رہتا ہی
تو یہ کہیو کبھو رو رو دل اپنا شاد کرتا ہی

عجب احوال کو سودا ستم تیرے سے پہونچا ہی
کوئی معشوق بھی عاشق پہ یہ بیداد کرتا ہی

لبسان نے ترے ہاتھو نسے نالان اسکو دیکھا مین
کوئی ٹک منھ لگاتا ہے تو وہ فریاد کرتا ہے

مری آنکھو نمین ہی بستا مجھے تو کیون رلاتا ہی
سمجھ کر دیکھ تو اپنا بھی کوئی گھر ڈوباتا ہے

عیان ہے شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ سے
کہ جب کھولے ہی تو اسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہے

میسر ہو اگر محراب تیرے تیغ ابرو کی
طرف کعبہ کے سجدہ پھر تو کس کافر کو بھاتا ہے

شب مہتاب مین جاری نین سودا کی دیکھا کر
تجھے گر چاندنی مین سیر دریا کا خوش آتا ہی

اسقدر سادہ وہ پرکار کہین دیکھا ہی
بے نمود اتنا نمودار کہین دیکھا ہی

خواہ کعبے مین تجھے خواہ مین تبخانہ مین
اتنا سمجھون ہون مرے یار کہین دیکھا ہی

دکھر دہند اور بھی ہین لیک کسو کے کوئی
دل سا بھی درپے آزار کہین دیکھا ہی

نظر آتی نہین اب شکل رہائی مجھسا
ساعت بد کا گرفتار کہین دیکھا ہی

پھرے ہی کوچہ و بازار مین تو کیون سودا
جنس دل کا بھی خریدار کہین دیکھا ہی

کیا جانیے کہ کس کے دل کا لہو پیا ہے
کنگھی نے آڑے ہاتھون کیا زلف کو لیا ہی

مجلس مین یہ اچھرنا بیارے حباب جو کا
بے چیز تو نہین ہے کچھ تمنے دم دیا ہی

خوش قامتون کا ملنا نت اُٹھ کے ہی قیامت
جو اُنسے مل کے آیا مرکے وہ جیا ہی

مجھ حال دل کی شاہد ہے بیکسی کہ جسکو
تونے دکھا دکھا کر اُسکا لہو پیا ہی

شملا پڑا ہے اتنا کیون تیرے پیچھے زاہد
پگڑی کو تیری ان نے کیا آگے دھر لیا ہی

شانہ مین شیخ جی کی داڑھی پھنسی نہ سمجھو
ایک چور بال ہے یان وہ کاڑھ مین دیا ہی

اثبات کرکے مجھسے اکبات اب کہو نہین،
لیکن نہ کہنے لگیو مجھ پر یہ طوطیا ہی

آتا ہے یاد کوئی تزئین کے وقت تجھکو
اکثر تو دے کے سرمہ آنکھونین رو دیا ہی

رونے کی تیرے سودا تاثیر کیا کہون مین
عالم کے دل کو جن نے خونناب کر دیا ہی

ارض و سما شفق نے لوہو مین بھر دیا ہے
یا دل کسو نے جا کر خالی کہین کیا ہے

سینہ اب اپنے دل پر کرنے لگا ہے تنگی
از بسکہ زخم اُسکا پھاٹا ہے اور سیا ہے

جون گل ہی مجھپہ احسان کیا ساقی ازل کا
میرے لہو سے مجکو اک جام بھر دیا ہے

کس سے کہون بتانکے مین ڈھنگ دلدہی کا
ان کافرون نے میرا دل لیکے جی لیا ہے

دل پر کبھو ہمارے تجکو نہ رحم آیا
آئینہ کو جو حیران دیکھا تو رو دیا ہے

یار و فلک جو مجکو احسان کش کرے ہے
اس سفلہ نے کہو تو ایسا وہ کیا دیا ہے

اُسکی بڑی عنایت اک دل ہی یہ کہ جسکو
جون غنچہ سو جگہ سے پیوند مین کیا ہے

سودا سے یہ کہا مین کچھ ذکر کر خوشی کا،
خاموشی نے تو تیری عالم کا جی لیا ہے

بولا بیان سنکر کس کی خوشی کہون مین،
اس غمکدہ مین آکر دل کن نے خوش کیا ہے

یاران حال کا تو ہے ذکر نوحہ آسا
مذکور رفتگان کا سینے تو مرثیا ہے

لیکن اگر کہے تو اب اُس غزل کو پڑہیے
جز لفظ یا الف پر جسکا کہ قافیا ہے

یان چشم سرمہ سا کا مارا کوئی جیا ہے
ہر سرو اس چمن مین اک آہ بے صدا ہے

دراق دل نے آتش دیگر مری زبان کو
جون غنچہ شقایق خاموش کر دیا ہے

عذر ستم کو ہرگز یان رو نہین کہ دل کا
مثل در اجابت نت زخم کھل رہا ہے

لب تشنگان جام تسلیم ہے ہم ہین ساقی
یا بادہ یا ہلاہل جو ہو سو واہ وا ہے

اس وضع کے بشر کو کس ساتھ ہو کدورت
کچھ خود بخود وہی اپنا دل خاک ہو رہا ہے

سمجھے اگر تو اتنا یہ زندگی مرض ہے
ہو درد جسطرح کا پھر وہ تجھے دوا ہے

دریا دلون سے مطلب جون لعل یان کسی ہے
آتش نے اپنے ہمکو سیراب کر رکھا ہے

گر لے چلا وہ دل کو بیگانہ وار سودا
تو ہی کر اب تغافل جانے دے آشنا ہے

قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ کہ دون بجا ہے
جیتا پھرے تو اجرت ورنہ یہ خون بہا ہے

نامہ کا غور سے ٹک میرے جواب لکھیو
انشا ظاہری کا باطن مین مدعا ہے

تیری سمجھ کے آگے ناقص نہین عبارت
گو ہم سے حرف مطلب لکھنے مین رہ گیا ہے

آنکھون کے گرد میری مژگان کی ہے یہ صورت
جلیسے کنار دریا خس بہ کے آرہا ہے

انعام نامہ بردان ہے درجۂ شہادت
تیری گلی ستمگر صحرائے کربلا ہے

احوال کی ہمارے ہمت کو تو کیا خبر ہے
گذرے ہی جسکے جی پر سو وہ ہی جانتا ہے

اور دل جو ہی بغل مین سو سطرح کا پھوڑا
ہرگز نہ وہ بچے ہے ظالم نہ پھوٹتا ہے

القصہ کیا کہون مین گلشن مین زندگی کے
تجھ بن نہال سودا پاتون ہی آ لگا ہے

نسیم ہی ترے کوچے مین اور صبا بھی ہے
ہماری خاک سے دیکھو تو کچھ رہا بھی ہے

ترا غرور مرا عجز تا کجا ظالم
ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے

جلے ہی شمع سے پروانہ اور مین تجھسے
کہین ہی مہر بھی جگ مین کہین وفا بھی ہے

خیال اپنے مین گو ہون ترانہ سنجان مست
گرا ہنے کو دلون کے کبھی سنا بھی ہے

زبان شکوہ سوا اب زمانہ مین ہیہات
کوئی کسی سے بہمدگر آشنا بھی ہے

ستم روا ہے اسیرون پہ اسقدر صیاد | چمن چمن کہین بلبل کی اب نوا بھی ہے

سمجھ کے رکھیو قدم دشت خار مین مجنون
کہ اس نواح مین سودا برہنہ پا بھی ہی

سودا جو سنا ہے کسو کا نام یہی ہے | آوارۂ صد زلف سیہ فام یہی ہے
کہتا ہے بناگوش ترا زلف کے آگے | مین صبح قیامت ہون مری شام یہی ہے
کب تاب قفس لا سکے وحشت مری صیاد | اک الفت گل بس ہے کہ سو دام یہی ہے

سودا کو کہا دیکھ کے اے مردم نافہم
جس سے کہ ہمین کرتے ہو بدنام یہی ہی

تو مست اندھیری رات ہی اغیار ساتھ ہی | جو دل مین آوے کہہ یہ گنہگار ساتھ ہی
جو گل ہے یان سو اُس گل رخسار ساتھ ہی | کیا گل ہے وہ کہ جسکے یہ گلزار ساتھ ہی
خاموش عندلیب چمن تجھسے کیا ہی بحث | اپنا سخن تو مرغ گرفتار ساتھ ہی
پیغام اُس نگاہ کا جس مین بوے مہر | کیا جانیے کسکے آخری دیدار ساتھ ہی
عقدہ نہ یہ کھلا کہ مرے دل سا پہلوان | تجھ زلف کے بندھا ہوا کیتار ساتھ ہی
کرتے تو ہو مرے مرض دل کی تم دوا | یارو جو دل یہی ہے تو آزار ساتھ ہی

سودا کے ہاتھ کیونکہ لگے وہ متاع حسن
لے نکلین جسکو گھر سے تو بازار ساتھ ہی

لینا جو شیشۂ دل منظور ہے تو یہ ہے | ثابت جو ہے تو یہ ہی اور چور ہے تو یہ ہی
اس چشم خون چکان کا احوال کیا کہون مین | گر زخم ہے تو یہ ہے ناسور ہی تو یہ ہی
کچھ بس نہین ہی تجھسے جز رو کے چپ ہو رہنا | قدرت جو ہی تو یہ ہے مقدور ہی تو یہ ہی
گردش سے آسمان کے نزدیک ہے سبھی کچھ | ہمسے تجھے ملانا اک دور ہے تو یہ ہی
عارض ترا نہ تنہا پروانہ کا دل و جان | ایمان شمع کا بھی گر نور ہے تو یہ ہی
اے دل قبول کرنا باتون کو ہوشان کی | گر فہم عاقلان مین کچھ دور ہے تو یہ ہی
لخت جگر کو یارو دیکھو مری مژہ پر | اب دار ہے تو یہ ہے منصور ہی تو یہ ہی
دیکھا نہ اے دلِوانے سودا کا حال تو نے | پھر وفا کا انکی دستور ہے تو یہ ہی
عالم کی اب زبان کا دکھ کیا کہون مین یارو | گر نیش ہے تو یہ ہے زنبور ہے تو یہ ہی

جسدن سے اس گلی مین دیکھا ہی مجکو تب سے
کچھ ذکر ہے تو یہ ہے مذکور ہے تو یہ ہی

ہر آن اُس سے کہنا سودا اسے تو نہ ملیو
بدوضعو نمین جہان کے مشہور ہی تو یہ ہی

چہرہ مریض لب کا ترے زرد ہے سو ہے
عیسیٰ گئے دوا نہ رہی درد ہے سو ہے

گذرا ہے کسکی خاک سے ظالم تو بے خبر
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہی سو ہے

شوخی چھپی نہ حسن کی ہرگز کہ روے مہر
افلاک کے بھی پردے مین بے پردہ ہی سو ہے

ہر دم جو مجھسے پوچھے ہے تو کیا ہے دکھ تجھے
کہنے کا تجھسے فائدہ بے درد ہے سو ہے

افراد صاد خاص کا دفتر کیا نہ جمع
اپنا لکھا ہے جسپہ وہ اک فرد ہی سو ہے

ابھرے کسو ہی طرح ہمین دیکھکر فلک
نظرون مین اپنے خانہ پر گرد ہی سو ہے

تیغ و سپر بندھا کے سپاہی رقیب کو
کتنا ہی تم بناؤ وہ نامرد ہے سو ہے

سودا گلی مین یار سے گو بولتا ہے گرم
پر ہر سخن کے ساتھ دم سرد ہے سو ہے

درد میرے استخوان کا کیا ترے دمساز ہی
اسقدر اے نے تری محزون کیون آواز ہی

قد کو تیرے جسجگہ مشق خرام ناز ہی
اُس جگہ شور قیامت فرش پا انداز ہی

دلکو رکھتی ہے نپٹ جنبش نفس کے بیدماغ
تجھ بن اب مجسے ہوا ے زندگی ناساز ہی

بیقراری دلکی اُڑجاوے جو تو جوشش کرے
طائر سیماب کو آتش پر پرواز ہی

خدا کے آتے ہی چلے اکثر غلامی سے نکل
بندہ پرور دیکھئے آگے ہنوز آغاز ہی

گو مجھے بے بال و پر تونے کیا اے آسمان
بازوے پرواز میرا چنگل شہباز ہی

شاعران ہند کا تو گرچہ پیغمبر نہین
پر سخن کہنے مین اے سودا تجھے اعجاز ہی

پروا عبث ہے ہمسے یہ خاطر نشان رہے
جسدم اٹھا یہ بیچ سے پھر ہم کہان رہے

رہیو اسیر اُسسے جو پیارے جہان رہے
اک نام تو رہے جو نہ تیرا نشان رہے

جو عضو دیکھیے تو کرے ہوش کسے نگاہ
تو جا جدھر ہو شوق ترا ہم جہان رہے

ہمین کسی سے گر اظہار درد آتا ہے
کبھی نفس سے بتقریب سرد آتا ہے

کیسکی ہے مہ نو داد خواہ ابرو پر
کہ شہر شہر ملے منھ پہ گرد آتا ہے

جلوں ہوں رشک سے میں شعلہ سان گلی مین تری
جو رنگ کاہ نظر مجکو زرد آتا ہے

نہ پوچھ حال ہمارا کہ ایسی باتوں سے
کوئی سنے سے ترے دل کو درد آتا ہے

خبر دل اپنے کی پوچھے ہے اس سے جا سودا
تری گلی مین سے جو رہ نورد آتا ہے

گو دختر رز عشق مین یارون کے لگی ہے
زاہد جو برا مانے ہے کیا اسکی سگی ہے

اُس شوخ سے صحبت ہی ہمین آپسے جسکو
برسوں ہی مین خوش کیجے تو پل مین خفگی ہے

کیا پوچھتے ہو حال اسیران چمن کا
یکمشت پر اب کنج قفس مین ہمسگی ہے

سودا کے جو بالین پہ گیا شور قیامت
خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

نہین ممکن اسیر و نکی کوئی فریاد کو پہونچے
صبا یہ مشت پر اس دام سے صیاد کو پہونچے

عبث نالان ہے اس گلشن مین تو اے بلبل ناداں
نہین ہے رسم یان کوئی کسیکی داد کو پہونچے

مین پھر کے سب طرف سے دی ہے دھونی اب در دلپر
نہ دیکھی کوئی بستی اس خراب آباد کو پہونچے

کسیکا درد دل پیارے تمھارا ناز کیا سمجھے
جو گذرے صید کے جی پر اسے شہباز کیا سمجھے

رہا کرنا ہمین صیاد اب پامال کرنا ہے
پھڑکنا بھی جسے بھولا ہو سو پرواز کیا سمجھے

نہ پہونچے داد کو ہرگز ترے کوچے کا فریادی
کسیکے شور محشر مین کوئی آواز کیا سمجھے

نہ پوچھو مجھسے میرا حال ٹک دنیا مین جینے دو
خدا جانے مین کیا بولوں کوئی غماز کیا سمجھے

کہا چاہے تھا کچھ تجسے و لیکن دل دھڑکتا ہے
کہ میری بات کے ڈھب کو تو اے طناز کیا سمجھے

جو گذری رات میرے پر کسے معلوم ہو تجھ بن
دل پروانہ کا جز شمع کوئی راز کیا سمجھے

نہ پڑھیو یہ غزل سودا تو ہرگز میر کے آگے
وہ ان طرزوں سے کیا واقف وہ یہ انداز کیا سمجھے

جسدن تری گلی کی طرف ٹک پون بہی
مین آپ کو جلا کے کروں خاک تو سہی

پہونچی نہ تجکو آہ مرے حال کی خبر
قاصد گیا تو اُن نے بھی کچھ اپنی ہی کہی

تڑپے ہے مدتوں سے مری جان پر اسے
کچھ سخت آرزو ہے کہ اتبک اٹک رہی

کیونکر جلے نہ رشک سے فانوس بیچ شمع
جامہ ترے بدن مین ہے اس رات دیکھتی

سودا جو بے خبر ہے کوئی وہ کرے ہے عیش
مشکل بہت ہے انکو جو رکھتے ہین آگہی

اب شہد زندگی کی نہین ہے ہوس مجھے
تجھ بن ہے نیش دل سے تار نفس مجھے

شعلہ مین برق کا ہون پر افسردہ یان تلک
ہر خار اس چمن مین سمجھتا ہے خس مجھے

اک گل سے بوے وفا کی جو آتی ہوے نسیم
ہر صبح اس چمن کی ہو شام قفس مجھے

منہ لگا دے کون مجکو گر نہ پوچھے تو مجھے
عکس بھی دیتا نہین اب آئنہ مین رو مجھے

تجھ غم دوری سے جون دولاب یہ ممکن نہین
بیقراری آن بھر رونے دے اک پہلو مجھے

جو تری زلفون سے گذرا سر پہ کہ سکتا نہین
جون صدا لے کاسۂ چینی ہے سر سے مو مجھے

ناتوانی بھی عجب کچھ ہے کہ گلشن مین نسیم
نت لیے پھرتی ہے دوش اوپر برنگ بو مجھے

جکڑے زنجیرون سے بھی ٹھہرین نہ مدہوش ازل
لے گئی مستی برنگ تاک ہر اک سو مجھے

منحصر جون شمع جلنے پر مری ہے زندگی
تاب تب سے عشق کے یا تنک ہوئی ہے جو مجھے

کی ہے مین جون کوہ مدت سے خموشی اختیار
سخت رسوا ہو کہے گر ناسزا بدگو مجھے

کسکو ہے سودا نگاہ گرم گلشن کیطرف
جانتا ہووے اگر اسکو تو بتلا تو مجھے

بولتا ہے یون زبان حال سے صحن چمن
چھاتی کے اوپر پھپھولے ہین حباب جون مجھے

سود جون شمع نہین گرمی بازار مجھے
ہو نہین وہ جنس کہ آتش دے خریدار مجھے

ہے قسم تجکو فلک دے تو جہان تک چاہیے
جلوۂ حسن اسے حسرت دیدار مجھے

ہون تصدق ترے از عالم فانوس خیال
گو تحیر نے کیا صورت دیوار مجھے

اے غم یار مرا خون جگر کتنا اچھا
نظر آتا ہے فراخور تری دشوار مجھے

تمکو معلوم ہے یارو چمن قدرت مین
عمر گذری کہ ہے گردش سے سروکار مجھے

پر مین حیران ہون کہ جون سایۂ مرغان ہوا
نہ کیا ایک قدم چلنے پہ مختار مجھے

حسرت و داغ و الم درد چلا میرے ساتھ
ہجر تیرے نے کیا قافلہ سالار مجھے

مشت پر چھوٹ نہ ترے ہاتھ سے آیا صیاد
مفت رسوا تو ہوا کر کے گرفتار مجھے

تخم گلریز محبت چمن دہر مین تھا / عوض آب دے آتش کیا گلزار نے مجھے

نہ پھر املاک عدم سے کوئی یار لے سودا / جانا اب اُنکی خبر لینے کو ناچار ہے مجھے

اسقدر اُسکی ہوا مست ہے ویرانے کی / کسی لڑکے کو نہین سدھ کسی دیوانے کی

جل موا شمع کو دیکھا جو مرے بالین پر / بدگمانی سے مین اب داغ ہون پروانے کی

شکر صد شکر نہین مین کسی خاطر کا غبار / خاک کعبہ کی ہون یا گرد صنم خانے کی

شیخ وہ رشتہ ہے زنار ہمارا جن نے / پھاڑ ڈالی ہے ترے سبحہ کے ہر دانے کی

نہ تاب لا سکے خورشید عشق کے تب کی / نہ طاقت اب کسی مشعل کو ہے مرے شب کی

کسو نے حال سے میرے کبھی نہ تجسے بات / اگر کہی بھی کسو نے تو اپنے مطلب کی

گیا نہ سر سے مرے تا ہنوز شور جنون / بہار خط کی ترے ہو گئی خزان کب کی

نشان کفر سے میرے بنی علامت دین / پر اس سخن کی علی الرغم راے ہے سب کی

نہین ہے رشتۂ تسبیح صورت زنار / ستم ہے شیخ تجھے اپنے دین و مذہب کی

جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے / یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے

اس دل کی اسیری سے نہین کچھ تمھین حاصل / اک نالۂ جانکاہ سُن آزاد کروگے

عشرت سے دو جہان کے یہ دل ہاتھ دھو سکے / تیرے قدم کو چھوڑ سکے یہ نہو سکے

جس سر زمین پہ جا کے روون تیری یاد مین / دہقان کچھ اس زمین مین بجز دل نہ بو سکے

جو بادہ تو نہ پیے جام لالہ ہو نہ سکے / سبوے غنچۂ گل بھی پیالہ ہو نہ سکے

جو بیچین شہر محبت مین خانۂ دل کو / بغیر داغ کے مہر قبالہ ہو نہ سکے

تری گلی مین اکیلا کمین مین ہے غماز / بڑا ستم ہے اگر ضبط نالہ ہو نہ سکے

ہم اپنی جان تلک دے چکین جو مانگو تم / ہر ایک آرزوے دل حوالہ ہو نہ سکے

نہ رو تو وادی مجنون مین اسقدر سودا / کہ گرد سرمۂ چشم غزالہ ہو نہ سکے

ممکن نہ تیر خوردہ تڑپ کر سنبھل سکے / مارا تری نگہ کا جگہ سے نہ ہل سکے

کیا کاوش مژہ سے ترے دل کا چل سکے
عہدے سے جسکی صف کے نہ محشر نکل سکے

چوب شکست خوردۂ طوفان ہون مین کہ جو
پانی مین ہو نہ غرق نہ آتش سے جل سکے

ٹالا ہی تھا پہاڑ کو فرہاد نے و لے
آئی کو کیا کرے جو وہ سر سے نہ ٹل سکے

زور آوری سے زلف کے دل کا چلا نہ کچھ
بل جس مین ہووے اُس سے یہ کیا کر نہ بل سکے

اُس صاحب حیا کی اگر پیش آفتاب
منھ سے اٹھے نقاب تو پھر ون نہ ڈھل سکے

جو پھلجھڑی کی شاخ نہ پانی سے ہون مین سبز
دے آگ باغبان کہ میری بیل پھل سکے

عرصہ تو زندگی کا نہین اسقدر بھی یان
افسوس مین کسیکے کوئی ہاتھ مل سکے

سودا جنھین دیا ہے خدا نے کچھ عقل و فہم
انکا حنائے عیش پہ دل کیونکہ چل سکے

مارینگے ایک دو کو یا آپ مر رہین گے
پیارے تری گلی مین کچھ ہم بھی کر رہین گے

اے ابر جا تو مت کم رونے پر ہمارے
یہ چشم پھوٹی پھوٹی تالاب بھر رہین گے

یارب مطر جرس کے چھاتی تو پھٹ گئی ہی
کب تک ہمارے نالے دور از اثر رہین گے

اب تو تری گلی سے جانا ہی مصلحت ہے
دیکھین گے پھیر آکر جیتے اگر رہین گے

تمھاری زلف کچھ اینٹھی ہی رہتی ہے سدا ہمسے
نہین یہ کج ادائی اور سے اُسکو سوا ہمسے

عجب وا شد ہی غنچون کو صبا سے دیکھ تو ظالم
نہ کھلوایا کبھو تین اسطرح بند قبا ہمسے

چمن مین آشیان مت کر کہو یہ جا کے بلبل سے
جلا مت مشت خس اپنا عبث تو آتش گل سے

رسائی گر سر مو بھی نہین طالع مین گو مت ہو
پریشانی مین ہمسر ہی مرا بخت اُسکی کاکل سے

نے ضرر کفر کو نے دین کا نقصان مجھسے
باعث دشمنی اے گبر و مسلمان مجھسے

آہ و زاری سے مری شب نہین سویا کوئی
تجھسے نالان ہون مین اک خلق ہی نالان مجھسے

خار ہون خشک مسلے آتش سوزان اے بخت
اوجھ کر سنبر قدم کھینچے ہے دامان مجھسے

اُسکی خو سے نہین محرم انھین رونے سے کام
کیا کیا چاہتے ہین دیدۂ گریان نے مجھسے

نہ بزور و نہ بمنت نہ بصورت نہ بشکل
لیگیا کیونکہ مین حیران ہون دل و جان مجھسے

تصور مین ترے کہیو صبا اُس لا ابالی سے
گلے لگ لگ مین رو یا رات تصویر نہالی سے

بجز سرگشتگی ارباب صورت کو نہین حاصل
ہوا روشن یہ مضمون مجکو فانوس خیالی سے

چھکا ہون اسقدر دیکھ اُسکی آنکھون کو کہ اب ساقی
شروع بزم بہلاتا ہی مجکو جام خالی سے

تری تیغ نگہ کا اے فرنگی زادہ کشتہ ہون
مجھے کہ غسل ہین ظالم شراب پرتگالی سے

مکدر کیون نہ دل تیرا ہوا سنگ وآہ سے میرے
لگے ہے زنگ لوہے کو ہوائے برشگالی سے

رہا کرتا ہے کیا صیاد بعد از اتنی مدت کے
چمن مین حب نہ کر سکیے تفاوت گل کو ڈالی سے

رہے کب پستی دوران سے ہمت شیر مردان مین
زمین دیکھا کہ ہو وحشت کسو کو شیر قالی سے

نہوان جامہ زیبان کی کمر کا موشگاف اتنا
دلا مین تنگ آیا ہون تری نازک خیالی سے

دل بے عشق کی دشمن ہی تحریک نفس ناصح
کرے ہے کام پتھر کا ہوا مینائے خالی سے

کہی تعریف مین جو بیت تجھ ابرو کی سودا نے
خراج و باج لیتی ہے وہ دیوان ہلالی سے

تخم گل امید چن اس شورہ زار سے
فارغ ہو بیٹھ فکر خزان و بہار سے

کیون عندلیب کہ تو بھلا اب کہان ہے گل
جز یہ کہ دل خراشی ہے حسرت کے خار سے

رنگین شفق سے ٹک نہ رہا دست آفتاب
مانگون حنائی عیش سو کیا روزگار سے

سرگشتگی نصیب کی مر مٹیے تو نجائے
اٹھتی ہے گرد باد ہمارے غبار سے

اتنی ہے بعد مرگ بھی پاس شکست دل
ٹوٹے نہ آئنہ مرے سنگ مزار سے

ہون کشتنی ہی مین تو میان مار کر مجھے
بدنام مت ہو خنجر زہر آبدار سے

یہ زور مصلحت ہے کہ آ بھی ہون شادی مرگ
دیکھے اگر تو نیم نگہ مجھکو پیار سے

دل سے ہوس نکالی نکلتو نکی شیخ نے
پیوند کر کے ریش کو ہوے زنار سے

سودا نہ پوچھ کس سے وہ گلرو ہے آشنا
ہووین جو ایک دو تو بتا دون ہزار سے

مرجان کا نخل ہون نہ پھلون برگ و بار سے
ٹپکے ہے رنگ خون مری شاخسار سے

خنجر طلب ہے مرگ سے ہر آہوے حرم
دل بھر گیا ہے کسکی مژہ کا شکار سے

مجھ سے بیان نہ کر طپش برق کا کہ وہ
تعلیم بر ہے کسکے دل بیقرار سے

ساقی پہونچ شتاب کہ تجھ بن نہین مجھے
موج مے دو آتشہ کم ذوالفقار سے

کھووے نہ مرگ صافی طینت کی قدر کو
کرتے ہین پاک آئینہ میرے غبار سے

جس جا کہ مین بیان کرون درد شکست دل
آسیب کب ہو شیشہ کو وان کوہسار سے

سودا جو مے پرست جہان کے ہین اُنسے تو
مت کر طلب شراب کی مرجا خمار سے

اُسکو یہ مثل دانۂ انگور دین گرہ
قطرہ بچے اُنھون کے اگر زہر مار سے

شکوہ ہے دور ظالم کر نام تو تون سے
لبریز ورنہ دل ہے تیری شکایتون سے

پرزے بغیر دل کے ممکن نہین کہ ہووے
معلوم حال میرا تجکو کتابتون سے

ہو خامہ اشک ریزان بیش از سخن کے کہتے
کاغذ کی چھاتی پھاٹی میری حکایتون سے

مژدہ یہ ہمصفیر و پہونچے تمھین کہ تم پر
عرصہ تھا تنگ میرے نالہ کی حسرتون سے

سو مجکو آسمان نے کنج قفس کو سونپا
اب چہچہے چمن مین کیجے فراغتون سے

نے رات چین مجکو آہ و فغان سے اپنے
نے دن پڑوسیون کو راحت ملامتون سے

رکھیو اثر تو خاطر نالے کی ٹک ہمارے
پہونچا ہے دل ہے لب تک سخت زحمتون سے

فندق چمن مین کس کی دیکھے ہو انگلیون پر
ہر شاخ سرنگون ہے گل کی خجالتون سے

کعبہ اگر نجا دین تو کیون چڑھین گدھے پر
رسوا جو شیخ جی ہین اپنی حماقتون سے

سودا وطن کو تج کر گردش سے آسمان کے
آوارہ غریبی ہے اتنی مدتون سے

شوق اب بان تک اپنی ہم شہریون کی بھولا
نامہ جو اُسکو پہونچا اُن بیمروتون سے

کھولا اُسے تو ہرگز اک لفظ بھی نہ سمجھا
قاصد سے پوچھیے معنی رو رو اشارتون سے

نہ بھولا ای آرسی گر یاد کو تجھ سے محبت ہے
بھروسا کچھ نہین اسکا یہ منھ دیکھے کی الفت ہے

اگر کہیے تو کہیے سرو قد رکھتا ہے تیرا سا
پہ تیرے قد کو تشبیہ اُس سے دیجیے یہ قیامت ہے

نہ کھینچو تیغ ہر اک دم تمھارے عشق سے گذرے
ملین گے ادر سے جاکر جو اپنا سر سلامت ہے

ہمکو خدا جو قتل کرا اور آپ بچ رہی
باعث ہے یہ کہ یار کے جا ہاتھ رچ رہی

یوسف کی کب تھی گرمی بازار اسقدر
جو دھوم تیری کوچہ و بازار مچ رہی

جون بیل عشق پیچے کی لپٹے ہی شاخ پر
اسطرح زلف یار کے قد سے پیچ رہی

ہمچشم میری چشم سے ہونیکو بار ہا
بھڑیان لگا لگا کے تو برسات مچ رہی

زاہد نے اپنے جبہ کو ہونے دیا نہ ہضم
دستار شیخ جی کی تو سودا کو بچ رہی

دن رات ہر پلک نے میری جھڑی لگائی
کیا جانے آنکھ تجھسے مین کس گھڑی لگائی

دکھ چوٹ کا نہ میری دل سے گیا طبیبو
مین سو طرح سی گھس گھس بوٹی جڑی لگائی

کرتا تھا خون ناحق یہ رنگ پان دل کا
مستی کی تینے ظالم تس پر دھڑی جمائی

جو حسن موتیون کی تول اُن دنون بکو تھا
تونے بہ نرخ گندم اُسکی دھڑی لگائی

تجھ عشق مین بیاری وہ زیر جیب گل ہین
نے پھول کی کسی نے جنکو چھڑی لگائی

آیا نظر تو جسکو ہر اک پلک نے اُسکی
ملنے مین دیر باہم کتنی بڑی لگائی

غماز کی ہین کیونکر کاٹون زبان کہ تجھسے
جو بات کان اسکے مجھسے پڑی لگائی

آنکھون سے آنکھین ناصح ہرگز نبدھی تجھو مین
زنجیر کی کڑی پر جیسے کڑی لگائی

اس شور سے ہوا ہے سودا ترا دیوانہ
لڑکون نے جن کے پتھر گھر گھر جھڑی لگائی

حلقہ تیری زلف کا جب یار منھ کھولے رہے
بچ چکا وہ جسکی خاطر مار منھ کھولے رہے

چشم نرگس کی مونڈے کسطرح تیری سامنے
جسکے آگے تجھ سا گل رخسار منھ کھولے رہے

پائی ہے لذت اُسی نے تیری تیغ عشق کی
جسکا زخم سینہ بعد از دار منھ کھولے رہے

خون دل اُن شست اندازون نے یہ میرا پیا
سیر اگر پیکان ہو تو سو فار منھ کھولے رہے

عرض مطلب کیے گی غیر اُس سے اپنی بار ہا
رو نہ پایا اسپہ ہم ہر بار منھ کھولے رہے

کھلنا اُس منھ کا ہے نکلے جسمین سے دُر سخن
جون بدر رو گو کہ بد گفتار منھ کھولے رہے

عالم بالا سے کب سودا کو ہے اتنا دماغ
جون صدف بہر دُر شہوار منھ کھولے رہے

آگے بدگو کے اُڑا دے اپنی تو ٹوٹی سی کفش
بحث کرنے کو تری بیزار منھ کھولے رہے

کوئی کرتا ہے اُس سے جو یہ مذکور بہتر ہے
لذت دل کے دکھ دینے سے تا مقدور بہتر ہے

نہ کھینچے تجکو یہ اور کھینچے مقناطیس آہن کو
مرے نزدیک اس دل سے تو پتھر دور بہتر ہے

ہزارون نیشتر پاتا ہون یان ہین کام مین اپنے
ترے گھر سے تو ظالم خانۂ زنبور بہتر ہے

رکھے ہی مردہ دل زاہد بھی داغ عشق محبوبان
پر اتنا بے نمک جس سے چراغ گور بہتر ہے

یہ سن رکھ وقت بجھنے کے چراغ اکثر ہو نور افزا
افاقت سے مرے مت کہہ کہ یہ رنجور بہتر ہے

مجھے بھی خواہش ایسی زندگانی کی نہو ظالم
ہے ایسا ہی جو قتل بیگنہ منظور بہتر ہے

نہین گلشن بھی کچھ گلخن سے کم احباب اے سودا
رکھین سیر چمن سے گر مجھے معذور بہتر ہے

بلبل نالان و درد عشق کچھ معقول ہے
سانس لے سکتے نہین جنکے برہ کی سول ہے

کون محشر مین ہمارے خون کی دیوے گا داد
جب تو بولے گا کہ ہم قاتل ہین یہ مقتول ہے

خال کا دانا لگے ہے خرمن گوہر کے نرخ
حسن گندم گون کے مزرع کا یہ کچھ محصول ہے

روشنی کا دولت دنیا کی جو مفتون ہوا
ہے وہ پروانہ کہ رسوائے چراغ غول ہے

شیخ گل بازیکو تمسے روز للچاتا ہے دل
زرد چہرا آپ کا گیندے کا گویا پھول ہے

عبارت مضروب پر کرتے ہین دو ملا جو بحث
ہم تو پڑھ سمجھے ہین اک فاعل ہے اک مفعول ہے

محتسب کو بھی جو مین تاڑا تو سودا اندنون
عشق مین اس چشم میگون کے سدا مشغول ہے

سر بہ پیش افگندہ اکثر میکدہ کی راہ سے
یون چلا جاتا ہے خدمت سے گویا معزول ہے

خشک رہنے سے ہمارا دیدۂ تر پاک ہے
جون حباب اس گھر مین جب دیکھو ہوا نمناک ہے

منہ پسارے کیا پھرے ہے اے فلک سمجھے ہین ہم
ایکدن تیرا دہن اور یہ اپنی مشت خاک ہے

تندخوئی سے تری اتنا پھرے ہے دادخواہ
جسجگہ دیکھون ہون شعلہ کو گریبان چاک ہے

رہنمائی خلق کی چاہے تو راہ کج نہ چل
شیخ ہونے سے عصا محروم چوب تاک ہے

گر چمن مین ہمصفیرون سے رہا ہو کچھ نشان
آشیان کا انکی آوارہ خس و خاشاک ہے

رات یون کہتا تھا ظالم مجھسے جلاد فلک
یار مین تیری ہے سب خوبی پہ ٹک سفاک ہے

فتنۂ روے زمین آنکھون نگاہین تیرے غلام
خادمہ غمزون کی انکے گردش افلاک ہے

مت سمجھ بیقدر پامالونکی گر رکھتا ہے فہم
توتیاے چشم نقش پا ہماری خاک ہے

کیا لکھون حال تباہ اپنا کہ سودا وہ جو لوگ
چاہتے تھے یہ دن انکے پانسے دان تک ڈاک ہے

حیران ہون شمع کسلیے سوزناک ہے
پروانہ کسلیے شعلۂ خو کا ہلاک ہے

زاہد نے مجھے تھا نجس ترے ہونے پر یقین
لیکن جو چیز خشک ہوئی پھر وہ پاک ہے

قاتل سے کیون جھگڑتے ہو کیا مجھسے بیر ہے
جاے خطر نہیں یہ مرا زخم خیر ہے

کہتا ہے عشق عقل سے مجکو تو بیر ہے
ناصح تو کیون بکے ہے دیوانہ سا خیر ہی

ملت طلب ہوا ہے دل شیخ و برہمن
صورت حرم کی کیسی ہے کیا شکل دیر ہی

چاہا کہ جون حباب مین دیکھون یہ کائنات
کھولی نہین تو اور ہی عالم مین سیر ہی

رکھتے ہین ایک طرح سے ہم وصف ذات حق
وہ شخص کون سا ہے جو سودا بغیر ہے

خاک پر بھی تیرے دیوانے کی یہ تدبیر ہے
ہر بگولا طوق ہر موج ہوا زنجیر ہے

کیا نیاز عشق سے غافل ہی ناز حسن آہ
شیر ین کیا جانے کہ خون آلودہ جوے شیر ہے

رحم کچھ آپ ہی تجھے آوے تو آوے ورنہ یان
آہ ہے سو بے اثر نالہ سو بے تاثیر ہے

مت چڑھ اُس ابرو کے منھ لے ماہ نو جسکے حضور
اُٹھ گئی پاے صف مژگان یہ وہ شمشیر ہے

اسقدر آغوش مین نظارہ کھینچے ہی تجھے
پشت آئینہ کی تیرا عکس رو تصویر ہے

شیخ کی بانگ و صلوٰۃ اور پر تو اے نادان نجا
خانۂ قصاب مین بھی روز و شب تکبیر ہے

وا اُسدن پر کہ نالان ہون تری کوچہ کے بیچ
ایک خاموشی ہی اب تسپر تو سو تقریر ہے

کس شکار انداز کا یارب ہوا ترکش تہی
مرغ تک قبلہ نما کے بھی جگر مین تیر ہے

جو کوئی پوچھے کیا کس جرم پر سودا کو قتل
کہ کسیکو گر کوئی چاہے یہ کم تقصیر ہے

گل پھیکے ہین اورون کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی

کیا ضد ہے مرے ساتھ خدا جانئے ورنہ
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی

اے ابر قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے
تجھ چشم سے ٹپکا ہے کبھو لخت جگر بھی

اے نالہ صد افسوس جوان مرنے پہ تیرے
پایا نہ تنک دیکھنے مین روے اثر بھی

کس ہستی موہوم پہ نازان ہی تو اے یار
کچھ اپنے شب و روز کی ہی تجکو خبر بھی

تنہا ترے ماتم مین نہین شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی

سودا تری فریاد سے آنکھون مین کٹی رات
آئی ہے سحر ہونے کو ٹک تو کہین مر بھی

نہ مجھسے کہ کہ چمن مین بہار آئی ہے
یہ مرغ گستنی کب قابل رہائی ہے

نہ چھوڑ پنجۂ مژگان تو دست طفل سرشک
ابھی زمین پہ گرے ہی تو رائی کائی ہے

اثر کیا ترے دل مین مجھ اشک نے تو کیا،
ڈبا کے خلق کو کشتی مری ترائی ہے

ترے نکالے سے تجھ گھر سے کون جاتا ہی
وہی تو جائیگا پیارے کہ جسکی آئی ہے

غرورِ تقوی سے کتنے تھے شیخ جی سرکش
پر اب عمامہ نے گردن تنک نوائی ہے

گئے تھے آپ خدا دند سیر باغ کہ گل،
یہان کھلے ہین دہان بہ سے کبریائی ہے

کرینا ہین در پہ ترے شیخ و برہمن سجدہ
بتو نکے حسن و ادا تیرے گھر خدائی ہے

جہان سے کندن دل سخت کار ہے فرہاد
وگرنہ کوہ کنی زور آزمائی ہے

تن گداز مین دِل کیونکہ مین رکھا سودا
یہ آگ پانی مین کس سحر سے چھپائی ہے

بہار بے سپرِ جامِ یار گذرے ہے
نسیم تیر سی چھاتی کے پار گذرے ہے

شراب حلق سے ہوتی نہین فرو تجھ بن
گلو سے خشک سے تیغ آبدار گذرے ہے

گذر مرا ترے کوچے مین گر نہین تو نہ ہو
مرے خیال مین تو لاکھ بار گذرے ہے

سمجھ کے قطع کر اب پیرہن مرا خیاط
نظر سے چاک کے یان تار تار گذرے ہے

ہزار حرف شکایت کا دیکھتے ہی تجھے
زبان پہ شکر ہو بے اختیار گذرے ہے

باعتبار شکم شیخنا کو دوزخ کی
ہمیشہ فکر مین لیل و نہار گذرے ہے

کہے ہے آج ترے در پہ اضطراب نسیم
کہ اس جہان سے کوئی خاکسار گذرے ہے

تری گلی سے گذرتا ہون اسطرح ظالم
کہ جیسے ریت سے پانی کی دھار گذرے ہے

یہ وہ نہین کہ کوئی مجھسے ملکے ہو بدنام
نجانے کیا ترے خاطر مین یار گذرے ہے

مجھے تو دیکھکے جوش و خروش سودا کا
اسی ہی سوچ مین لیل و نہار گذرے ہے

یہ آدمی ہے کہ سر مارتا پھرے ہے بسنگ
کہ باد تند سوے کوہسار گذرے ہے

اس دل کی تفِ آہ سے کب شعلہ بر آوے
بجلی کو دم سرد سے جسکے حذر آوے

ٹک داغ سے چھاتی کے سرک جاے جو پھایا
آتش کے تئین قدرت خالق نظر آوے

دے شکوے کی رخصت جو ہمین شرم محبت
غنچہ کیطرح ٹکڑے ہو منھ تک جگر آوے

یان تک نہ دل آزار خلائق ہو جو کوئی
ملکر لہو منھ سے صف محشر مین در آوے

سینون کو دلون سے تو نہ خالی کر اب اتنا
ڈرتا ہون نہ چھاتی کسی بیدل کی بھر آوے

پینے کو لہو اپنے غم عشق مین تیرے — تھا ایک جگر سو تو کہان تک بسر آوے
ظالم کر اب انصاف کہ سینہ مین کہان ہے — ہر دم کے لہو پینے کو تازہ جگر آوے
سب سے کہے سوتا ہون یہ کہدین کہ پھر آنا — بالین پہ مرے شور قیامت اگر آوے

بیخوابی سے مرتا ہے شب ہجر مین سودا
اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آوے

افعی کو یہ طاقت ہے کہ اس سے بسر آوے — وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر پر آوے
شیشہ نہ کہے راز مرے دل کا تو اے جام — ہر گوشہ سے اسکی نہ تری چشم بھر آوے
کیا ہو جو قفس تک مرے اب صحن چمن سے — دو برگ لیے گل کے نسیم سحر آوے
سب کام نکلتے ہین فلک تجھسے پہ لیکن — میرے دل ناشاد کی امید بر آوے
جب پھوکے ہے ناقوس صنم خانہ دل شیخ — کعبے کا ترے وجد مین دیوار و در آوے
نامے کا جواب آنا تو معلوم ہے اے کاش — قاصد کے بد و نیک کی مجھ تک خبر آوے
ہو تمہین تو ضعیف اسقدر اے مور کہ وہ آب — گذرے مرے سر سے جو ترے تا کمر آوے
دیتا ہے کوئی مرغ دل اس شوخ کو سودا — کیا قہر کیا تو نے غضب تیرے بر آوے

اب دے تو گیا ہے پر اسے دیکھیو تا وان
پل مین نہ اڑاتا وہ اگر بال و پر آوے

نسیم گر قدم دوستی بجا لاوے — یہ مشت پر ہین قفس مین چمن کو لیجاوے
جہاد ہو جو خاطر مین اب ترے آوے — وہی ہے خوب مرے حق مین جو تجھے بھاوے
سمجھ کے کیجو پیارے گلی مین اپنے خرام — مبادا پانوٗن تلے دل کسی کا آجاوے
طریق عجز مین مجھ ساتھ جو مقابل ہو — سوائے خاک نہ مجھسے کوئی بسر آوے

درخت خشک ہون اس باغ مین خدا نکرے
کہ باغبان مرے احوال سے خبر پاوے

الٰہی بزم بتان سے وہ شمع ٹل جاوے — ڈرون ہون مین کہ کسی کا نہ دل پگھل جاوے
مخاطب اس لب جان بخش کا جو ہو یک دم — عجب نہین کہ مسیحا کا دل نکل جاوے
مغان مین کیا کہون زاہد سیر کی کیفیت — کہ جسکو دختر رز دیکھکر ادھل جاوے
کچھ اندنون تری نظرون نے گر سلایا ہے دل — ہو دستگیری افتادگان ہو تو سنبھل جاوے

بدن کو شمع سے کون اُسکے دے سکے تشبیہ
مجال کیا ہے کسی کی زبان جل جاوے

دماغ خلوت آئینہ ہو تو یہ چاہے
کہ اپنا عکس بھی اس گھر مین سے نکل جاوے

گرہ تو عشق کی سودا کے سر سے ٹلتی ہے
قدم پہ زلف کے دل کو جو دیئے بل جاوے

گو غنچہ سان گرہ مین دلی جمع زر کرے
آخر برنگ گل ہو پریشان سفر کرے

ناچیز کو نہ صحبت نیکان اثر کرے
رشتہ کو کہ تو آب گہر کیونکہ تر کرے

ہر دانہ میرے خوشۂ خرمن مین ہی شرر
کہ برق کو سمجھ کے ٹک ایدھر گذر کرے

زاہد چلا ہے کعبہ کو اور برہمن کنشت
بندے ہین اُسکے ہم جو کسی دل مین گھر کرے

ہے فخر تجھ گلی مین اگر ہو نمین مشت خاک
شاید کوئی اُٹھا کے زمین سے بسر کرے

گل پر بغیر رخصت بلبل چمن کے بیچ
اے اہل درد کفر ہے گر تو نظر کرے

دیتا ہے تجھ عذار کے دھوکے سے جی پتنگ
ثابت یہ خون کیونکہ کوئی شمع پر کرے

جگ مین شراب خوار کی تشہیر کے لیے
سودا جو محتسب ہو تو زاہد کو خر کرے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھسے کیا کرے
اپنا ہی تو فریفتہ ہوئے خدا کرے

قاتل ہماری نعش کو تشہیر ہے ضرور
آیندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے

اتنا لکھا یو مرے لوح مزار پر
یان تک نہ دی حیات کو کوئی خفا کرے

بلبل کو خون گل مین لٹایا کرون نہ مجھے
نالے کی گر چمن مین تو رخصت دیا کرے

فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان
اس زندگی مین اب کوئی کیا کیا کیا کرے

عالم کے بیچ پھر نہ رہے رسم عاشقی
گر نیم لب کوئی ترے شکوے سے وا کرے

گر ہو شراب و خلوت محبوب خوب رو
زاہد تجھے قسم ہے جو تو ہو تو کیا کرے

تعلیم گریہ دون اگر ابر بہار کو
جز لخت دل صدف مین نہ گوہر بندھا کرے

تنہا نہ روز ہجر ہے سودا یہ ستم
پروانہ سان وصال کی ہر شب جلا کرے

ساق سیمین تری شب دیکھلے گوری گوری
شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی

نیشکر نے کہین تجھ لب سے کیا تھا دعوے
آجتک اُسکی پڑی کٹتی ہین پوری پوری

آ گیا رات مین جون وزدِ حنا تیرے ہاتھ
ورنہ جا پانون کو لگا ہی تھا چوری چوری

ابر چھایا ہے سیہ مست نے مجھے اے ساقی
دے تو بھر بھر کے مجھے پیالیان کوری کوری

کافر جو ہو مجھ سا ائسے دل اپنے مین جا دے
ایسا تو بت اس دیر مین معلوم خدا دے

ڈھایا مین ترے کعبہ کو تئین دل مرا ای شیخ
تعمیر مین کردون اُسے تو اُسکو بنا دے

اے خضر ز خود رفتگی کیا طرفہ سفر ہے
جسمین کہ نہ بھولین نہ کوئی راہ بتا دے

بیمار کو تیرے ہو شفا اُس سے نہ مانون
عیسیٰ کو یہ قدرت ہی کہ مرے کو جلا دے

سودا جو ترے ہی تو رکھ نالے سے دل باز
اس جنس کو برسات کا موسم ہے ہوا دے

دل مین بسنے کی ترے مجکو بنٹ ہے شادی
چشم بد دور سلامت رہے یہ آبادی

اے گل اندام ترے ہاتھ نہ مین ہون نالان،
کون بلبل ہی چمن مین کہ نہین فریادی

کوچۂ عشق مین ہم تب سے ہین گردن زدنی
تیغ ابروئے بتان بیچ نہ تھی جلادی

ہو گئے صاحب جوہر ترا منھ دیکھ فقیر
ہے نمد پوش سدا آئینۂ فولادی

بال و پر توڑ کے سونپے ہی قفس کو صیاد
تجھ سے رخصت ہی مری اے ہوسِ آزادی

خون ہی جان مین سودا کے رہیگا جبتک
تیر مژگان نہ رگِ جان پہ کرین فصادی

ایک دن دشت مین جا کر مین کہا سودا سے
چھوڑ بستی کو تجھے کیونکہ خوش آئی وادی

یہ کہا سنکے کس امید پہ بستی کے بیچ
غم کٹے دل کا مرے ہو مرے جی کی شادی

ہی وہ بنیاد خرابی کی جہان مین اے دوست
سمجھے ہین اہل جہان جسکے تئین آبادی

تجھ تیغ تلے کہہ تو رستم ہے کہ سر دھر دے
پیارے یہ ہمین سے ہو ہر کا ہے دہر مر دے

ہر دن تو تجھے اپنے کوچے اسے نکالے ہی
جاؤن ہون بھلا اب مین لا دل میرا ادھر دے

معشوق کی الفت ہی بندہ کرے عاشق کو
اُس گل نے خریدا ہے بلبل کے تئین زر دے

کب شمع مجالس کی فانوس مین چھپتی ہی
جو حسن ہو بازاری مت اُسکو سٹھا پردے

دے لکے تئین اک عالم کہتا ہے خدا کا گھر
اے عشق اسے آتش دے ہی تو سمجھ کر دے

پانی بھی نہ مانگ اُس سے جو ہو وے تنک مایہ
کاسہ کے تئین گل کے شبنم نہ کبھو بھر دے

تین داد ستد اسے دل دیکھی نہ زمانہ کی
خاتم لے سلیمان سے چیونٹی کے تئین پر دے

دے داد مرے دل کی سوزن کہ جب آہن کا
رشتے کی گرفتاری سوراخ جگر کر دے

ق

سودا سے کہا مینے کل سیر گلستان مین
یہ وقت خموشی ہے ظالم غزلے غر دے

سنتے ہی غرض اسکے یہ شعر پڑھا اُن نے
جس شعر کا ہر مصرع آہ دل پر درد کے

کھلنے تو لگا ہے دل جون غنچہ ہمارا ابھی
لیکن نہ صبا تجھسے گاہے بدم سر دے

سینہ کو رستمون کے نگہ تیری توڑ دے
آنکھون کی ہر پلک صف محشر کو موڑ دے

آیا ہے تنگ دام مین زلفون کے مرغ دل
سر تا قدم سے وار کے صدقے مین چھوڑ دے

جبدم وہ صنم سوار ہووے
تا صید حرم شکار ہووے

جو اٹھ نہ سکے تری گلی سے
رہنے دے کہ تا غبار ہووے

محکم تو رواق بن سکے ہے
گو عمر کہ پائدار ہووے

وہ قصر تو چاہتا نہین مین
جس مین گل و گلعذار ہووے

وسعت مری سینہ بیچ اے دہر
تک دل کی شگفت دار ہووے

سوزن کی نہ جیب بیچو منت
یون پھٹیو کہ تار تار ہووے

شبنم سے بھرے ہی ساغر گل
گردون تو خراب و خوار ہووے

پانی نہین دیتے اسکو ظالم
جز رخنے ہی بے شمار ہووے

ناصح تو نے ہمسے دل پر
اپنا کچھو اختیار ہووے

کھینچے ہے کوئی بھی تیغ پیارے
جمدھر کہ جب آبدار ہووے

کن زخمون مین زخم ہی کہ جب تک
چھاتی کے نہ وار پار ہووے

کھینچی ہے بھون نے تیغ مکھ پر
سودا سے کہو ہشیار ہووے

ویسے ہی کا ہے یہ کام گل رو
عاشق ہے نہ گو ہزار ہووے

خط نقص صفائی رخ دلدار نہووے
گرد آئینہ کو باعث زنگار نہووے

دولاب کی ہے حق بطرف مستی سے فریاد
پیمانہ کسیکے گلے کا ہار نہووے

آہنگ سفر کب مرے سینہ سے کرے اشک
تا لخت جگر قافلہ سالار نہووے

کب صبح وہ انکھیان نہ کھلین نیند سی ہر گز
صد فتنہ خوابیدہ کہ بیدار نہووے

ہو دست خدائی مین تو یہ کیجے سنا دی
ظالم ہو جو کوئی سو طرحدار نہووے

ہم زمزمہ کب مرغ چمن ہو سکے مجھ سے
تا کنج قفس مین وہ گرفتار نہووے

کر ذبح شتابی نہ مجھے صیاد کہ یہ صید
ہاتھون ہی مین تیرے کہین مردار نہووے

سودا چمن دہر سے یہ چشم نہ رکھیو
وہ گل نظر آوے کہ جسے خار نہووے

جز لخت دل اپنے تو نہ دیکھے گل بے خار
سو بھی کہ جو مژگان پہ نمودار نہووے

پھر نظر تجکو نہ دیکھا کبھو ڈرتے ڈرتے
حسرتین جی کی رہین جی ہی مین مرتے مرتے

کھینچے گیا ہو میان تیغ کہ یان رشتہ عمر
صرف سینہ پہ ہوا ٹانکے ہے بھرتے بھرتے

پھر گلگشت عدم سے جو کوئی پہونچا ہے
سمت اس باغ کے طے منزلین کرتے کرتے

پھل جوانی کا نہ پایا کبھو جون طفل سرشک
مل گیا خاک مین یان پانوٴن ہی دھرتے دھرتے

کیا ہمین فائدہ آنکھون سے بقول سودا
پھر نظر تجکو نہ دیکھا کبھو ڈرتے ڈرتے

کیا کیجے کہ ہمسے کچھ بات نہین بن آتی
اب سنگ تجھ گلی کے یہ سر ہے اور چھاتی

دیوانگی ہماری کیا کیا مچاتی دھومین
زنجیر پڑکے پانوٴن گر اپنے گھر نہ لاتی

جی چاہے جو کچھ تیرا سو دشنام دے مجھکو
ہووےگا دعا تجھکو تو میری ہی زبانی

اے آہ تری قدر اثر نے تو نجانی
گو تجکو لقب ہمنے دیا عرش مکانی

اک خلق کی نظرون مین سبک ہو گیا لیکن
کرتا ہون مین اب تک ترے خاطر پہ گرانی

ٹک دیدہ تحقیق سے تو دیکھ زلیخا
ہر چاہ مین آتا ہے نظر یوسف ثانی

معمور ہے جس روز سے ویرانہ دنیا
ہر جنس کے انسان کی بانٹی گئی چھانی

اک وامق نو کا ہے سمجھ چاک گریبان
کرتی ہے جو رخنہ کوئی دیوار پرانی

بلبل ہی سکتی نہین کچھ باغ مین تجھ بن
شبنم گلون کے منھ مین جوانی رہی پانی

ہے گوش نہ خلق مرا قصہ جان کاہ
حب سے کہ نہ سمجھے تھا تو چڑیا کی کہانی

جون شمع مجھے شرم ہے زنار کی اے شیخ
مالا نہ جیون رات کو بے اشک فشانی

کیا کیا ملے لیلی سے نشان خاک مین سودا
گو اپنے کبھی محبوب کی دیکھی نہ جوانی

جس سمت نظر موجِ سراب آوے تو یہ جان
ہووےگی کسی زلفِ چلیپا کی نشانی

برہمن بت کدہ کے شیخ بیت اللہ کے صدقے
جتا دین جس جگہ ہم قدر اپنی ناتوانی کی،
نہ دی تکلیف جلنے کی کسو کے دل کو میرے پر
عجائب شغل مین تھے رات تم اے شیخ رحمت کے
نہین بے وجہ کوچے سے ترے اُٹھنا گبولے کا
کبھو وہ شب بھی اے پروانہ حق باہم دکھا دیگا

کہین ہین جسکو سودا وہ دل آگاہ کے صدقے
اگر کہسار وہان ہووے تو جاوے کاہ کے صدقے
اثر سے دور رہتی ہے یہ مین اپنی آہ کے صدقے
مین اس ریش بلند اور دامن کوتاہ کے صدقے
ہماری خاک بھی جاتی ہے تیری راہ کے صدقے
تو جل بل شمع پر جاوے مین ہون اس ماہ کے صدقے

دکھائی ہے تجھے کس طرح سودا کی نظرون مین
جو ہو انصاف تو جاوے تو اُسکی چاہ کے صدقے

اے لالچی تو کیسہ غیرون کا مت ٹٹولے
کھنجن سے تجھ نین کو تشبیہ کیونکہ دیجے
ہے میری استخوانمین تیر نگہ ترازو
شب دیگ کھانا کچھ بھاتا ہے اُسکو ازبس
انصاف کچھ بھی یارو ہی عشق کے نگر مین
دہقان پسر وہ ہمسے یون صلح کب کری ہے
وہ تو بچی کا ہرگز ہمسکو لکھے نہ نامہ
کل بارے کہا مین سمستا ہی آج سودا
کہنے لگا کہ نادان یہ حیف ہے کہ کوئی

جو کچھ تو چاہے یک شب مجھ پاس آکے سو لے
وہ تو چُنا کرے ہے انکے سدا اممولے
کتے رقیب سے کہ شمشیر کو نہ تو لے
کھانے کو جا رہا ہے کشمیریون کے لوٹے
دل غم سے آب ہووے اور چشم موتی رولے
بوٹون کے کھیت اور جلتک نہ جنگ ہولے
گدڑی مین جا کبوتر لیتا ہے مول گولے
بکتا ہے اک نگہ پر اسکے تئین کہ جو لے
اسبند کرنے کو بھی ایسے سیاہ کولے

ہوشا اس غزل سے روح آبرو کی سودا
تو اس زمین مین نادان طور اپنا کیون نہ کھولے

جون غنچہ تو چمن مین بند قبا کو کھولے
آویگا وہ چمن مین تڑکے ہی میکشی کو،
باغ جہانمین آکر کچھ ہمنے پھل نہ پایا
ایسا ہی جاؤن جاؤن کرتے ہو تو سدھارو

پھر گل سے اے پیارے بلبل کبھو نہ بولے
شبنم سے کہہ دے بلبل پیالے گلونکے دھولے
اک دل ملا کہ جسمین ہین سیکڑون پھپھولے
اس فال پہ کل جو ٹھہرتی سو آج ہی وہ ہولے

کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا — موند جائیں چشم عاشق تو بھی وہ لب نہ کھولے
چشم پر آب ہوں میں جوں آئینہ حبابی — رک رک کے پڑ گئے ہیں چھاتی میں سب پھپھولے

کون ایسا اب کہے ہے سودا گلی میں اُسکی
آ تجکو لے چلیں ہم دل کھولکر تو رو لے

اثر سے ہیں تہی نالے تصرف سے ہیں دم خالی — نیستان ہو گئے شیرون سے یارب یکقلم خالی
تجلی سے جہان اپنے نہ چھوڑیں ایکدم خالی — کہ جب تک آپ سے جون بدر ہو جاویں نہ ہم خالی
نظر آیا بھی احوال جہان اسمین تو کیا حاصل — جو دل میں نقش ہے اپنے ہے اس سے جام جم خالی
کدورت سے زمانے کی برنگ شیشۂ ساعت — ملے ہم درد اگر کوئی تو کیجے دل بہم خالی
تہیدستی ہماری دیکھ چشم کم سے مت منعم، — کہ ہے یہ ہاتھ شکل کیسۂ اہل کرم خالی
برنگ لفظ ہوا اُٹھنے سے جسکے بیت بے معنی — فلک اسطرح گھر تیرا چلے ہیں کرکے ہم خالی
نہ رہیو آہ سے مجھ پیر کی اے نوجوان غافل — کہ تیر اپنے کمان کہنہ کا پڑتا ہے کم خالی

کہین جانا ہی تو ہستی سے جا ادھر کو اے سودا
خلل سے راہ پاویگا نہ جز راہ عدم خالی

خاتم کے جون نگین ہمیں کس کام کے لیے — گھر میں کوئی جگہ دے مگر نام کے لیے
چیرہ جو فصل گل میں گرو ہے مرا تو ہو — سر گھر دیا ہے غنچے نے اک جام کے لیے
پیش از ظہور مرغ چمن خادمان عشق، — بنتے تھے رشتۂ رگ گل دام کے لیے
پہونچے سو کیونکہ منزل مقصد کو یہ قدم، — پیدا ہوئے ہیں گردش ایام کے لیے

سودا ہزار حیف کہ آ کر جہان میں ہم
کیا کر چلے اور آئے تھے کس کام کے لیے

ہر آن یاس بڑھتی ہر دم امید گھٹتی، — دن حشر کا ہے اب تو فرقت کی رات کٹتی
پو کا نہیں یہ پھٹنا مجھ سینہ چاک کی ہے — ہر صبح بار غم سے چھاتی فلک کی پھٹتی
کوچے میں اُسکے باقی مجھ خاکسار پر اب — یا آسمان کا گرنا یا ہے زمین اولٹتی
مژگان کی برچھیوں نے دل کو تو چھان مارا — اب بوٹیاں تھی باقی اُنکے جگر کی بٹتی
زلف سیہ میں اے دل بکھرا نہ مایۂ خاک — یہ جنس تیرہ شب میں مشکل ہے پھر سمٹتی
خون جگر کا کھانا دل پر نہیں گوارا، — اُس ترش ابرو کی جب تک نہ ہووے چٹنی

آئینہ کہ رہا تھا خوبون کے صاف منھ پر ہین ایک دن یہ شکلین سب خاک بیچ اٹنی
کیا پست فطرتون کو بخشی ہے سربلندی دنیا کے شعبدے سے تعلیم ہووے نٹنی

توں نے بٹھائے سودا یہ قافیہ وگرنہ
پائے قلم کو یکسر ہے یہ زمین رپٹنی

مطلعات

اعجاز منھ تکے ہے ترے لب کے کام کا
کیا ذکر ہے مسیح علیہ السلام کا

بساط اپنی مین تھا جو ایکدل سو بھی تو کھو بیٹھا
مجھے مدت ہوئی پیارے مین اس سی ہاتھ دھو بیٹھا

یارہ ہی بیقدر عجب ہو آشنا دس بیس کا
مثل ماہ عید کے پورا جو ہووے تیس کا

خط مرغ نامہ بر نے تجھے کون سا دیا
مضمون تو نے سنکے نہ جس کا اڑا دیا

غنچون کو گو شگفتہ چمن مین صبا کیا
لیکن ہمارے غنچۂ دل کو نہ وا کیا

کیا جانیے نگہ نے ترے کیا بلا کیا
مجھسے کے دل کو اپنی طرف مبتلا کیا

کسو نے روم لی قسمت مین کوئی شام لے آیا
ہمین لے کچھ نہ آیا ایک تیرا نام لے آیا

ہے سخت بمروت وہ بت وفا کرے کیا
پر اب تو لگ گیا دل دیکھین خدا کرے کیا

نہ سرمہ چشم مین اے شوخ خانہ جنگ لگا
چلے گی خاک جو تیغ نگہ کو زنگ لگا

دل کو اے عشق سوے زلف سیہ فام نہ بھیج
رہزنون مین تو مسافر کو سر شام نہ بھیج

کیا خوشی ہلکو کہ اپنی ہے یہ حیرانی کی طرح
دیکھتے ہی عید عالم چشم قربانی کی طرح

کون کہتا ہے نہ اوروں سے ملا کر مجھ سے مل
جسکے ملنے مین خوشی تیری ہو مل پر مجھسے مل

دیدہ پر آب سی تجھ بن ہمین کیا کم ہے جام
بزم مشتاقان سے تیرے حلقۂ ماتم ہے جام

سننے پائے نہ دہن اسکے سے دشنام تمام
جنبش لب ہی مین اپنا تو ہوا کام تمام

سودا کے لیے بر سر بازار ہوے ہم
ہاتھ اسکے بکے جسکے خریدار ہوئے ہم

آ گئے یا قسمت جلاوے یار یا مارے ہمین
اب تو آنکھون سے لگا ہی دیکھنے بارے ہمین

نہ پوچھ سنگ و گل اے شیخ اس صدا کو مان
مرے صنم کی پرستش کر اے خدا کو مان

افراد

دل کو تو ہر طرح سے دلاسا دیا کرون
آنکھین تو مانتی نہین مین اسکو کیا کرون

تغافل سے ترے اے بیوفا کب تک جفا دیکھون
خدا وہ دن کرے تجکو کسی پر مبتلا دیکھون

فائدہ کیا خط تجھے لکھ لکھ اگر روتا ہون مین
نامۂ اعمال دل لکھتا ہون اور دھوتا ہون مین

مین وقف تماشا ہے ہر اک اہل نظر ہون
گوہر نہ سمجھ قطرۂ خوناب جگر ہون

اے میان عشق کے مارون کو کہین ٹھور نہین
دل نہین صبر نہین آپ نہین اور نہین

میکشان روح ہماری بھی کبھو شاد کرو
لوٹے گر بزم مین شیشہ تو ہمین یاد کرو

سنکے یہ کہتا ہی میرے نالۂ جانکاہ کو
کیون نہ مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو

عشق کے کوچے مین جلوہ ہی تبانکا سنگ راہ
خضر بھی بجکر چلا دیکھا جو انکا رنگ راہ

وہ سمندر ہے کہ جسکا نہ کہین پاٹ لگے
کشتی عمر مری دیکھیے کس گھاٹ لگے

تبسم دیکھ تیرا کیون نہ دل بیتاب ہو جاوے
اگر بجلی اسے دیکھے تو زہرہ آب ہو جاوے

اس دل پہ تجھے رحم جفا کار نہین ہے
جس دل سے دل موہ کو آزار نہین ہے

مسیحا اس سن کے اٹھ جاوے جو کچھ کہیے دوا کیجے
محبت سخت بیماری ہے یارو آہ کیا کیجے

مین کہتا ہون دل اپنے سے کہ ننگ و نام سے گذرے
نہو یہ بات گر اس مین تو کیا آرام سے گذرے

کہون کیا عشق کی آتش سے یارو مجھپہ جو گذری
سنی جو شمع نے بھی سرگذشت اپنی تو رو گذری

کہا مین داغ مرے دل کا جون چراغ جلے
دیا جواب نہ مجھے ترک شوخ نے کہ بلے

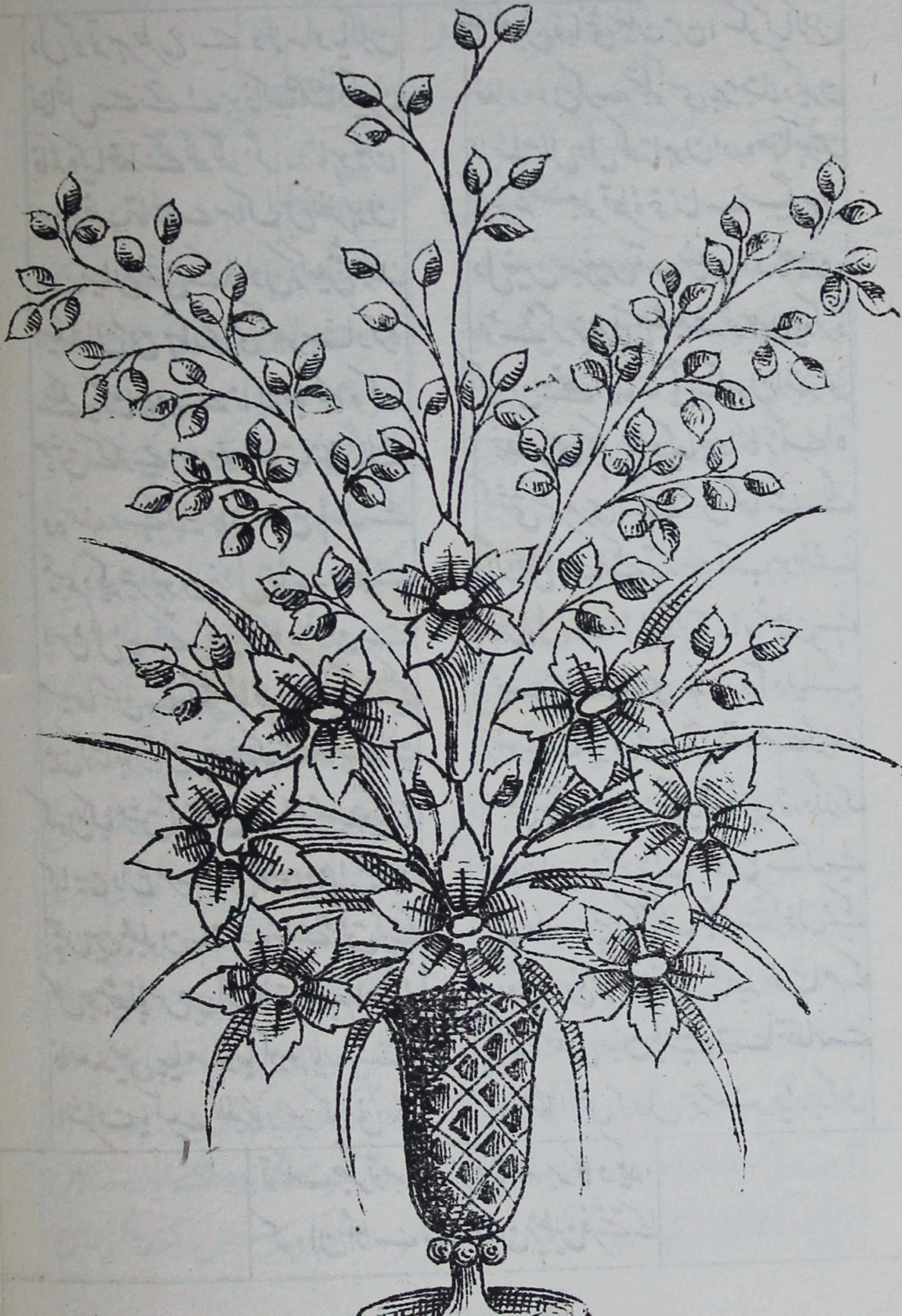
چمن مین بلبلون نے جب بنائے عشق کی چہکے
لگی سارے چمن کو آگ جتنے تھے کنول دہکے

کل جو بیٹھا پاس مین اک جا ترے ہم نام کے
رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجہ تھام کے

قاصد یہی پیام تو جا کہیو یار سے،
اک شخص جان بلب ہے ترے انتظار سے

اشراف یا کمینہ طلبگار ہو کوئی +
دونگا اسی کو دل جو خریدار ہو کوئی

تو ٹک جگر تو مرے مرغ نامہ بر کا دیکھ،
کہ وان اڑے ہے جہان پر جلین فرشتے کے



مدحیات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رفیع ترین کلامی کہ رفعت بخش دیباچۂ سخن تواند شد حمد مبدع علیست کہ بآمیزش کاف و نون رنگ تکوین نقوش گوناگون کلیات و جزئیات و ممکنات را بر صفحۂ ہستی ریختہ و نہ ترجیع بند افلاک نہ گانہ و ثمن ہشت بہشت و سبعہ معلقہ ہفت آسمان و ہفت بند سبعہ ستارہ و مسدس جہات ستہ و مخمس حواس خمسہ و رباعی ارکان اربعہ و مثلث ارواح ثلاثہ و مثنوی روز و شب و فرد بند رتبہ آفتاب و قصیدہ کہکشان و قطعہای ابر و مصراع برجستۂ برق بنظم آوردہ و ذات فصاحت آیات سرور انبیا سالار اصفیا مطلع نور خدا مہر سپہر اصطفا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم را کہ نور انورش فاتحہ مصحف نبوت و پیکر اطہرش خاتمہ رسالۂ رسالتست بیت القصیدہ نبوت گردانیدہ و ذات بلاغت سمات افضل ادصیا ابو الایمۃ الہدی امیر المومنین علی مرتضےٰ را کہ بسم اللہ قرآن وصایت است مطلع غزل امامت ساختہ و زدارات مقدسہ باقی حضرات معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین را کہ ہر یک از ایشان از کمال علویت در صفحۂ روزگار خود فرد بیت و شاہ بیت دیوان ایجاد بل بیت اللہ واقع است انتخاب نمودہ صلی اللہ علیہم اجمعین و علی جمیع الانبیا والمرسلین بعد صریر کلک فقیر عزلت گزین اصلح الدین بگوش اہل نیوش مے رساند این دیوان رفیع بنیان فصاحت بیان ریختہ خامہ سحر پرداز از قلم نکتہ طراز ریختہ آفتاب براعت ورسیدہ حدیقہ بلاغت مجموع کمالات وہبی و مکتسبی مجموعۂ کلام ہندی و فارسی و عربی و ذو الریاستین الفاظ و معانی مواسیس قوانین سخندانی یگانہ کشور افضال نقادہ دودمان کمال اورنگ نشین مملکت فصاحت خسرو اقلیم بلاغت ع

	چگونہ آب رود از نشیب سوے فراز	مراست طبع روان لیک نام اوست رفیع	

اعنی دقیقہ سنج نکتہ سرا ملک الکلام میرزا محمد رفیع سودا سلمہ اللہ تعالے است کہ از بام ریختہ کار ریختہ گوئے کوس صاحبقرانی بنامش صدا دادہ و تسلیم فرمان کلامش برگردن